حسن
365
676

هو السبحان القدیر

احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ
لاہور پاکستان

احسن التقویم

کعبہ ہر چند یکہ خانہ بر او است — خلقت ما نیز خانہ سر او است
احسن التقویم از فکرت برون — احسن التقویم از عرش فزون

مولف

معلم معرفت مجسمہ سنت مجموعہ طریقت متبع شریعت مرقع روحانیت
حضرت الحاج مولانا شاہ محمد ہدایت علی صاحب نقشبندی مجددی
(جے پوری) رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

53395

حمد

حمد اُس ذاتِ پاک کو زیبا ہے جو تمام ادراکات صفاتِ جسمانی و ادراکات صفاتِ روحانی و ادراکات علوم معانی سے پاک ہے اور اُس کے وجود موجود ہونے کے دلائل خود خلقت بشر و شمس و قمر و نجوم و سمٰوات ہیں اور اِن موجودات کی صورت اور حرکات و سکنات اور اثرات سے حواسِ خمسہ ظاہری کو علم الیقین اور حواس خمسہ باطنی کو انوار اسماء و صفات سے عین الیقین عطا فرمایا اور تمام علوم و احساسات و ادراکات کو بحرِ تجلّی ذات میں متحیر و بیکار ثابت کر کے حق الیقین عنایت فرمایا۔

نظر وہ ہے جو اس کون و مکاں سے پار ہو جائے
مگر جب روئے تاباں پر پڑے بیکار ہو جائے

نعت

نعت اس سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے موزوں

Marfat.com

ہے جن کے نور پاک سے تمام کائنات کا وجود عالم شہود موجود ہوا اور جن کے کمالات جسمانی سے خاص خاص مخلوق کچھ واقف ہوئی اور کمالات روحانی کے علم سے تمام مخلوق لاعلم رہی نصِ صریح اس پر دال ہے تَرَاهُمْ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ہے معرفت کل سے ورائے ذات الٰہی مخلوق کے علموں سے ورا، شان محمدؐ

منقبت

تعریف خلفاء راشدین و اہلبیت و صحابہؓ و تابعینؒ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کیا کی جاسکتی ہے کہ جن کی تعریف میں قرآن مبین و احادیث سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں۔

ماو اصحابیم چوں کشتی نوحؑ ہر کہ دست اندر زند یابد فتوح

تمہید کتاب

وجود مخلوقات اور ان کے حرکات و سکنات و اثرات ذاتِ واجب الوجود کی خبر دے رہے ہیں آسمان کی گردش اور بلندی اور بلا ستون قیام اور شمس و قمر و نجوم کی روشنی اور صبح و شام پہاڑوں کی بلندی زمین کی پستی دریا کی روانی شجر و ثمر کا ذائقہ و اثر رنگ و بوئے گل یہ کل چیزیں صانع حقیقی کی صنعت قادر مطلق کی قدرت اور ذات واجب الوجود کے وجود کی رہنمائی کر رہی ہیں لیکن وجودِ اشیاء سے ذات و صفات حق کی پوری معرفت نصیب نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جمیع مخلوقات خواہ عرش ہو یا فرش شجر ہو یا حجر

برگ ہو یا ثمر شمس ہو یا قمر شام ہو یا سحر یہ سب اپنے اپنے وجود اور صفات میں صفاتِ حق سے جزدی جزدی طور پر ایک صفت سے حصہ رکھتی ہیں۔ اور وہ بھی بذاتِ خود مستفیض نہیں ہیں۔ کیونکہ کل مخلوقات کی پیدائش بواسطہ نور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے۔ لہذا معرفتِ ذات وصفاتِ حق کا بہترین ذریعہ خود وجود انسان ہے اسی واسطے حق تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی سورۂ والتین میں محاورۂ عرب کے موافق چار چیزوں کی قسمیں کھاکر بشر کو احسن التقویم فرمایا ہے۔ اور یہ لقب احسن التقویم سوائے بشر کے نہ ملائکہ کے واسطے فرمایا نہ عرش کے واسطے نہ کعبہ وطور کے واسطے نہ جنت وحور وقصور کے لئے بایں وجہ میں نے بھی اس کتاب کا نام "احسن التقویم" رکھا ہے۔

حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی بشر کے متعلق مثنوی میں یہ فرمایا ہے۔

احسن التقویم در والتین بخواں
کہ گرامی گوہراست اے دوست جاں

انسانِ کامل کی تعریف سورہ والتین میں پڑھیے
کہ یہ انسان کیسی قیمتی اور بے بہا ہستی ہے

احسن التقویم از فکرت بروں
احسن التقویم از عرش فزوں

کمال اور خوبی انسان کی خود انسان کی سمجھ سے باہر ہے؛ یہ انسان عرش سے بھی بہتر ہے

کعبہ ہر چندیکہ خانہ بر اوست
خلقتِ مانیز خانہ سِر اوست

کعبۃ اللہ اگرچہ بہت سی خوبیوں سے پر ہے
لیکن ہمارا وجود بھی اللہ تعالیٰ کے اسرار کا خزانہ ہی

زمین وآسمان۔ پہاڑ دریا درخت وغیرہ وغیرہ اپنے میں ایک ایک

Marfat.com

صفت رکھتے ہیں اور وہ صفت بھی جزوی طور پر ہے نہ کہ کلی طور پر۔ ہاں البتہ حیوان ایسی خلقت رکھتے ہیں کہ جن میں چاروں عناصر مثل انسان کے موجود ہیں اور جن صفاتِ جسمانی سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اس کے قریب قریب جانور بھی فائدہ اٹھاتے ہیں مثلاً سونا۔ کھانا پینا اور دیگر خواہشات نفسانی اچھی چیزیں جسمیں نفع ہو لینا نقصان کی چیزوں کو چھوڑنا مثلاً بکری ڈھاک کا پتہ نہیں کھاتی اونٹ آنکڑہ نہیں کھاتا۔ کتا پیٹ کے امراض کے دفعیہ کو گھاس کھا کر پیٹ صاف کر لیتا ہے۔

جانور بکری گائے بیل وغیرہ شیر چیتا بھیڑیئے وغیرہ کو اپنا دشمن جان کر اُن کی صورت اور بُو سے بھاگتے ہیں۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حیوانوں میں اربع عناصر کے حواس خمسہ ضرور ہیں۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان اور اک اور یہی حواس خمسہ انسان میں ہیں اگر یہی اربع عناصر اور یہی پانچ حواس انسان اور حیوان میں بحیثیتِ مساوی ہوتے تو انسان اور حیوان مرتبہ میں دونوں برابر ہوتے۔

لیکن ان پانچ حواس ظاہری میں بھی انسان کے اور حیوان کے حسیات اور ادراکات میں تفاوت عظیم ہے۔

حیوانات میں پانچ حواس جزدی اور فرع عقل جزدی ہے اور ان پانچ حسیات اور فرع عقل جزدی کی وجہ سے انجام کو

Marfat.com

نہیں سمجھتا اور نہ اپنے فوائد کو سوچکر اسباب رہائش یا خورد و نوش
کو بہتر بنا سکتا ہے اور نہ کسی شئے کو استقامت سے رکھ سکتا ہے
نہ برت سکتا ہے بلکہ وقتی ضرورت کو پورا کر لیتا ہے۔
بخلاف اس کے انسان اپنی حسیات اور عقل کی وجہ
اپنی ضروریات بشری اور نفع و نقصان کو پوری طور پر سمجھ کر عجیب
عجیب طریقہ سے اپنی راحت کے اسباب اور نقصان کی مدافعت
قبل از وقت محسوس کر کے اس کو تیار کر لیتا ہے جیسے کہ سابق
زمانے کے عقلا اور حکما کی صنعتیں تواریخ سے ثابت ہیں اور
زمانہ حال میں انسان نے جو چیزیں اپنی ضرورت کی ایجاد
کی ہیں وہ اہل بصیرت۔ اہل علم سے اور مشاہدہ سے ظاہر
ہیں۔
مثلاً فن حکمت۔ بحری دخانی جہاز۔ ہوائی جہاز۔ تار۔ ریڈیو
ریل، ٹیلیفون۔ وائرلیس۔ موٹر۔ فوٹو گرافی۔ کپڑا بننے کی
ملیں وغیرہ وغیرہ ہزاروں چیزیں ہیں علاوہ اس کے حکمار زمانہ
حال کی یہ تحقیق بھی ہے کہ جو الفاظ زبان سے نکلتے ہیں یہ ہوا
میں موجود رہتے ہیں۔ مٹتے نہیں اور ریڈیو میں جو آواز آتی ہے
وہ اسی قبیل سے ہے۔
اس تحقیق جدید میں حکمار زمانہ حال موجدین کو بڑا فخر ہے
اور انگریزی اور علوم جدیدہ کے طلبہ کے دماغوں میں یہ بات

Marfat.com

متمکن ہو چکی ہے کہ یہ تحقیق ایجاد حکماء زمانہ حال کی ہے۔ لیکن یہ لوگ اگر علوم و فنون حکماء سابقین و عرفائے متقدمین سے واقف ہوتے تو نہ موجد علوم جدیدہ اپنی تحقیق ایجاد پر فخر کرتے اور نہ اُن کو دوسرے لوگ عرفاء سابقین پر ترجیح دیتے۔

سات سو سال پیشتر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فصوص الحکم کی جلد اوّل صہ۱۹ میں فرماتے ہیں۔

"زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی صورتیں ہوا میں قائم ہو جاتی ہیں اور کائنات فضا میں اُن کی روحیں ہمیشہ کے لئے باقی رہتی ہیں بخلاف تحریری حروف کے کہ وہ امتداد زمانہ کے باعث صفحات ہستی سے محو ہو جاتے ہیں۔ کلامِ لفظی ہر قسم کی موت اور بربادی سے اصلی حالت پر محفوظ رہتے ہیں صاحبِ کشف اُنہیں دیکھ سکتا ہے"

یہ فرق ہے جو علومِ جدیدہ اور علومِ عرفاء میں کہ وہ اِن الفاظ کو جو ہوا میں موجود ہیں دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اِن حکماء زمانہ حال کو یہ کمال نصیب نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

آئینہ دل چوں شود صافی و پاک   نقشہا بینی بروں از آب و خاک

یہ پانچ حواس ظاہری اور عقلِ جزوی اُن اشیاء کو سمجھ سکتے ہیں جن کا تعلق مادیات یا اربع عناصر سے ہے لیکن ان اربع عناصر اور عقل جزوی اور حواس ظاہری کی جو اصل ہے اس کو حیوان

Marfat.com

تو کجا یہ عام انسان اور حکمائے یونان بھی نہیں سمجھ سکتے ۔ کیونکہ اس عقل جزوی کی اصل عقلِ کل ہے اور حواس خمسہ ظاہری کی اصل حواس خمسہ باطن ہیں اور وہ عقلِ کُل اور حواس خمسہ باطن صرف اولیاء اللہ اہلِ اسلام کو عطا ہوتے ہیں ۔

اسی وجہ سے شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عارف دیکھ سکتے ہیں اور افلاطون، ارسطو، جالینوس، بو علی سینا وغیرہ نے نہ دیکھا نہ بیان کیا ۔ یہی ثبوت ہے حواس خمسہ ظاہری اور باطنی کا اور یہی دلیل ہے عقل کلی اور عقل جزوی کی ۔

اِن حالات اور کمالات اصلی و نقلی کا مفصل بیان آگے آتا ہے ۔ اس کو غور سے پڑھیں ۔ اولیاء اللہ کا جو عقلِ کلی اور حواس خمسہ باطنی سے مشرف ہونا بیان کیا گیا ہے بمقابل عقول اور حواس خمسہ عام انسان اور حکماء یونان کے بیان کیا گیا ہے کہ جس کا تعلق ظلال اسماء وصفات سے ہے ۔ یہ عقل اور حواس خمسہ عام اولیاء اللہ کی اصل اسماء وصفات ہے جس میں اخص الخواص اولیاء اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی رسائی ہے ۔ اور اخص الخواص اولیاء اللہ اور صحابہؓ کے عقول اور حسیات کی اصل حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عقول اور حسیات ہیں چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ۔

آں خیالاتِ کہ دام اولیاست عکس مہرویانِ بستان خداست

Marfat.com

یعنی جو خیالات اولیاء اللہ کے قلوب میں وارد ہوتے ہیں یہ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قلوب کا عکس ہیں اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے عقول اور حسیات کی اصل حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عقل اور حسیات ہیں۔ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل اور حسیات کی اصل ذات حق و صفات حق ہیں۔

اسی واسطے ارشاد حق ہے۔ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ یعنی جو ہمارے حبیب فرمائیں وہ کرو اور جس سے باز رکھیں اس سے باز رہو۔ اور خود حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میرے وقت میں حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہوتے تو بغیر پیروی میرے اُن کو چارہ نہ تھا۔

اس تقریر مذکور الصدر سے یہ بات صاف ہوگئی کہ جو عقول اور حسیات باطنی اولیاء اللہ کو نصیب ہیں وہ کئی درجہ ظل در ظل عکس در عکس کا حکم رکھتی ہیں۔ عقل کل اور حسیات حقیقی کا حکم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے واسطے صحیح معنوں میں درست ہے۔

عام انسان اور حکماء سابقہ و حال جب عقل اور حسیات عام اولیاء اللہ کے کمال کی برابری نہیں کر سکتے تو اخص الخواص اولیاء اللہ اور صحابہؓ اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حسیات

وعقول وعلوم تک ان کی رسائی کیسے ہو سکتی ہے حضرت مولانا جامیؒ نے اسی معنیٰ میں خوب فرمایا ہے۔

ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست
حقائق ہائے ایمان را چہ دانی

ابھی تجھ کو کفر اور ایمان ہی میں تمیز نہیں ہے
تو حقائق اور خوبی ایمان کو کیا جانے

عقل جزوی اور حسیات ظاہری کے ناقص ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے افلاطون کے پاس نامہ مبارک بھیجا کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو مجھ پر ایمان لا تو افلاطون نے کمالات نبوت پر نظر نہ کی اور اپنے کمال ناقص کو کامل سمجھا اور ایمان لانے سے انکار کر گیا۔ اسی واسطے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس افلاطون کو جو ابو الحکماء کہلاتا ہے۔ اسکو بے خرد فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس ظاہری اور باطنی عقل اور حسیات کے متعلق فرماتے ہیں۔

پنج حسّ ہست جز ایں پنج حس
آں چو زر سرخ وایں حسہا چو مس

ان پانچ حس ظاہری کے سوا پانچ حس اور ہیں
اور وہ حس باطنی مثال سونے کے ہیں اور حس ظاہری مثال تانبہ

حس ابدان قوت ظلمت می خورد
حس جان از آفتاب می چرد

ظاہری حس ظلمت کو اخذ کرتی ہے
باطنی حس آفتاب ہدایت سے نور حاصل کرتی ہے

اگر صرف ایک ہی قسم کی حس حیوان اور انسان میں ہوتی تو جانور اور انسان برابر ہوتے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

آں حسے کہ حق بداں حس مظہر ست
نیست حس ایں جہان دیگر ست

Marfat.com

وہ حس جو نورِ الٰہی کو اخذ کرتی ہے — وہ یہ حس نہیں ہے بلکہ وہ حسِ عالمِ آخرت کی حس ہے

حسِ حیواں گر ببیدے آں صور — بایزیدؒ وقت بودے گاؤ خرے

اگر حیوانوں کی حس بھی نورِ خدا کو اخذ کر لیتی — تو جانور اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ دونوں برابر ہو

حسِ ظاہری کے سوا حسِ باطنی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ عالمِ ارواح میں جب کہ یہ جسمِ انسانی نہ تھا اس وقت ارشادِ رب العالمین ہوا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تو روحوں نے ارشادِ حق سُنا اور حس سے پہچانا کہ یہ ارشادِ حق تعالیٰ ہے تو جناب باری میں عرض کیا بَلٰی شَہِدْنَا اگر روح میں حس اور علم نہ ہوتا تو نہ رب العالمین خطاب فرماتا اور نہ یہ جواب دیتے۔ تو اس نصِ قرآنی سے صاف معلوم ہو گیا کہ تمام صفات روح میں موجود ہیں اور صفاتِ روح کا پرتو صفاتِ جسمانی ہیں روح اصل انسان ہے جو چیز اصل میں ہوتی ہے وہ ہی اس کی فرع میں ظاہر ہوتی ہے اور جو چیز اصل میں نہ ہوگی وہ فرع میں کبھی ظہور نہیں پکڑ سکتی۔ مثلاً دانہ ہائے خشخاش میں اگر درخت کی حقیقت شاخیں پتے پھول پھل اور اس پھول میں قسم قسم کی رنگتیں نہ ہوتیں تو کبھی ان کا ظہور نہ ہوتا۔ اگر تخمِ درخت برگد میں جو دانہ خشخاش کے برابر ہے اتنے بڑے درخت کی حقیقت نہ ہوتی تو کبھی اس کی داڑھی اور پھل تنے شاخیں وغیرہ نہ ہوتیں۔ اگر قطرۂ منی انسان میں جسم انسان کی حقیقت نہ ہوتی تو کبھی انسان میں ان اشکال اور صفات اور حس وغیرہ کا وجود قائم نہ ہوتا۔

Marfat.com

اسی طرح لو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں اگر حقیقت زمین و آسمان عرش و فرش ملائکہ ارواح اور کمالات ظاہری حکمائے یونان اور کمالات باطنی انبیاء مرسلین اور اولیاء اور خاص مومنین کی نہ ہوتی تو یہ کمالات ظاہر نہیں ہوتے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ

• جس وقت حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خمیر پانی اور مٹی ملا کر فرشتے تیار کر رہے تھے میں دیکھ رہا تھا اور میری نبوت کا جھنڈا اس وقت بلند تھا۔

خیر حضورؐ کی شان تو کوئی کیا بیان کر سکتا ہے ادنیٰ غلامان غلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میں جب شکم مادر میں تھا اُن ایام میں میری والدہ جو کھایا کرتی تھیں اس کا ذائقہ مجھکو اب تک یاد ہے۔ میرے ایک بزرگ محترم مجھ سے کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ میں بارہا قبل از پیدائش بحیثیت روح مع صفات کے حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ ذکر میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور حضرت سید صاحب کی صورت و شکل یہ تھی اور مسجد میں جائے حلقہ ایسی تھی حالانکہ وہ کبھی مکان شریف حضرت سید صاحبؒ کے یہاں حاضر نہیں ہوئے اور ان بزرگ کی زمانہ پیدائش سے پہلے حضرت سید صاحبؒ انتقال فرما چکے تھے اور جن بزرگ نے مجھ سے فرمایا تھا ان کی بزرگی کا کامل ثبوت یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجھ کو خواب میں زیارت ہوئی اس وقت میں نے

Marfat.com

عرض کیا کہ حضورؐ مجھ کو اپنے ساتھ مدینہ منورہ لے چلیں میں وہیں حاضر رہا کروں گا۔ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہندوستان میں رہ اور فلاں شخص کی خدمت میں جایا کر۔ مجھ کو اتنا پہلے سے معلوم تھا کہ ان بزرگ کو حضورؐ کی زیارت چشم ظاہر سے جاگتے میں ہوا کرتی ہے۔ اور حضورؐ کا ان پر بہت ہی کرم تھا۔ بعض وقت عام مردے اور اللہ کے مقبول بندے قبروں میں سے باآواز کہا کرتے کہ "نبی کا پیارا آرہا ہے"۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے فرمایا اے ولی اللہ جب ہمارے مرشد سید عبداللہ صاحبؒ نے انتقال فرمایا تو ہم اس وقت بیمار تھے اس واسطے بوجہ ضعف بیماری ہمراہ جنازہ جانا نہیں ہوا بعد افاقہ جب قبرستان ہم گئے اور ہم نے دریافت کیا کہ فلاں روز فلاں بزرگ کا انتقال ہوا تھا ان کی قبر شریف کون سی ہے تو ایک شخص نے جس قبر کو بتلایا ہم اسی قبر پر قرآن شریف پڑھنے بیٹھ گئے۔ وہ قبر اُن کی نہیں تھی جس قبر میں آپ دفن تھے اس قبر میں سے مجھکو باواز فرمایا عبدالرحیم میری قبر یہ ہے اس آواز کے بعد ہم نے اس قبر پر سے اُٹھ کر آپ کی قبر پر جانے کا ارادہ کیا تو پھر قبر میں سے فرمایا۔ اے عبدالرحیم وہ قبر بھی مسلمان کی ہے۔ وہاں قرآن شریف پڑھ کر پھر ہماری قبر پر آؤ جب ہم نے آپ کی قبر شریف پر قرآن شریف

Marfat.com

پڑھنا شروع کیا تو تجوید کے لحاظ سے یا واقعی کسی جگہ بھول ہو جاتی تو آپ اسی وقت قبر میں سے فرماتے "عبدالرحیم ایسا پڑھنا چاہیئے"

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص سرہند شریف جا رہے تھے ہم نے اُن سے کہا کہ تم جب حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر شریف پر حاضر ہو تو ہماری طرف سے سلام عرض کر دینا۔ جب اُس شخص نے سلام عرض کیا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر شریف شق ہوئی اور حضرت نے سینہ سے زیادہ جسم مبارک قبر سے باہر نکالا اور فرمایا۔

"وعلیکم السلام میرا شیفتہ جان جاناں اچھا ہے" اور پھر قبر شریف میں تشریف لے گئے۔ نیز حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ جا رہے تھے کہ ایک مقبرہ میں سے مردوں نے حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ سے درخواست فیض و دعا کی حضرت شیخ رح نے ان کے حال پر توجہ فرمائی تو تمام مقبرہ انوار و برکات سے بھر گیا

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر شریف پر کئی سال تک روزانہ حاضر ہوتے تھے ایک روز بسطام میں برف بہت زیادہ گرا اور سب قبریں برف میں چھپ گئیں حضرت ابوالحسن خرقانی رح حیران کھڑے تھے تو

Marfat.com

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے قبر میں سے فرمایا اے ابوالحسن رح میری قبر یہ ہے، یہاں آؤ۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ اپنے پیر اول حضرت سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر شریف پر چھ سال تک روزانہ حاضر ہوتے رہے اور مقام ولایت علیا جو فرشتوں کی ولایت ہے قبر شریف سے حاصل کی۔

میں (مصنف کتاب محمد ہدایت علی) بھی اپنے مرشد محمد علی شبیر خانصاحب رحمتہ اللہ علیہ کی قبر شریف پر قریب انتیس ۲۹ سال سے روزانہ حاضر ہوتا ہوں اور آپ کی حیات میں قریب اٹھارہ سال روزانہ حاضر ہوتا رہا۔ کئی مرتبہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مجھکو اپنی قبر شریف میں سے باآواز فرمایا ہے کہ ہم اللہ کے فضل سے خوش ہیں فکر نہ کرنا چاہئے۔ اور کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اثنار مراقبہ میں آپ کی قبر شریف دکھلائی ہے اور جس طرح حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مومن حقہ کی قبر کی حالت اور خوبی فرمائی ہے۔ ویسے ہی حضرت صاحب رح کی قبر شریف ہے۔ یعنی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور جہاں تک نظر پہنچی وہیں تک قبر شریف کو وسیع پایا۔ ممکن ہے کہ یہ حال سنکر بعض صاحب یہ خیال فرمائیں کہ اس بیان کرنے والے کے خلاق واہمہ میں یہ آوازیں اور وجود قائم ہوگئے ہوں گے۔ لیکن میں ان خیالات کے لوگوں کی تکذیب

Marfat.com

اور اپنے بیان کی تصدیق میں ایک ایسی دلیل بیان کرتا ہوں کہ جو مسلم ہو اور خواہ کسی طریقہ کا متبع ہو انکار نہیں کر سکتا۔ وہ یہ ہے کہ میں نے بارہا حضرت صاحبؒ کی قبر شریف میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھا ہے اور حضرت صاحبؒ پر حضورؐ کی عنایت و کرم کو بے غایت دیکھا ہے۔ اور جس معاملہ میں حضرت صاحبؒ نے حضورؐ پر نور سے عرض کیا ہے اور حضورؐ عرض سنکر مسکرائے ہیں یا وعدہ فرمالیا ہے وہ کام بفضلہ تعالیٰ بہت جلد ویسا ہی ہو گیا ہے۔ اس سے زیادہ تصدیق کسی محقق مسلم کے نزدیک ہو نہیں سکتی۔

میں نے یہ حالات مختصراً بطور نمونہ کے بیان کر دیئے ہیں تاکہ وہ علماء جو نورِ علم باطن سے ناواقف ہیں۔ یا جہلا جو بالکل ناواقف ہیں ان کو بدگمانی کا موقع نہ ملے۔ ورنہ صدہا حالات اس قسم کے قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ و خواجہ معین الدین چشتیؒ و حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ و حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی و حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی وغیرہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی کتابوں میں مندرج ہیں۔ ان بزرگواروں میں سے ایک صاحب کی نسبت بھی بدگمانی نہیں ہو سکتی۔

سوال:۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد یہ ہے کہ

Marfat.com

مومن حقہ کی روحیں مقام اعلیٰ علیین میں رہتی ہیں اور ناقصوں کی روحیں سجین میں تو پھر قبر سے تعلق یا قبر سے آواز آنا کیسا؟

جواب شرعی یہ ھے :۔ کہ حضور نے ایسا بھی فرمایا ہے کہ قبر میں عذاب و ثواب مردہ کے واسطے ہے۔ اگر مردہ کی روح یا جسم کا تعلق قبر سے نہ رہتا تو عذاب و ثواب کس پر مرتب ہوتا۔ اور ارشاد حضورؐ ہے کہ جب قبرستان میں جاؤ تو کہو السلام علیکم یا اہل القبور! السلام علیکم بقاعدہ عربی جمع حاضر کا صیغہ ہے اگر تعلق مردہ کا قبر سے نہ ہوتا تو حضور کبھی بھی ایسا نہ فرماتے علاوہ اس کے بہت سی احادیث قبر اور مردوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جن سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ مردوں کا تعلق قبر سے ضرور ہے۔ اور اعلیٰ علیین سے بھی ضرور رہے۔

جواب عقلی :۔ ہماری عقل معاش اور عقل جزوی کو ان متضاد باتوں کے تسلیم کرنے میں بیشک تامل ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے لیکن عقل معاش اور عقل جزوی والے اگر ذرا غور سے کام لیں تو اس سوال کا حل خود ان کے وجود میں موجود ہے لیکن عقل جزوی کی مثال چراغ کی ہے کہ تمام محفل اس کے نور سے روشن ہے اور خود چراغ کے نیچے اندھیرا ہے۔ حضرت مولانا کا یہ شعر اس جگہ نہایت موزوں ہے۔

آنچہ اقرب ہست از حبل الورید ۔۔۔ تو فگندی تیر فکرت را بعید

ذات حق ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے لیکن ہم اپنے فکر کے تیر اسکی تلاش میں دور دور پھینکتے ہیں

Marfat.com

جسم انسان اربع عناصر سے مرکب ہے اور اربع عناصر کثافت سے خالی نہیں ان اربع عناصر متضادہ سے تمام صفات بشری قائم ہیں۔ ان صفاتِ بشری سے ایک صفت باصرہ بھی ہے۔ اس کا تعلق آنکھ سے ہے اور آنکھ میں سے خصوصیت کے ساتھ مردمک سے اور پتلی کا تعلق اسکے پیچھے ایک سفید تار سے ہے اور سفید تار کا تعلق بھیجے سے ہے ان سب کا خلاصہ اور مقصود اصلی نور نگاہ ہے۔ اگر پتلی آنکھ تار اور بھیجہ ان چار چیزوں میں سے ایک بھی خراب ہو جائے تو نور نگاہ قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ نور نگاہ جو اجزائے کثیف سے ہے اس کا یہ خاصہ ہے کہ جب اس کو آسمان کی طرف کر دیا جائے تو یہ نور بھیجہ میں تار سفید میں آنکھ میں آنکھ کی پتلی میں خلا آسمان وزمین میں آسمان کے قرب میں اس کا تعلق قرب سب سے برابر ہے۔ اگر نور نگاہ اس کا مدعی ہے کہ میں ان سب اشیاء سے جن کا ذکر ہوا قریب ہوں تو صحیح ہے اور ہر شے بھیجہ، تار، آنکھ آنکھ کی پتلی، خلا آسمان و زمین آسمان یہ کہیں کہ ہم نور نگاہ سے قریب ہیں یا نور نگاہ ہم سے قریب ہے تو صحیح ہے جبکہ نور نگاہ میں قریب و بعید یکساں ہیں روح پاک "جو من امر ربی" ہے اگر اعلیٰ علیین سے بھی قریب ہو اور قبر سے تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ جب شے کثیف میں یہ صفت ہے تو شے لطیف کی صفت لطافت کا کیا کہنا۔

سوال:۔ اس جواب سے پوری تسکین نہ ہوئی کیونکہ نگاہ اور

آسمان ایک دوسرے کے سامنے ہے۔ اعلیٰ علیین سات آسمانوں کے اوپر اور عرشِ معلیٰ کے نیچے ہے اور مردہ قبر میں ہے اور اس پر مٹی ہے
جواب:۔ بیشک نگاہ کے درمیان یہ آسمان وزمین حائل ہوسکتے ہیں لیکن صفت خیال کے مانع نہ آسمان ہوسکتے ہیں اور نہ تو وہ خاک صفتِ خیال دل ودماغ میں بھی موجود ہوسکتی ہے اور خلاء آسمان وزمین وبالائے عرش ولا مکان میں بھی اور کوئی شے اسکے مانع نہیں ہوسکتی اور صفت خیال روح کی ایک ادنیٰ فرع اور ظل ہے جب اسکی موجودگی پست وبالا قُرب وبُعد میں برابر ہے تو روحِ شریف جواہر ربیؔ سے ہے اور ان اجزاء عناصر سے پاک اور نہایت لطیف ہے وہ اگر قبر سے بھی تعلق رکھتی ہو اور اعلیٰ علیین سے بھی تو کونسی تعجب کی بات ہے۔

جب زندہ اولیاء اللہ کو ذاتِ حق سے بھی ہر وقت قرب رہتا ہے اور تمام اشیاء ضروری سے بھی اور حرف مشدّد کی طرح ہوتے ہیں۔ تو بعد منقطع ہونے تعلق جسمانی کے روح کی ہر صفت میں ترقی زیادہ ہونا چاہئیے لہذا ہر مومن حقا در ہر مسلم کی روح مقام اعلیٰ علیین سے بھی تعلق رکھتی ہے اور قبر سے بھی۔ علیٰ ہذا حالات ارواح سجین پر بھی یہی صورت سمجھنا چاہیئے۔

اِن حالاتِ مذکورہ صدر کے بیان کرنے سے میرا مطلب اور مقصد صرف یہ ہے کہ ان اربع عناصر کے جو حسیات ہیں جن میں بہائم

Marfat.com

حسیات جزوی بھی عقل جزوی کے جزوی طور پر مشترک ہیں اور عام انسان (احسن التقویم) کو بھی عقل جزوی وحیات جزوی عطا کئے گئے ہیں جن سے ہزاروں چیزیں ایجاد کی ہیں اور ایجاد جدید ہوتی رہے گی لیکن ان حیات ظاہر اور عقل جزوی سے وہ چیزیں جو اربع عناصر سے پیدا نہیں ہوتی ہیں ان کا ادراک اور احساس نہیں کر سکتا۔ ان اشیاء کا ادراک اور احساس عقل کل اور حیات باطن کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آئینۂ دل چوں شود صافی و پاک ۔۔۔ نقشہا بینی بروں از آب و خاک

جب آئینہ دل صاف ہو جاتا ہے ۔۔۔ تو وہ چیزیں دیکھتی ہیں جو اربع عناصر سے الگ ہیں

نقش اصل کی نقل کو کہتے ہیں تو ان حیات اربع عناصر کی اصل سے اولیاء اللہ مشرف ہوتے یا ہوں گے تو وہ ظلال اسماء وصفات سے مشرف ہوئے ہوں گے اور ظلال اسماء وصفات کی اصل اسماء وصفات ہیں جن سے صحابہ رضی اللہ عنہم و اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین جزوی اور حضرات انبیاء علیہم السلام کلی طور پر مشرف ہیں تو یہ کمال اولیاء اللہ فرع ہے ہر کمال انبیاء کی چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آں خیالاتے کہ دام اولیاست ۔۔۔ عکس مہرویان بستان خداست

جو خیال اولیاء اللہ کے قلوب میں وارد ہوتے ہیں وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے خیالات کے عکس ہیں

چونکہ اسماء وصفات حق جمیع نقصانات سے پاک ہیں اور بموجب تحقیق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرات انبیاء و ملائکہ کی اصل اور نکاس اسماء و صفات حق ہیں اسی واسطے حضرات انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام گناہوں سے پاک ہیں، میں نے جو مختصر کمالاتِ باطنی حضراتِ اولیاء اللہ کے اوپر لکھے ہیں وہ اس استدلال میں لکھے ہیں کہ بعد مرنے کے یا قبل پیدائش کے جو علم وحی اولیاء اللہ کو نصیب ہے وہ ایسی حس مادی و جسمانی وار لع عناصر سے علیحدہ ہے۔

اولیاء اللہ کے کمالات باحیات کو اگر کوئی نہ مانے تو اس کے ایمان میں ہرج نہ ہوگا۔ لیکن نقصان سے خالی بھی نہیں۔ مگر جو شخص کمالات معجزات وارشادات حضرات انبیاء مرسلین اور خصوصاً جن کی شان میں وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وارد ہوا ہے اور وہ باتیں داخل ایمان ہیں۔ جیسے ہر بشر خواہ وہ کافر ہو یا مومن بعد مرنے کے قبر میں فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں۔ رب تیرا کون ہے؟ دین تیرا کیا ہے؟ اور یہ کون شخص ہیں یعنی (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم)

سوال:۔ قبر میں صرف مسلمان۔ یہود۔ نصاریٰ دفن ہوتے ہیں جو لوگ آگ میں جلائے گئے یا پانی میں ڈالے گئے یا بہائے گئے یا جنگل میں جانور کھا گئے ان سے یہ سوال کیسے ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

جواب:- قبر نام اس زمانہ کا ہے جو بعد جان نکلنے کے تاحشر میں اٹھیں گے یہ سوالات منکر و نکیر فرشتوں کے وہیں ہوتے ہیں جہاں مردہ جس حالت میں ہو خواہ آگ میں ہو یا پانی میں یا زمین کے اوپر ہو یا زمین کے اندر۔

سوال:- جلتے ہوئے اور ڈوبتے ہوئے اور زمین کے اوپر مردے سڑتے گلتے ختم ہوتے ہوئے سب انسان دیکھتے ہیں لیکن کسی فرشتہ کو سوال کرتے ہوئے یا آتے ہوئے نہیں دیکھتے اس کی دلیل کیا ہے کہ فرشتے آتے ہیں اور مردوں سے سوال کرتے ہیں اور اس سے ہم واقف نہیں ہوتے۔

جواب:- کیا تم کو انسانی ایجاد وائرلیس (بے تار برقی) سے واقفیت نہیں ہے کہ صدہا بلکہ ہزارہا کوس سے ایک آدمی دوسرے آدمی سے باتیں کرتا ہے اور غیر شخص ہزاروں وائرلیس لینے کی جگہ اور دینے کی جگہ موجود ہوتے ہیں لیکن کسی کو خبر نہیں ہوتی تو کیا صنعت حق اور قدرت حق صنعت انسان سے بھی کم ہے۔ جب اربع عناصر کے اجزا سے بنا ہوا وائرلیس اور اربع عناصر کے وجود والے ہمجنس انسان اپنے ہمجنس کی باتیں سننے سے قاصر ہیں حالانکہ دونوں عالم شہادت دنیا میں ہیں تو عالم برزخ میں قوم نوری ملائکہ کے کلام کو انسان کیا جان سکتا ہے اور کیا سمجھ سکتا ہے۔

سوال:- مذکورۂ بالا سوالوں کا جواب تو بالکل بالا استدلال

53395

Marfat.com

صاف صاف سمجھ میں آگیا اور مرتبہ علم الیقین سے مرتبہ حق الیقین تک ثابت ہوچکا اور شبہات کی بالکل گنجائش نہ رہی۔ لیکن ایک بات ایسی کھٹکتی ہے کہ جو عقل میں کسی طرح نہیں آتی وہ یہ ہے

سوال :۔ ایک ہی قبر میں بہت سی جگہ قبرستان میں کئی کئی مردے دفن ہوتے ہوئے اکثر مسلمان دیکھتے ہیں جب ایک ہی شخص اپنی عمر میں یہ حالت دیکھتا ہے تو نہ معلوم علم حق میں صدہا اور ہزاروں برس میں کس قدر مردے ایک ہی قبر میں دفن ہوں گے ۔ اور یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی قبر والے سب جنتی ہوں یا سب جہنمی ہوں ۔ پھر بموجب حدیث شریف چند کو ثواب کی وجہ سے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں اور چند کو بوجہ اعمال ناقص جہنم کی آگ کی لپٹیں آئیں اور ایک ہی قبر ہے پھر ایک کے حالات کی خبر دوسرے کو نہ ہونا یا اثر سے متاثر نہ ہونا عقل میں نہیں آتا ۔

جواب :۔ قبر عالم برزخ ہے ۔ یعنی نہ عین عالم اُخروی ہے نہ عین عالم دنیاوی جب عالم ظاہر میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ وہ بری اور بھلی ایک ہی جگہ جمع ہیں ۔ لیکن بھلی کی بُری کو اور بُری کی بھلی کو اور ان کے اثرات کی کسی کو کچھ خبر نہیں ہوتی تو عالم برزخ کے حالات کی ایک کی دوسرے کو کیا خبر ہو سکتی ہے

۱۔ مثلاً۔ ایک ہی سر میں دو آنکھیں ہیں ان میں سے ایک اندھی ہے اور دوسری میں روشنی ہے ۔ لیکن ایک کو دوسری کی خبر

Marfat.com

نہیں ایک تمام جہان کی سیر کر کے محظوظ ہو رہی ہے اور دوسری اس نعمت سے بالکل بے بہرہ ہے۔

۲- ایک ہی سر میں صفات باصرہ (دیکھنا)۔ سامعہ (سننا) شامہ (سونگھنا) اور ذائقہ (چکھنا) ہیں اور ان سب کا تعلق دماغ سے ہے۔ لیکن اگر کوئی کان بند کرلے اور منہ پھاڑ کر آواز سننا چاہے تو نہیں سن سکتا۔ آنکھ بند کر کے کان کھلے رکھو یا منہ پھاڑ کر دیکھنا چاہو تو نہیں دیکھ سکتے۔ ناک بند کر کے منہ میں سے یا کان کے سوراخ میں سے سونگھنا چاہو تو نہیں سونگھ سکتے۔ کسی شے کا ذائقہ سوائے زبان کے معلوم کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ ہمارے جسم میں جس کو لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم خدا نے فرمایا ہے سب خلق کا نمونہ اور سب سوالوں کا جواب موجود ہے جب ایک ذراسی کھوپری میں ایک صفت اور عضو اور شے کی دوسرے کو خبر نہیں۔ تو اسی طرح ایک قبر میں ایک مردہ کو دوسرے مردہ کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔

۳- ایک زمین یا تخت یا چارپائی پر چند اشخاص سوتے ہوتے ہیں ایک مدینہ منورہ اور حضور رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہو رہا ہے یا جنت کی سیر کر رہا ہے۔ دوسرا شیر کے حملہ کو یا کنوئیں میں گرنے کو یا کسی ہیبتناک شکل کو دیکھ کر چلا رہا ہے۔ تیسرا کسی دنیوی کام میں مشغولیت محسوس

Marfat.com

کرکے اپنے نفس کو خوش کر رہا ہے لیکن ایک کی حالت کی دوسرے کو خبر نہیں حالانکہ یہ سب ایک ہی جگہ ہیں۔ جب دنیا کی نیند نے جو موت کا نمونہ ہے ایک کو دوسرے سے بے خبر کر دیا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی بہن فرمایا ہے تو اصلی موت کے آنے پر عالم برزخ میں ایک کی دوسرے کو خبر نہ ہو تو کون سی تعجب کی بات ہے۔

۴۔ قلب انسان جگر گردہ پھیپھڑا اور آنتیں وغیرہ وغیرہ ایک ہی چھوٹے سے ڈھانچہ میں بند ہیں۔ لیکن قلب کی معرفت حق اور اسرار اور انوار اور جذبات سے صرف قلب ہی واقف ہوتا ہے اور کسی عضو کو کچھ خبر نہیں ہوتی حالانکہ چند چیزیں ایک ہی جگہ پر ہیں۔

۵۔ اہل مقدمہ عدالت میں بحالت ہوشیاری ایک ہی جگہ قریب قریب کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن مقدمہ ہارنے والے کو ایسا صدمہ پہنچتا ہے کہ اس کی رنگت زرد ہو جاتی ہے اور جیتنے والے کو اس قدر خوشی ہوتی ہے کہ فوراً اس کے چہرہ پر سرخی آجاتی ہے۔ لیکن ایک دوسرے کی حالت سے بے خبر اور بے اثر ہوتا ہے۔ اسی طرح قبر میں مردہ ایک کی حالت سے دوسرا واقف نہیں ہو سکتا ایسی صدہا مثالیں موجود ہیں عقل نورانی اور عقل معاد اور عقل کل والے کے واسطے

Marfat.com

کسی دلیل کی ضرورت نہیں اس کا ایمان اور یقین کامل بلا دلائل کے احکام قرآن و حدیث پر ہے حضرت مولانا فرماتے ہیں۔

صد ہزاراں ہمچنیں اشباہ بیں ۔۔۔ فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

ایسی تمثیلات ہزاروں ہیں ۔۔۔ جنمیں بے نہایت فرق ہے

اس استدلال کے بارہ میں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہر مردہ کے سامنے تشریف رکھتے ہیں اور پھر مردہ سے حضور کے متعلق فرشتے سوال کرتے ہیں بعض علما کہتے ہیں کہ حضورؐ کی تصویر پیش کیجاتی ہے لیکن علماء محققین کا اسبات پر اتفاق ہے حدیث شریف میں ہذا الرجل وارد ہوا ہے ہذا التمثال نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے خلاف ہم کو کوئی حق نہیں ہے کہ ہم لفظ یا معنیٰ میں یا مطلب یا تاویل و توجیہہ اپنی طرف سے کر کے زیادہ و کم بیان کریں یا کلام صریح کے مقابلہ میں کوئی بات گھڑیں۔

علاوہ اس کے لاکھوں یا کم سے کم ہزاروں امیتوں کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، ملک شام۔ چین۔ افریقہ ہندوستان وغیرہ وغیرہ میں اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں اور ہر ایک ملک میں ہر ایک زبان میں تکلم فرماتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں چاہے کسی فرقہ کا آدمی ہو اس کو عقائد اس میں اتفاق ہوگا کہ حضورؐ کی زیارت حضورؐ ہی کی زیارت ہے کیونکہ شیطان حضور پر نور کی شکل نہیں بن سکتا

Marfat.com

سوال :- ہر روز لاکھوں آدمیوں کا مرنا اور لاکھوں یا ہزار دں آدمیوں کا خواب میں حضورؐ کی زیارت اور مردوں کے پاس بوقت سوال فرشتوں کے حضورؐ کا موجود ہونا عقائد ثابت ہے اور ایک ہی وقت میں ہزاروں مردوں اور سینکڑوں کو خواب میں زیارت ہونا عقل معاش کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک ہی جسم پاک سے مدینہ منورہ میں استراحت فرما رہے ہیں پھر یہ کیا چیز ہے اور کونسی حقیقت ہے جس سے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والبرکات سب جگہ ایک ہی وقت میں موجود ہوتے ہیں۔

جواب :- یہ کمال احسن التقویم میں موجود ہے۔

۱۔ شیطان لعین مشرق سے مغرب میں ایک آن واحد میں پہنچتا ہے۔

۲۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام تمام مخلوق میں کروڑوں جانیں آن واحد میں قبض کرتے ہیں۔

۳۔ حضرت میکائیل علیہ السلام بے انتہا مخلوق کو بموجب تقدیر حق تعالےٰ رزق پہنچاتے ہیں۔ اور تمام مخلوق میں بموجب حکم خدا پانی برساتے ہیں۔

۴۔ اربع عناصر کی آنکھ کا نور ایک لمحہ سے پیشتر آسمان تک پہنچتا ہے۔

Marfat.com

۵ - عام قوم اجنۃ (اجنات) میں بھی یہ صفت ہے کہ وہ جب چاہیں تو آنِ واحد میں مشرق سے غرب اور شمال سے جنوب میں پہنچ سکتے ہیں حالانکہ اُن کی پیدائش صرف ایک عنصر نار سے ہے وغیرہ وغیرہ شیطان لعین جو دشمن حق ہے - اس میں ایک لمحہ میں مشرق سے غرب اور جنوب سے شمال میں پہنچنے کی صفت اور طاقت ہو اور وہ بھی صرف عنصر نار سے ہو -

ملائکہ میں عرش سے فرش اور غرب سے شرق اور جنوب سے شمال تک آنِ واحد وطرفۃ العین سے پیشتر پہنچنے کی طاقت و صفت ہو اور جس نور مبارک سے فرشتے عرش و فرش اور تمام جہان پیدا ہوں اس اصل میں ان صفات کے ہونے کا کیوں تعجب کیا جائے - اگر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں صفات نہ ہوتیں تو فرشتوں اور جنات میں کہاں سے ظاہر ہوتیں -

درخت میں جو ٹہنے لکڑیاں پتے پھول پھل رنگت خوشبو اثر وغیرہ ہوتا ہے - وہ حقیقتاً تخم درخت کا ہوتا ہے -

لہٰذا خلق میں جس قدر کمالات ہیں خواہ انبیا ہوں یا فرشتے یا چاند ہو یا سورج عرش ہو یا فرش جنات ہوں یا انسان یہ سب کمالات پر تو ہیں کمالات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ان جملہ کمالات کی اصل کمالِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے -

حضورؐ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا احاطہ

Marfat.com

خلق میں کوئی نہیں کر سکتا۔

حضورؐ کے غلامانِ غلام بہت سے ہوئے ہیں اور ہیں اور حشر تک انشاء اللہ رہیں گے کہ جنکے کمالات عقل معاش کے ٹکڑے ٹکڑے اور ریزے ریزے کیئے دیتے ہیں بطور نمونہ پیش کرتا ہوں غور سے سنیں بقول حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ۔

این سخن از گوش دل باید شنود گوش گل اینجا ندارد ہیچ سود

اس بات کو دل کے کانوں سے سنو مٹی کے کان اس کے سننے کے قابل نہیں

۱۔ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ اثناء خطبہ جمعہ میں یکایک پکارتے ہیں یا ساریہؓ الجبل! حضرت ساریہؓ کئی سو کوس پر ہیں وہاں امیر المومنین حضرت عمرؓ خطاب رضی اللہ عنہ، کا آواز سنتے ہیں اور تمام صحابہؓ لشکری بھی اور بموجب حکم حضرت امیر المومنین پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے اور اس کے بعد کفار نے اپنے منصوبہ کے موافق لشکر اسلام کو بیچ میں لے کر سب کو شہید کرنا چاہا تھا لیکن خدا نے امیر المومنینؓ کو موقع دکھا دیا اور اُن کا آواز کئی سو کوس تک پہنچا دیا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

یہ کونسا ریڈیو یہ کونسا تار یہ کونسا وائرلیس یہ کونسی دوربین تھی جس سے دیکھا اور آواز پہنچایا۔ یہ جملہ کمالات خود احسن التقویم میں خدا نے ودیعت فرمائے ہیں۔ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

آنچناں عارف کہ از راہ نہاں خوش نشستہ میرود در صد جہاں

Marfat.com

اولیا راللہ نور دل سے بیٹھے بیٹھے تمام جہان کی سیر کرتے ہیں

اسی واسطے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اتقوا فراست المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔

ڈرو مؤمن کی فراست سے کہ وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے

۲۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے قبل پیدائش حضرت ابو الحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا نام اور خدو خال اور رنگ اور حالات کمال فرما دیئے تھے۔

حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ پورا قصہ اپنی مثنوی میں فرمایا ہے۔

حال خود تنہا ندید آں متقی — بلکہ حال مغربی و مشرقی

حضرت بایزیدؒ نے خود کو ہی نہ دیکھا — بلکہ مشرق و مغرب کے حالات سے واقف ہوئے

نور در چشم دلش سازد شکن — بہر چہ سازد پے حب الوطن

ان کے دل کی آنکھوں میں نور تھا جہان اپنر روشن تھا — محبت وطن کی انکو کیا ضرورت تھی کیونکہ تمام

نیست آں ینظر بنور اللہ گزاف — نور ربانی بود گردوں شگاف

نہیں ہے وہ نور لیکن خدا کی طرف سے — نور حق آسمان کو پھاڑ کر نکل جاتا ہے

لوح محفوظ ست او را پیشوا — از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوح محفوظ ان کے سامنے تھی — اور ان سے کوئی چیز بجز "خطا" کے چھپی ہوئی نہیں تھی

۳۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ کتاب مقامات مظہری میں فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک ضعیفہ عورت حضرت سید

Marfat.com

نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کو جنات لے گئے ہیں میں نے تعویذ اور اعمال وغیرہ سب کچھ کئے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ توجہ اور دعا فرمائیے۔ حضرت سید صاحبؒ نے کچھ دیر مراقبہ فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا کہ فلاں وقت تیری لڑکی انشاء اللہ آجائے گی۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا اس لڑکی سے حال پوچھا تو اس نے کہا کہ ایک صحرا میں تھی۔ ایک بزرگ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھکو یہاں پہونچا دیا۔ حضرت سید صاحبؒ سے وجہ سکوت دریافت کی کہ آپ نے بڑھیا کو دیر سے جواب دیا اس کی کیا وجہ جلدی ہی کیوں نہ فرما دیا۔ کہ تیری لڑکی آجائے گی۔ تو فرمایا کہ جناب الٰہی میں عرض کیا کہ میری دعا اور ہمت قبول ہوگی یا نہیں تو الہام حق سے معلوم ہوا کہ قبول ہوگی اس وقت میں نے بڑھیا سے وعدہ کیا۔ کہ تیری لڑکی فلاں وقت انشاء اللہ آجائے گی۔

یہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں جن کے خلیفہ حضرت غلام علی شاہ صاحبؒ و حضرت قاضی ثناء اللہ صاحبؒ پانی پتی مصنف کتاب مالا بد منہ ہیں۔ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحبؒ اس مرتبہ کے آدمی ہیں کہ جب قاضی صاحب حضرت مرزا صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کی تعظیم کو فرشتے اٹھا کرتے اور حضرت مرزا صاحبؒ فرمایا کرتے قاضی صاحب

Marfat.com

تم کیا عمل کرتے ہو کہ جب تم آتے ہو فرشتے تمھاری تعظیم کو اُٹھتے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب عرض کرتے حضرت میرے پاس کوئی خیر نہیں۔ اور مرزا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب مجھ سے حشر میں فرمائے گا کہ اے جانِ جاناں تو دنیا سے کیا تحفہ لایا ہے تو میں قاضی ثناء اللہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر پیش کروں گا

سبحان اللہ جن کے مریدوں کی تعظیم فرشتے کریں تو اُن کے پیر کی خدا کے نزدیک کیا قدر و منزلت ہو گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کو اللہ تعالیٰ نے کشف دیا ہے کہ تمام روئے زمین مثل خطوط کفِ دست کے مجھ پر عیاں ہے۔ اس وقت حضرت مرزا جانجاناںؒ کے برابر کسی اقلیم اور شہر میں کوئی بزرگ نہیں ہے۔

حضرت سید نور محمد بدایونی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا یہ کیسا کمال ہے کہ نہ آپ خانقاہ سے باہر تشریف لے گئے نہ کسی کے سامنے ہٹے اور اسی ہئیت جسمانی کے ساتھ لڑکی پر ظاہر ہوئے اور وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے کہ لڑکی کو پکڑا اور وہ کونسی قوت تھی کہ جس نے بجلی سے زیادہ تیز رفتاری سے کام لے کر صدہا کوس سے لڑکی کو دہلی پہنچایا اور وہ کونسی آنکھ تھی جس کی نظر پہاڑوں دریاؤں اور مکانوں کو توڑتی چلی گئی اور کوئی چیز اس کے مانع نہ ہوئی اور وہ کونسی زبان تھی جس نے خدا سے عرض کیا اور وہ کون سے کان تھے

Marfat.com

جنھوں نے کلام حق کو سنا یہ جملہ کمال حق تعالیٰ نے احسن التقویم میں عطا فرمائے ہیں اور نااہلوں سے پوشیدہ رکھے ہیں صاحب بصیرت اور صاحبِ علم اس کو جانتے ہیں۔

ذرا سی دیر میں حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا تمام جہان کو دیکھ لینا اور طرفۃ العین میں ہزاروں کوس جانا اور لڑکی کا ہاتھ پکڑ کے لے آنا عقل معاش اور ضعیف الایمان کے نزدیک ضرور تھوڑے بہت تعجب کی بات ہے۔ لیکن اگر وہ قرآن مجید کی سورہ نمل میں دیکھیں تو یہ تعجب تعجب نہیں رہے گا۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف تختِ بلقیس کئی سو کوس سے بہت بھاری طرفۃ العین میں شہر سبا سے لے آئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کر دیا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سلطان المرسلین کے کامل امتی ایسا کریں تو کیوں تعجب کیا جائے بلکہ حضرت آصف کے کمال سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی اور زیادہ باکمال ہونے چاہئیں۔ جس قدر حضورؐ تمام انبیاء مرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں ہر کمال میں شانِ خاص رکھتے ہیں ویسے ہی حضورؐ کے امتی باکمال ہونے چاہئیں۔ اسی واسطے ارشادِ حضور ہے۔ عُلَمَاءِ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل

میری امت کے عالم ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے نبی

Marfat.com

اور ارشاد ہے۔

العلماءُ ورثۃ الانبیاء   علماء وارث ہیں انبیاء کے

جیسے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تمام کمالات ظاہری و باطنی میں تمام مخلوق میں بہترین ہیں اسی طرح حضورؐ کے امتی بھی بمقابلہ اور امتوں کے ہر ایک کمال میں بہتر ہونے چاہئیں۔ لہٰذا سورۂ نمل میں حضرت آصف کا یہ کمال معلوم کرنے کے بعد عقل معاش اور ضعیف الایمان والوں کو بھی شبہ کی بالکل گنجائش نہیں رہتی اور یہ بات بھی فلاسفرانِ یورپ نے مان لی ہے کہ چند سکنڈ میں بجلی تمام زمین کا چکر لگا سکتی ہے تو جس احسن التقویم میں علاوہ قوت نار کے تین عناصر اور ہیں اور مزید برآں صفت نوری جو ہر عنصر سے لطیف تر ہے وہ بھی احسن التقویم میں ہو اور اس سے اور بھی زیادہ قوی اور الطف شے اسماء و صفات رب کے انوار بھی اس میں جلوہ گر ہیں تو اس احسن التقویم کی خوبیوں اور کمالات کو خلق میں کون پا سکتا ہے۔ جب شیطان لعنت اللہ علیہ طرفۃ العین میں شرق سے غرب میں پہنچ سکتا ہے۔ تو کیا خلیفۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تیز رفتاری شیطان کی تیز رفتاری سے بھی کم رفتار ہو سکتی ہے بلکہ بہت زیادہ ہونی چاہیئے۔

اب سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا ذرا سی دیر میں ہزار دو کوس جا کر لڑکی کو لے آنا عقلاً اور نقلاً کوئی شبہ کی بات نہیں تھی

Marfat.com

تو اب مسئلہ شب معراج میں بھی کسی کو کسی قسم کا شبہ کرنا عقلاً اور انصافاً جائز نہیں ۔ کیونکہ جن کے کمالات کے پرتو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں معجزات اور کمالات پیدا ہوئے اور اولیاء اُمت میں عجیب عجیب خرق عادات ظاہر ہوئیں تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم شب معراج میں تھوڑی دیر میں عرشِ معلیٰ پر تشریف لیجا کر واپس تشریف لے آئے تو یہ کونسی تعجب کی بات ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی رحمتہ اللہ علیہ اور تمام امت کے علماء صلحا حضور کو معراجِ جسمانی ہونے کے قائل ہیں اب رہی یہ بحث کہ حضرت سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ کی نظر صدہا اور ہزاروں کوس تک مکانات اور پہاڑوں کے پار کیسے پہنچی یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ۔ اصل اس کی یہ حدیث شریف ہے کہ "ڈرو مؤمن کی فراست سے کہ وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے اور عمل اور ثبوت حضرت امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ثابت ہے ۔

جب ہماری چشم گِل ایک سکنڈ سے پہلے آسمان تک پہنچتی ہے ۔ تو چشم دل کی وسعت کا کیا ٹھکانہ ۔ چنانچہ مولنا رومیؒ فرماتے ہیں ۔

در گذر ایں جملہ تن را در بصر   در نظر رو در نظر رو در نظر

یک نظر دو گز ہمی بیند ز راہ　　　یک نظر دو کون دید و روئے شاہ

ایک نظر صرف دو گز تک ہی دیکھ سکتی ہے　　　اور ایک نظر دونوں جہان اور نورِ خدا کو دیکھتی ہے

درمیان ایں دو فرقے بیشمار　　　سر مہ جو د اللہ اعلم السرار

ان دونوں نظروں میں بہت بڑا فرق ہے　　　دل کی آنکھ کیو اسطے خاصانِ خدا کے پاس سرمہ تلاش کر

۴- حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کبھی حج بیت اللہ کو نہیں گئے - لیکن آپ کو دہلی کے آدمیوں نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا اور چند اشعار بھی آپ کی زبان سے سنے

۵- حضرت سید امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا مرقد شریف موضع مکان شریف میں ہے اور اس کو رتر چھتر بھی کہتے ہیں امرتسر سے قریب ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے ان کا انتقال ۱۳ شوال سنہ ۱۲۸۲ھ میں ہوا ہے - یہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے دادا پیر حضرت شیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ہیں - حضرت شیر محمد خاں صاحب یہ واقعہ اپنا چشم دید فرماتے ہیں - ایک روز رمضان شریف میں ایک شخص حضرت سید صاحب کی خدمت میں آیا اور عرض کیا آج بعد نماز مغرب حضرت میرے یہاں کھانا تناول فرمائیں آپ نے اُس سے وعدہ فرمالیا اسکے بعد ایک دوسرا آدمی آیا اور اُس نے بھی عرض کیا کہ حضور بعد مغرب میرے یہاں کھانا کھائیں - آپ نے اُس سے بھی وعدہ فرمالیا اسی طرح یکے بعد دیگرے سات آدمیوں نے بعد مغرب کھانا تناول فرمانے کو عرض کیا اور آپ نے سب سے وعدہ فرمالیا - اس وقت ایک مولوی صاحب

Marfat.com

ولایتی حضرت کے مرید بھی حاضر تھے انھوں نے حضرت سید صاحبؒ کا سب سے وعدہ کھانے کا اور پھر ایک ہی وقت پر سنکر دل میں بہت سے خیالاتِ فاسدہ کذب یا خلاف وعدگی کے پکلئے جب عشاء کی نماز میں سب جمع ہوئے تو کھانا کھلانے والے آپس میں جھگڑنے لگے کہ حضرت سید صاحبؒ نے کھانا میرے یہاں کھایا ہے تو جھوٹا ہے وہ بولا تو کاذب ہے حضرت نے کھانا میرے یہاں تناول فرمایا ہے۔ یہ حال سنکر مولوی صاحب اور بھی ششش و پنج میں پڑ گئے کہ رمضان شریف کے دن ہیں اور پھر مسجد میں ہیں یہ لوگ جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں یہ کیا معمہ ہے تمام شب اس فکر میں ان کو نیند نہ آئی صبح بعد نماز اشراق حضرت سید صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑا اور مسجد کے باہر لے گئے اور فرمایا مولوی صاحب ہماری شکل کو دیکھو اور پھر اس درخت کو دیکھو جب مولوی صاحب نے درخت کو دیکھا تو صدہا شکلیں اسی لباس اسی قدو قامت کے ساتھ درخت پر مولوی صاحب نے دیکھیں تو مولوی صاحب کے جسم پر لرزہ پڑ گیا۔ اس وقت حضرت سید صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی صاحب آپ اس فکر میں تمام شب پریشان رہے مولوی صاحب یہ حقیقت انسانی ہے جو انوار صفات رب سے قائم ہے۔ اگر یہ حقیقت کسی کی تمام روئے زمین میں نظر آئے

Marfat.com

تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

اسی طرح حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بڑے حضرت شیر محمد خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پنجاب کالا افغانان میں حاضر ہوا کرتے تو بوقت واپسی جے پور گے بڑے حضرت صاحب حضرت محمد علی شیر خان صاحب کو ایک میل آدھ میل چھوڑنے ہمراہ تشریف لایا کرتے اور پھر مصافحہ کر کے فرمایا کرتے جاؤ خدا حافظ تو حضرت صاحب نے مجھ سے کئی بار اس واقعہ کو فرمایا کہ حضرت صاحب جب خدا حافظ فرما کر گاؤں کی طرف تشریف لے جاتے تو حضرت صاحب کی پوری شکل اسی قد و قامت کے ساتھ ہمارے ساتھ چلتی اور ایک شکل اسی ہیئت کے ساتھ گاؤں کی طرف جاتی جب آپ گاؤں کے اندر چلے جاتے تو یہ شکل بھی ہماری نگاہ سے غائب ہو جاتی۔

ایسے بہت سے واقعات حضرت محمد علی شیر خان صاحب کے میرے ساتھ اور بڑے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اوروں کے ساتھ گذرے ہیں میں نے مختصراً اپنی کتاب معیار السلوک و دافع الاوہام والشکوک میں کچھ لکھے ہیں۔

حضرات پیرانِ عظام حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی و حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت خواجہ نقشبند و حضرت مجدد الف ثانی و حضرت قطب الدین بختیار کاکی و

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد معصوم و حضرت نظام الدین اولیا اور بہت سے اولیا متقدمین و متاخرین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین سے اس قسم کے واقعات ہزاروں کی تعداد میں ظاہر ہوئے ہیں جن کے لکھنے کو بہت بڑی ضخیم کتاب چاہیئے۔

یہ چند واقعات بطور نمونہ کے ان بزرگوں کے لکھے ہیں جو کفش بردار پیران عظام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اس نمونہ سے حضرات متقدمین کی شان اور خرق عادات کا پتہ لگتا ہے جن کے غلاموں کی یہ حالت ہے تو ان کے آقاؤں کی کیا حالت اور کیا تصرف اور کیا کرامت ہوگی یہ تعریف غلامانِ پیران کبارؒ عین تعریف ان بزرگواروں کی ہے۔ اور ان حضرات متقدمین کی تعریف عین تعریف و توصیف جناب حبیب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف حقیقتاً تعریف رب العالمین ہے۔ چنانچہ حضرت مولٰنا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چونکہ باہم متصل گردید جان ذکر آں این ست و ایں ست ذکر آں

جب خدا سے بندہ قریب ہوگیا (تو) تعریف بندہ کی عین تعریف حق ہے

میں نے جو کچھ حالات نہایت مختصر چند اولیا اللہ زمانہ حال یا زمانہ قریب کے لکھے ہیں ان میں چند ذاتِ مبارک ایسی ہیں جن کے بارے میں کوئی عالم بھی سوء ظنی سے قطعی کام نہیں لے سکتا

Marfat.com

جیسے حضرت مجدد الف ثانی وحضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وحضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وحضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی وحضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

ان کمالات تیز رفتاری اور چند جگہ ایک ہی ذات مبارک کا موجود ہونا اور ہفت اقلیم میں بیٹھے بیٹھے نظر کا پہنچنا یہ واقعات اولیاء اللہ کے نزدیک کچھ اہمیت اور وقعت نہیں رکھتے ان کے نزدیک کمال کی اور باتیں ہیں جن کا مختصراً حال انشاء اللہ آگے بیان کروں گا۔ جن کی وجہ سے انسان کو احسن التقویم لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ اور خلیفتہ اللہ کا اعزاز عطا فرمایا گیا۔

ان باتوں میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن میں غیر مذاہب کے لوگ جوگیہ برہمنان ہند فلاسفران یونان بھی جزئی شرکت رکھتے ہیں۔ اب آگے میں ان صفات اور خرق عادات کمالات اور تصرفات کا مختصراً مختصراً بیان کروں گا کہ جو صرف حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے سوا دوسرے کسی مذہب یا کسی شخص میں نہ ہوتے ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔

اوپر کے چند دلائل اور واقعات اس واسطے لکھے گئے ہیں کہ جو اولیاء اللہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

Marfat.com

کی نعلین مبارک کی خاک اپنی آنکھوں میں کحل الجواہر سے زیادہ بہتر اور صفائیٔ قلب کے واسطے اکسیر اور روز حشر میں ذریعۂ نجات جانتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان میں ایسے ایسے کمالات عطا فرمائے ہیں تو سلطان الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ہی وقت میں ہزاروں کو اپنی زیارت سے مشرف فرمانا اور لاکھوں جگہ قبروں میں بوقت سوال وجواب نکیرین مردوں کے پاس موجود ہونا کیا بعید ہے آجکل اس کی مثال موجود ہے کہ صفت بجلی اپنی اصل جنس ناری سے پاور ہاؤس میں بھی موجود ہے اور وہی بجلی اسی قوت اور صفت سے ہر لالٹین ہر فانوس میں ہزاروں جگہ بلکہ لاکھوں جگہ موجود ہے بلکہ بعض مقامات اور شہروں میں ٹرام اور ریل اسی سے چلتی ہیں اور لوہاروں کی دوکانات اور کھانا اور چاء پکانے کی جگہ بھی لوہے کے گرم کرنے اور کھانا پکانے میں یہی بجلی کام کرتی ہے یہ سب صنعت انسان عقل جزوی رکھنے والیکی ہے۔ تو کیا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت اور صفت بجلی سے بھی کم ہے اور صانع کلی سے صانع حقیقی رب العالمین کی قدرت اور صنعت کم ہے۔

مسئلہ۔ یہ جس قدر کمالات حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام اور خصوصاً حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضورؐ کے ادنیٰ ادنیٰ غلامان غلام اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے لکھے گئے ہیں۔ بالکل صحیح ہیں بلکہ ان کمالات کے علاوہ اور بہت سے کمالات خدا نے ان کو عطا کئے ہیں کہ جن کا احاطہ عقل معاش اور عقل جزوی نہیں کر سکتی کیونکہ معجزہ کے معنے عاجز کرنے والا اور خرق عادات کے معنی ہی خلاف عادت ہونے کے ہیں لیکن یہ سب کمالات عطیہ حق تعالیٰ ہیں۔ بذاتہ کوئی کمال کسی مخلوق میں نہیں ہے خواہ انبیا ہوں یا ملائکہ اولیا ہوں یا جنہ وغیرہ وغیرہ سب مخلوق محتاج حکم خالق ہے۔ حکم حاکم حقیقی میں کوئی دم مار نہیں سکتا۔ حضرت فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں۔

ہست سلطانی مسلم مر ورا نیست کس را زہرہ چون وچرا

بادشاہ حقیقی اللہ پاک ہے اس کے حکم میں کوئی دم مار نہیں سکتا

او دست سلطان ہرچہ خواہد آں کند عالمے را در دمے ویراں کند

وہی حقیقی بادشاہ ہے جو چاہے کرے اگر چاہے تو ایک دم میں تمام عالم کو نیست و نابود کردے

بعض کج فہم لوگ ایسی باتوں کو شرک کہہ دیا کرتے ہیں لیکن قوم ملائکہ کے اختیارات اور کام کو شرک نہیں کہتے حالانکہ بہت سے تصرفات اور کام ان کے مختصراً بیان کئے گئے ہیں۔ جو قوم ملائکہ بشر سے مرتبہ میں کم ہوا اور لقب خلیفۃ اللہ

Marfat.com

اور احسن التقویم اور کرمنا بنی آدم سے محروم ہوا۔ اس کے کاموں اور علوم کو شرک نہ کہیں اور انسان جو ملائکہ سے ہر طرح بہتر ہو اس کو اپنی بے سمجھی سے شرک میں مبتلا کریں اور شوعیب نکالیں۔ جب فرشتوں کے اختیارات اور صفات اور کام میں عیب اور شرک نہیں جانتے ہیں۔ تو خلیفہ آدم کے اختیارات وصفات میں کیوں عیب نکالے جاتے ہیں وہ بھی عطیہ حق ہیں اور یہ بھی عطیہ حق ہیں۔ شرک جب ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ کہے کہ فلاں نبی یا ولی میں یہ کمالات بذاتہ سے رکھتے یا ہیں اور عطیہ حق نہیں ہیں۔

کتاب فتوح الغیب جس کے مصنف حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں جس کے شارح امام المحدثین حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ہیں۔ جس جگہ حضرت محبوب سبحانی نے (ابدال) کے متعلق فرمایا ہے۔ اس لفظ ابدال کی شرح حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابدال کو اللہ تعالیٰ نے قوت عطا فرمائی ہے کہ وہ اپنی ہیئت جسم کو دیگر شکل میں بدل سکتا ہے حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی مثنوی میں ابدال کو قوت تبدل اجسام منجانب اللہ عطا ہونا لکھا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اولیا راہست قدرت از آلہ ۔۔۔ تیر جستہ باز گرداندز راہ

اولیاء اللہ کی طرف سے قوت عطا کی گئی ہے (کہ وہ) تیر کمان سے نکلے ہوئے کو واپس لے آتے ہیں

اکمہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز ۔۔۔ زندہ گردد از فسون آں عزیز

اندھا اور کوڑھی کیا بلکہ مردہ بھی ۔۔۔ ان کی دعا سے زندہ ہو جاتا ہے

۱۔ انسان میں تین قسم کے کمالات ہیں ایک کمال خلق میں اور خلق سے تعلق رکھتا ہے۔

۲ دوسرا کمال عالم آخروی سے تعلق رکھتا ہے۔

۳۔ تیسرا کمال اسماء و صفات و ذات حق تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ کمالِ اول میں خاصان خدا اور جوگیہ اور برہمنان ہند اور فلاسفران یونان بھی شریک ہیں لیکن اس کمال اول میں بھی اولیاء اللہ کلی طور پر اور غیر مذاہب کے لوگ جزوی طور پر مشترک ہیں۔

جیسے دل کے خیال یا گھر کے حالات یا گھر کے یا جیب کے پیسے بتا دینا یا شیر کی شکل بن جانا یا جسم سے پرواز کرنا یا غائب ہو جانا یا زمین سے معلق ہو جانا یا کسی پر اپنا اثر ڈالنا یا فاصلہ پر نظر پہنچانا مثال افلاطون وغیرہ کے لیکن اس آواز افلاطون اور نگاہِ افلاطون وغیرہ کے اور خاصان خدا کی آواز اور نگاہ میں جزا در کل کا فرق بین ہے۔

مثلاً۔ آواز افلاطون کی اپنے شاگردوں کو سو پچاس

Marfat.com

کوس تک پہنچی ۔

آواز امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صد ہا کوس تک حضرت ساریہؓ اور ہزاروں مسلمانوں کو پہنچی ۔

آواز حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تمام خلق (دنیا) میں اور عالم اخروی روحوں تک پہنچی ۔

نگاہ افلاطون کی اس کے شاگردوں تک ننانوے سو پچاس کوس تک پہنچی ۔ اور نگاہ امیرالمومنین حضرت عمر خطابؓ صد ہا کوس تک پہنچی اور نگاہ حضرت سید نور محمدؒ بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ہفت اقلیم میں پہنچی ۔

اور نگاہ حضرت بایزید بسطامیؒ عرش معلیٰ تک پہنچی ۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری وسعت قلب اس قدر ہے کہ عرش معلیٰ میرے قلب کے مقابلہ میں ایسا چھوٹا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی مکان کے کونہ میں ٹھیکری پڑی ہو۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اثناء سلوک میں بمقابلہ نور قلب کے آسمان دانہ خشخاش کے برابر معلوم ہوتے ہیں ۔

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی میں حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کی رباعی کو بطور سرخی تحریر فرما کر اس کی شرح دور تک فرماتے ہیں ۔

Marfat.com

آسمانہاست در ولایت جاں کارفرمائے آسمانِ جہان

حقیقت جان میں بہت سے آسمان ہیں (حضرت) جو ان آسمانوں سے بہت بڑے ہیں

در رہِ روح پست و بالا ہاست حکیم سنائیؒ کوہہائے بلند صحرا ہاست

روح کی راہ ترقی میں بہت سی پستیاں اور بلندیاں ہیں .... بہت بڑے بڑے پہاڑ اور جنگل ہیں۔

علاوہ ازیں افلاطون یا جوگیہ یا برہمنان ہند سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ جب وہ خود زمین سے اُڑے تو دوسروں کو بھی لے اُڑے یا اڑکر آئے تو دوسرونکو بھی اُڑا کر لے آئے۔

لیکن خاصان خدا سے ایسی صدہا بلکہ ہزاروں کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں جیسے حضرت سید نور محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ بدایونی کا طرفۃ العین میں لڑکی کو ہزاروں کوس سے لے آنا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا کوہ لبنان ملک شام سے اپنے مرید کو آنِ واحد میں خرقان لے آنا۔

ایک بزرگ نقشبندی درہ خیبر جو سرحد افغانستان پر ہے اس کی مسجد سے اثناء حلقہ میں تمام مریدوں کو ہندوستان میں اپنی خانقاہ میں لے آئے وغیرہ۔ ان غیر مذاہب کے صاحبانِ کمال سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ ان کے کہنے سے کوئی شے آسمان کی طرف اڑ گئی ہو۔ لیکن خاصانِ خدا کے حکم سے اکثر موقعوں پر اشیاء اڑی ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب جوگی اجیپال اڑا تو آپ نے اپنی کھڑاؤں کو حکم فرمایا کہ اس کو پیٹ کر لاؤ چنانچہ بموجب حکم حضرت خواجہ کھڑاویں اجیپال کو بلندی سے پیٹتی ہوئی لائیں۔ اور جوگی اجے پال کو آپ کی حضور میں پیش کر دیا۔

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے زنبیل مٹی سے بھرا ہوا کئی بار جانب آسمان اڑا اور کئی بار زمین پر آیا وغیرہ مردوں کا زندہ کر دینا سوائے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اور اولیاء کرام کے غیر مذاہب کے لوگوں سے ثابت نہیں۔

اگرچہ کمال اول میں شرکت اہلِ کمال غیر مذاہب ضرور ہے۔ لیکن وہ بھی ناقص اور نامکمل اور جزوی ہے اور خاصانِ خدا کو کمال اول میں بھی بفضلہ تعالیٰ پورا کمال حاصل ہے۔ اور دوسرے تیسرے کمالات میں غیر مذاہب کے لوگوں کو بالکل تعلق اور آگاہی اور معلومات قدمی تو کجا سیر نظری بھی نصیب نہیں ہے

فائدہ:۔ سیر قدمی اس کو کہتے ہیں جہاں جسم سے پہنچے یا اعلیٰ مقامات میں ذات و صفات میں روح پہنچے۔ سیر نظری اس کو کہتے ہیں کہ چشم سر سے اس کو دیکھے یا چشم قلب یا چشم روح سے ذات و صفاتِ حق کی تجلیات کو دور سے دیکھے۔

Marfat.com

یہ دونوں کمالات ثانی و ثالث سوائے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیا عظام کے کسی کو نصیب نہیں۔

جوگیہ اور برہمنان ہند اور فلاسفران یونان تو کیا حقیقت رکھتے ہیں فرشتے اور جنات بھی وہاں نہیں پہنچ سکتے جہاں انسان کامل کو ترقی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فرق جانِ انسان و جانِ حیوان

جانِ ما از جانِ حیوان بیشتر　　از چہ زان رو کہ فزوں دارد خبر

ہماری جان جانِ حیوانوں سے بہتر ہے کیونکہ ہر چیز کا علم زیادہ رکھتی ہے

فرق جانِ ملائکہ و جانِ انسان میں

پس فزون از جان ما جانِ ملک　　کہ منزہ شد ز حسِ مشترک

ہماری جان سے جانِ ملائکہ زیادہ بہتر ہے (کیونکہ) وہ نورانی ہیں اور انکا وجود اربع عناصر سے نہیں

از ملک جان خداوندان دل　　باشد افزوں تو تحیر را بہل

فرق جان ملائکہ سے جان خاصانِ خدا افضل ہے تو حیرت نہ کر یہ بات خدا کے نزدیک آسان ہے جانِ خاص

زاں سبب آدم بود مسجود شان　　جان او افزوں تر است از بود شان

اسی سبب اور بزرگی سے حضرت آدم ع کو فرشتوں نے سجدہ کیا کہ وہ جانِ ملائکہ سے افضل و بہتر ہیں

کے پسند عدل و لطفِ کردگار　　کہ گلے سجدہ کند در پیش خار

عدل حق اسبات کو کب پسند فرما سکتا ہے کہ افضل کمتر کو سجدہ کرے لیکن بزرگی حضرت آدم مثل گل کے ہے بمقابلہ فرشتوں کے اسواسطے سجدہ کیا۔

سوال:- جب کمال ظاہری میں اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور جوگیہ برہمنان ہند اور فلاسفران یونان برابر ہیں تو پھر اولیاء اللہ کے کمالات میں نقص نہ ہونا اور غیر مذاہب کے باکمال لوگوں میں نقص رہ جانا

Marfat.com

اس کا کیا سبب ہے ۔

جواب :- اولیاء اللہ کو جو کچھ کمال حاصل ہوا ہے وہ بوجہ خالص توحید اور تصدیق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور انوار اسماء و صفات حق کے اثرات سے حاصل ہوا ہے ۔ اور حصول فیض میں واسطہ ہے حضورؐ کی ذات جامع الکمالات کا اور غیر مذاہب میں نہ خالص توحید ہے نہ خالص تصدیق اور پھر شرک فی التوحید و شرک فی الرسالت سے کوئی خالی نہیں ۔ جو انسان دنیا میں پیدا ہوئے اور وقتِ معین پر دنیا سے رخصت ہو گئے ان کے نام کو جپتے ہیں اور خالق مطلق اور قادر کل کے نام کو چھوڑ دیا ہے ۔ اور جو بشر کو خدا جانے یا خدا کا حلول و اتحاد جانے وہ خدا کی رحمت اور کمال میں سے کیونکر حصہ پانے کا مستحق ہو سکتا ہے ۔ ہر غیر مذہب والے چونکہ غیر اللہ سے امداد چاہتے ہیں اور قادر مطلق کی ذات و صفات میں غیر اللہ کو مشترک جانتے ہیں اس لئے اُن کے جملہ کمالات نامکمل ہیں اور نقصان سے خالی نہیں ۔

مثلاً ساحران فرعون کے رسیوں کے سانپ سب بریعیاں تھے اور عصائے موسوی بھی سانپ بن گیا تھا اس کو بھی سب دیکھ رہے تھے لیکن غیر اللہ کی امداد سے جو سانپ بنے وہ بوجہ اثر سحر کے آدمیوں کی نگاہ میں سانپ دکھائی دیتے تھے اور حقیقتاً وہ سانپ نہیں تھے اور حضرت موسیٰؑ کا عصا جب سانپ بحکم قادر مطلق بنا تو وہ

Marfat.com

حقیقتاً سانپ تھا جو سحر کے تمام سانپوں کو نگل گیا۔

اسی طرح ہر کمال اولیاء اللہ کا بلانقصان اور مکمل ہے اور غیر مذاہب کے جملہ کمالات نامکمل ہیں اور نقصان سے خالی نہیں یہی وجہ ہے کہ ساحران ہندوستان نے اولیاء اللہ سے شکست فاش کھائی ہے جس کی تاریخ ہندوستان شاہد ہے اور نمونہ اس کا حضرت خواجہ خواجگان امام الطریقہ چشتیہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور راجپال جوگی ہے۔

جس کو غیر مذاہب کمال جانتے ہیں اولیاء اللہ اس کو حیض الرجال جانتے ہیں مثلاً جسم سے اڑنا، پانی پر چلنا تھوڑی دیر میں شرق سے غرب میں پہنچ جانا وغیرہ وغیرہ

حضرت ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جو اولیاء متقدمین سے ہیں ان کے پاس ایک ایک شخص آیا اور کہنے لگا حضرت میں نے آج ایک شخص کو دیکھا کہ پانی پر جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ کچھ کمال نہیں ہے۔ کیونکہ پانی پر مینڈک اور تنکے بھی تیرتے پھرتے ہیں۔ اگر انسان اشرف المخلوقات میں مینڈک یا تنکے کی برابر صفت پیدا ہوگئی تو کیا کمال ہے۔ پھر اس نے عرض کیا حضرت میں نے ہوا پر اڑتے ہوئے دیکھا تو حضرت رح نے فرمایا کچھ کمال نہیں ہے۔ ہوا میں چیل۔ کوے۔ مکھی۔ مچھر بھی اڑتے ہیں اگر جانوروں کی صفت خلیفۃ اللہ میں آگئی تو

Marfat.com

کیا کمال کی بات ہے - پھر اُس نے عرض کیا حضرت میں نے اسں کو ذرا سی دیر میں کہیں سے کہیں جاتے دیکھا - فرمایا کہ کچھ کمال نہیں ہے شیطان بعین چشم زدن میں مشرق سے غرب میں پہنچ سکتا ہے۔ جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہترین مخلوقات بنایا ہے اور کرمنا بنی آدم کا لقب عطا فرمایا ہے اسمیں اگر صفت شیطان جیسی آگئی تو کیا کمال کی بات ہے تو پھر اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت انسان میں کمال کی بات کیا ہے - تو فرمایا - اہل وعیال رکھتا ہو اکل حلال کما کر سب کو کھلاتا ہو اتباع سنت میں مستقل ہو اور خدا کو کسی وقت نہ بھولتا ہو۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی مردوہ ہیں جن کو لین دین تجارت وغیرہ میں خدا کے ذکر سے غفلت نہیں ہوتی اس کی صفت ہو، جن باتوں کو غیر مذاہب والے نہایت کمال سمجھتے ہیں اولیاء اللہ کے نزدیک وہ کمال کچھ کمال نہیں جیسے اوپر مختصراً بیان کیے گئے -

اولیاء اللہ کے نزدیک مردہ کو زندہ کر دینا بھی داخل کمال نہیں اور اوروں کے نزدیک مردہ کو زندہ کر دینا محال ہے بہت سے اولیاء اللہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مردے زندہ کر دیئے ہیں - چنانچہ میرے دادا پیر حضرت شیر محمد خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ - اور ان کے پرورش یافتہ حضرت

Marfat.com

جمعدارشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے بھی اللہ تعالیٰ نے مردہ زندہ کرادیئے ہیں جن کا حال میں نے کتاب معیارالسلوک ودافع الاوہام والشکوک میں لکھا ہے۔ لیکن اس کمال مردہ کو زندہ کردینے سے دل مردہ کو یادحق سے زندہ کردینا اولیاء اللہ کے نزدیک زیادہ بہتر مانا گیا ہے۔ کیونکہ مردہ زندہ ہونیکے بعد پھر مریگا اور جب دل زندہ ہوگیا تو اس کو زندگی دائمی میسر ہوگئی۔ چنانچہ مولانا رومی رح علیہ فرماتے ہیں۔

جان جملہ معجزات این است خود — کہ بہ بخشد مردہ را جان ابد

جملہ معجزات اور کرامات کی یہ بات جان ہے — کہ قلب انسان مردہ کو ذکر حق سے زندہ کردے

بوجہ عقل کلی میں سے حصہ نہ ملنے کے اور تو کیا افلاطون جیسا حکیم اپنے ادنیٰ کمال کو اعلیٰ کمال سمجھا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے پیغمبر اولعزم پر ایمان نہ لایا اور نفس ملعون کے دھوکے میں آکر کافر رہا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب افلاطون کے پاس نامہ مبارک بھیجا کہ میں اللہ کا رسول ہوں مجھ پر ایمان لا تو افلاطون نے جواب میں کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ رسول ہیں لیکن رسول ناقصوں کے نقصان دور کرتے ہیں۔ میرا سینہ ہر خرابی سے پاک ہے مجھکو کشف ہے کہ اپنے شاگردوں کو سو سو پچاس

Marfat.com

پچاس کوس کے فاصلہ سے سبق پڑھاتا ہوں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی ارشاد فرماتے ہیں کہ افلاطون بے خرد نے یہ نہیں سمجھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دم کرنے سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی فوراً اچھے ہوتے ہیں اور ان کی دعا اور نور باطن سے صدہا سال کے مردے قبروں سے زندہ ہو کر قبر سے باہر آجاتے ہیں۔ اور مٹی کے جانور مرغ وغیرہ بنا کر جب اس پر پھونک دیتے ہیں تو ان میں جان پڑ کر وہ اڑجاتے ہیں یہ باتیں تیری حکمت اور تیری عقل کے بالکل خلاف ہیں یہ کمال انہیں کہاں سے آیا لیکن عقل جزدی اور عقل معاش نے عقل کلی اور عقل معاد کے معاملات اور کمالات کو نہیں سمجھنے دیا اور صراطِ مستقیم سے ہٹا کر صراطِ سقیم پر لے گیا۔

جیسے حیوان عقل جزوی کے جزو ہونے پر بھی عام انسان عقل جزدی والے کے معاملات کو نہیں سمجھ سکتا ہے مثلاً جیسے قصاب جانوروں کو ذبح کرنے کو کھلا کھلا کر موٹا کرتے ہیں لیکن جانور بوجہ اچھا کھانے کے قصاب سے محبت کرتے ہیں اور زیادہ مانوس ہو جاتے ہیں حالانکہ قصاب اس کی جان کے دشمن ہوتے ہیں اسی طرح عقل جزدی والے عقل کلی والے جیسے حضرت عیسیٰ .....

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کے معاملات اور کمالات کو نہیں سمجھ سکتے بلکہ یہ عقل جزوی اور عقل معاش اور شیطان اور نفسِ ملعون ہمیشہ ٹیڑھے راستہ پر لیجاتے ہیں اور یہ جزدی کمالات مثل شراب ان کو گمراہ کردیتے ہیں۔ مثلاً کشف نے افلاطون کو اور سحر نے ساحران فرعون کو اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مقابلہ میں اجیپال کو گمراہ کیا اور کشف کی چمک نے افلاطون کو ایسا اندھا کیا جیسے بجلی کی چمک کہ اگرچہ بجلی روشنی ہے لیکن یہ اُس کی روشنی حقیقتاً اندھا کرنے والی ہے اور مثل تھور تین دھارے کے ہے کہ جس طرح اور جس طریقہ سے بھی رکھو لیکن دھار اس کی اوپر ہی رہے گی۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں۔

نفس زینسا لنت زانستد کشتنی ۔۔۔ اُقتلو ۲۲ انفس گُم گفت آں نبیؐ

نفس کو ہر پہلو ہر طریقہ سے مارنا چاہیئے اسی واسطے ۔۔۔ حضور نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ نفس کو قتل کرو

خار سہ سُو لبت ہر سو کش نہی ۔۔۔ داخلد از زخم او تو کے رہی

تھور تین دھارا ہر طرف کانٹے رکھتا ہے ۔۔۔ تو اس کے کانٹوں سے کیسے بچ سکتا ہے

آتش ترک ہوا در خار زن ۔۔۔ دست اندر یار کار زنار زن

اپنی خواہشوں کے کانٹوں میں آگ لگا دے ۔۔۔ اور اپنا ہاتھ خدا کی طلب میں بڑھا

عقل جزدی ہچو برقست و درخش ۔۔۔ در ضیحت حضرمو خاناند ور خشی کے لو اں مشد سوے وحش

عقل جزدی مثال بجلی کے ہے ۔۔۔ اتنا چمک بجلی میں تو راستہ کب دیکھ سکتا ہے

نیست نور برق بہر رہبری بلکہ امرست ابر را کہ می بری
چمک بجلی کی راستہ دکھانے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ابر پر حکمران ہے کہ فلاں جگہ چل یا برس

سوال:- مجاہدہ اور ریاضت اہل اسلام میں غیر مذاہب جیسے نہیں ہوتے پھر بھی وہ کونسی شے ہے جو اہل اللہ کو کمال پر پہنچاتی ہے۔ اور غیر مذاہب کے لوگوں میں پورا کمال حاصل نہیں ہوتا اور وہ کمال میں ناقص رہ جاتے ہیں۔

جواب:- غیر مذاہب کے لوگ جو ریاضت کرتے ہیں اس سے صفائی نفس حاصل ہوتی ہے۔ اور نفس چونکہ لب لباب اور عطر اربعہ عناصر کا ہے اور اربع عناصر میں ایک عنصر دوسرے عنصر کی ضد ہے اس لئے جنگ وفساد اور تمام خرابیاں نفس میں مثل تکبر حسد۔ بغض، کینہ، منافقت، مخالفت، ریاء، جاہ طلبی وغیرہ لازمی ہیں جو اس سے دور نہیں ہوسکتیں۔ ان خرابیوں کی وجہ سے اور حضور نبی کریمؐ کی تصدیق نہ ہونے کے سبب سے یہ لوگ اعلیٰ مقامات اور کمالات پر نہیں پہنچ سکتے۔ اگرچہ بعض جوگی موحد بھی ہوتے ہیں لیکن وہ توحید بلاتصدیق بے کار ہے۔ توحید وتصدیق دونوں لازم وملزوم ہیں جیسے جسم اور جان نہ جسم بلا جان قائم رہ سکتا ہے نہ جان بلا جسم کے کوئی شے بلا استاد کے کبھی تکمیل کو نہیں پہنچتی اور نہ کوئی انسان بلا اتباع نبیؐ کے خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

ہیچ چیزے خود بخود پیدا نشد ہیچ آہن خود بخود تیغ نشد

کوئی چیز آپ سے آپ پیدا نہیں ہوئی　　کوئی لوہا خود بخود تلوار نہیں بن سکتا
مولوی ہرگز نشد مولائے روم　　تا غلام شمس تبریزی نشد
میں مولوی جلال الدین رومی مولانا نہوا　　جب تک کہ غلام حضرت شمس الدین تبریزی کا نہ ہوا

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نیست ممکن در رہ عشق اے پسر　　راہ بردن بے دلیل راہ بر
ممکن نہیں ہے کہ قرب حق تعالی میں　　راستہ طے کرے بلا راہ بر کے

بلا تمثیل نبی کی ذات ایسی ہے جیسے شہنشاہ کے گورنر جنرل۔ دربار شاہی کے ادب آداب سے واقف احکام شاہی کو سمجھکر اس کی تعمیل کرنا اور رعایا سے اسکی تعمیل کرانا اور احکام شاہی کا ان کے پاس آنا اور رعایا کی عرضداشت شاہ کے پاس پہنچانا جو دربار شاہی میں حاضر ہونا چاہئے اسس کو القاب و آداب شاہی سکھانا۔ گورنروں کی اطاعت حقیقتاً اطاعت شاہ ہے اور ان کی مخالفت مخالفت شاہ ہے۔ اسی واسطے حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق توحید کے ساتھ لازم امر ضروری اور فرض ہے بلا اتباع حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن مجید فرقان حمید میں جگہ جگہ فرمایا ہے

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور یہاں تک اتباع رسول کی تاکید فرمائی ہے - اور ضروری جانا ہے کہ ارشاد فرماتا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ -

اگر کوئی شخص اپنی عقل جزدی کے ذریعہ سے یا مجاہدات شاقہ کی وجہ سے خدا تک پہنچ سکتا تو وہ افلاطون، جالینوس ارسطاطالیس بو علی سینا وغیرہ حکما ہوتے اور اللہ تعالیٰ ہدایت خلق کے واسطے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نہ بھیجتا چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

منصب تعلیم نوع شہوت ست
منصب تعلیم بھی خواہش اور آرزو سے خالی نہیں

ہر خیال شہوتے راہ بتے است
اور جو خیال اپنی خواہش سے ہو وہ ہی خیال بت ہے

اگر بفضلش پے ببردے ہر فضول
اگر ہر شخص بزرگی اور قرب رب میں پہنچ جاتا

کے فرستادے خدا چندیں رسول
تو خداوند تعالیٰ اپنے رسولوں کو کیوں بھیجتا

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صرف یادِ حق سے باستغانت حق حق تک پہنچے ہیں اور اولیاء اللہ اور ابرارین اور صالحین و شہدا و عام مومنین نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ یادِ حق اور اتباع حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے حاصل کیا ہے - اور بتوسل حضرات انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام و صحابہؓ کمال عروج پر پہنچے ہیں اور ان کا ہر فعل

Marfat.com

اور ذکر و فکر خالص توحید سے لبریز تھا اور اس میں شرک غیر اللہ کا شائبہ بھی نہیں کیونکہ اسلام میں شرک سے زیادہ کوئی چیز بدتر نہیں اسی واسطے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا ہے۔

يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔

اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی ذات و صفات میں کبھی شرک نکرنا تحقیق شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

اور سورہ کہف کے آخر میں ارشاد حق ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ أَحَدًا۔

یعنی جو شخص چاہے کہ اللہ سے ملاقات کرے پس اسکو چاہیئے کہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اور خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے

قُلْ لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔

یعنی اے نبی آپ کہدیں کہ میں اپنی ذات کا مالک نہیں ہوں کہ نقصان سے بچالوں یا نفع حاصل کرلوں مگر اللہ جو چاہے گا وہ ہوگا۔

یہ ہے توحید اصلی خالص جس سے تمام مذاہب خالی ہیں اور اسی خالص توحید سے مسلمانوں کے پیشواؤں کو اصلی

Marfat.com

اور حقیقی تقرب حق اور انتہائی عروج ملا ہے۔
جہاں غیر مذاہب کے لوگوں کی عقل جزوی اور کمال جو بصورت سراب ہیں نہیں جان سکتے۔
مسلمانوں کے عقیدہ میں یہ بات مستحکم ہے کہ تمام مخلوق کا وجود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود نور سے بنا ہے اور حضورؐ ہی کی شان وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ سے قائم ہے۔ اور تمام مخلوقات میں جس قدر کمالات ہیں وہ حضورؐ ہی کے پرتو کمالات ہیں اگر حضورؐ کی ذات مبارک نہ ہوتی تو نہ یہ جہان ہوتا اور نہ جہان میں کوئی کمال ہوتا اصل جہان اور مدار کمال حضورؐ ہی کی ذات مقدس ہے لیکن حضورؐ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو ذات خدا میں اور صفات کو صفات خدا میں حلول و اتحاد جاننا قطعی شرک ہے اور حضورؑ کو ہر چیز میں خدا کا محتاج جانتے ہیں اور تمام مخلوق کے مقابلہ میں قدیم اور ذات خدا کے مقابلہ میں حادث جانتے ہیں۔ یہ ہے توحید جس میں شرک کا تار بھی باقی نہیں مولوی اسمٰعیل صاحب نے جو کتاب تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم میں جو الفاظ یا عبارات تکمیل اور دلائل توحید کے واسطے لکھے ہیں اور تمثیلات بھی وہی ہیں میں ان الفاظ کو اس کتاب میں نقل کرنا بھی پسند نہیں کرتا ان عبارات سے تکمیل توحید نہیں

Marfat.com

ہوتی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب جیسے لاکھوں پیدا ہوں اور
مریں اور قیامت تک تصنیفات توحید پر کرتے رہیں لیکن حق
توحید کو ذرہ برابر بھی ادا نہیں کرسکتے اور یہی نہیں بلکہ تمام
ملائکہ اور تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کروڑوں سال بھی
بھی ذرہ برابر اپنی تقریر اور تحریر سے حق توحید ادا نہیں کرسکتے
چنانچہ سورۂ کہف میں بروقت ملاقات حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے حضرت خضر علیہ السلام نے عرض کیا کہ دریا
پر جو چڑیا چند قطرے اس دریا سے پی رہی ہے دریائے علم
حق میں سے تمام مخلوقات میں ان قطروں سے بھی کم علم
ہے۔ جب صفات حق سے صرف صفت العلم کی یہ کیفیت
ہے تو توحید ذات حق کوئی کیا بیان کرسکتا ہے۔

الفاظ توحید حق انسان کو وہی کافی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے
قرآن مجید میں اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
احادیث میں فرمائے ان سے آگے قدم بڑھانا تمثیل دینا
اور تمثیل بھی تہذیب و آداب کے خلاف یہ بات اچھی نہیں
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و حضرت شاہ عبدالغنی صاحب
و حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ رحمتہ اللہ علیہم کی
تصنیفات میں ایسی باتیں کہیں درج نہیں۔ افسوس
اس بات پر ہے کہ بعض بے علم اور بعض عالم ان عبارات

Marfat.com

کتب مذکورہ کو پسند کرتے ہیں۔ میری عرض کو ہر مسلم بنگاہ غائر دیکھے اور پھر انصاف کرے کہ میری گزارش صحیح ہے یا غلط۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق کی اصل ہیں اور سب جہان فرع ہے۔ لہذا اصل سے فرع اور فرع سے اصل کبھی دور نہیں ہو سکتے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بموجب ارشاد حق تعالیٰ تمام عالموں کے واسطے رحمت ہیں۔ کسی کا تعلق نماز یا غیر نماز میں اس عالم میں ہو یا اس عالم میں جہاں کہیں بھی ہو وہ رحمت اللعالمین کی رحمت سے خالی نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ کتاب مرام الخواص میں حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضورؐ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نور نے تمام جہانوں کو روشنی سے بھر دیا تھا۔ مجھ مصنف کتاب نے بھی دو مرتبہ ایسا ہی دیکھا ہے۔ کہ تمام جہان حضورؐ کے نور سے قائم ہے اور حضورؐ کا نور ہر چیز میں جاری وساری ہے اور چند اولیا بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔ پھر اثنائے نماز میں جو سراسر رحمت ہے رحمت اللعالمین کی رحمت سے کب خالی ہو سکتا ہے۔ جب کوئی رحمت اللعالمین کے خیال کو ہٹا کر غیر رحمت اللعالمین کو وہ بھی ارذل مخلوق کو

Marfat.com

خیال میں جما لے تو پھر رحمت کہاں وہ نماز رحمت نہیں ہو گی بلکہ زحمت ہو جائے گی اہل علم اسباب کو خوب جانتے ہیں کہ اسم کا تعلق مسمی سے منقطع نہیں ہوتا مثلاً جب خانہ کعبہ کا ذکر آئے گا تو خانہ کعبہ کا نقشہ سامنے آئے گا اور دوست کا یا دشمن کا نام سنے گا تو اس کی شکل کا نقشہ سامنے آئے گا اگر نہیں دیکھا ہو گا تو اس کی طرف خیال ضرور جائے گا۔ تو پھر اتنا نماز میں جب التحیات یا درود یا قرآن مجید کی وہ آیات جنمیں حضورؐ کو قل کہہ کر خطاب فرمایا ہے یا حضورؐ کا اسم پاک محمدؐ۔ احمدؐ یَاأَیُّهَا النَّبِی یَاأَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ یَاأَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ وغیرہ وغیرہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آیا ہے۔ جن کے بلا پڑھے ہوئے نماز ہی مکمل نہیں ہوتی تو ان کے خیال اور معنی کو ہٹا کر دوسرے معنی بنائے جائیں یا اور مخلوق کا خیال خلاف معنی جما لیا تو نماز ہی کب ہو سکتی ہے۔ جیسے کوئی کلمہ حرفوں سے خالی نہیں ہو سکتا اور کوئی جملہ معنی سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح حضورؐ کی ذات بھی کسی حالت میں کسی خیر سے دور نہیں ہو سکتی نہ نماز میں نہ غیر نماز میں اور قرآن شریف کے الفاظ کے معنی بدل کر دوسرے معنی یا مطلب بنا لینا حکم حق اور ادب اور علم کے خلاف ہے

Marfat.com

اگر قرآن شریف کے معنے جاننے والا ایسا کرے تو حقیقتاً عدول حکمی ہے یہ عجیب بات ہے کہ جو چیز مفسد صلوٰۃ ہے اس کو تکمیل صلوٰۃ کہا جائے اور جو چیز تکمیل صلوٰۃ ہے اس کو مفسد صلوٰۃ کہا جائے درود اور التحیات تو خود ہی عین توحید ہیں کہ ان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بندہ خدا کا محتاج بتایا گیا ہے۔ اسی واسطے حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

زاں سبب فرمود حق صلوا علیہ   کہ محمدؐ بود محتاج الیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد سوم کے مکتوب ۱۲۱/۱۲۲ میں فرماتے ہیں کہ چاہے حضرات انبیاء علیہم السلام ہوں خواہ ملائکہ کرام ان کو فیضان بلا معرفت یا قرب وسیلہ حضورؐ کے نہیں مل سکتا خالق و مخلوق میں حضورؐ کی ذات برزخ کبریٰ اور رحمت ہے جب سب کا وجود بلا وجود حضورؐ کے قائم نہیں تو کمالات بلا توسل حضورؐ کے کیسے کسی کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ لہذا سب حضورؐ کے وسیلہ کے محتاج ہیں۔ اسی واسطے پیغمبران اولوالعزم نے حضورؐ کی امت میں ہونے کی دعا کی ہے۔

علاوہ ازیں تمام طریق صوفیہ میں ذکر کلمہ شریف قرب حق اور معرفتِ حق کے لئے لازمی اور لابدی ہے جس سے شرک خفی کی بنیاد اکھڑتی ہے اور خالص توحید نصیب ہو کر صوفی عارف

Marfat.com

ذات و صفات کے قابل ہوتا ہے اس میں بھی ہر بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ محمد رسول اللہ کہتے ہیں اور بعض صوفیہ ۳ یا ۷ یا ۱۱ یا ۲۱ بار کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنا فرماتے ہیں اور طالب کے حالت جذب جب زیادہ ہوجاتی ہے تو اس کو صحو میں لانے کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایکبار اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۳ یا ۵ بار یا ۷ یا ۱۱ بار تکرار کراتے ہیں تو اُسکی برکت اور فیضان سے طالب کی حالت اعتدال پر آکر ہوش میں آجاتا ہے۔

چنانچہ صراط مستقیم میں خود مولوی اسمٰعیل صاحب نے سلسلۂ قادری چشتی نقشبندی وغیرہ کی فصلوں میں اِس کا ذکر کیا ہے مولوی اسمٰعیل صاحب بشر تھے فرشتہ یا نبی نہیں تھے کہ خطا یا غلطی ان سے نہ ہو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے اِس مسئلہ میں ان سے غلطی ہوئی ہے اگر ان کی نظر سے مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ گزر جاتے تو ایسا کبھی نہیں لکھتے کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اس الف ثانی کے مجدد ہیں۔ اور امت پر ان کا بڑا احسان ہے انکی ولایت کا منکر فاسق ہے اسی واسطے مولانا رومی رحمہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

زاں سبب فرمود حق صلوا علیہ — کہ محمدؐ بود محتاج الیہ

اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نبی پر رحمت بھیجتے ہیں کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہمارے محتاج ہیں

اس خالص توحید اور ذکرِ حق سے حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیاء کرام کو صفائیٔ قلب نصیب ہوتی ہے اور غیر ما (؟) ہب کے لوگوں کو صفائیٔ نفس نصیب ہوتی ہے۔

صفائیٔ قلب اور صفائیٔ نفس میں بہت بڑا فرق ہے۔ صفائیٔ قلب اور صفائیٔ نفس کے الفاظ دونوں برابر ہیں اور جسمِ انسان میں یہ دونوں ہیں لیکن صفائیٔ قلب اور چیز ہے اور صفائیٔ نفس اور چیز ہے قلب اور حقیقت رکھتا ہے اور نفس اور حقیقت رکھتا ہے۔

قلب کا تعلق ذات و صفات حق سے ہے۔ اور نفس کا تعلق اربع عناصر اور اس کی اشیاء سے ہے قلب آئینہ ہے ذات و صفات حق کا اور نفس آئینہ ہے جملہ اشیاء مرکبہ اربع عناصر کا۔ قلب آئینہ ہے عالمِ اخروی اور خیر محض کا۔ اور نفس آئینہ ہے دنیا اور شر محض کا۔ قلب مثال نور ہے۔ اور نفس مثالِ نار ہے۔ قلب مثال گل ہے اور نفس مثالِ خار ہے اگرچہ جسمِ انسان میں اِن دونوں کا وجود ہے۔ لیکن قلب مستحق رحمت ہے اور نفس مستحق لعنت ہے۔ قلب مستحق انوار کم

Marfat.com

اور نفس مستحقِ دار ہے۔ حضرت مولانا رومی رح اس فرق کی تمثیل فرماتے ہیں۔

صد ہزاراں ہمچناں اشباہ بیں — فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

اس طرح کی ہزاروں مثالیں ہیں — مگر ان میں فرق بے شمار ہے

اگرچہ صورت میں کھارا پانی اور میٹھا پانی یکساں ہیں اگرچہ درخت نرسل اور نیشکر برابر ہیں۔ اگرچہ انگور شیریں اور انگور ترش ہمشکل ہیں لیکن (انکا) ذائقہ اور حقیقت میں بالکل الگ الگ ہیں

اسی طرح صفائی قلب اور صفائی نفس میں بہت بڑا فرق ہے نفس میں جس قدر صفائی زیادہ ہوگی اسی قدر اس میں شرارت اور احکامِ شریعت سے مخالفت زیادہ ہوگی اور دل میں جس قدر صفائی زیادہ ہوگی اسی قدر اس میں خیر اور اطاعتِ شریعت زیادہ ہوگی۔ نفس میں جس قدر صفائی زیادہ ہوگی اسی قدر اس میں بغاوت تکبر۔ خودبینی۔ خودسری۔ مثل فرعون ہامان۔ شداد۔ نمرود ابوجہل افلاطون جالینوس جوگی اجیپال و ساحران فرعون ہوگی۔

دل میں جس قدر صفائی زیادہ ہوگی اسیقدر اس میں خیر اطاعت شریعت خدمت خلق۔ ایثار۔ حلم۔ فروتنی عفو ترکِ دنیا رضائے حق زیادہ ہوگی۔

ا۔ مثلاً۔ حضرت اعراقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

زمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا برآمد — کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے آواز آئی — کہ تو نے مجھکو سجدۂ ریا سے خراب کر دیا

۲۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ایک کتے سے فرماتے ہیں

کہ داند کہ بہتر ز ما ہر دو کیست

اس بات کو کون جانتا ہے! اے کتے کہ میں تجھ سے بہتر ہوں یا تو مجھ سے بہتر ہے

۳۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صوفی خود را تا از کافر فرنگ بدتر نداند از کافر فرنگ بدتر است

درویش جب تک اپنے کو کافر فرنگ سے بدتر یعنی برا نہ جانے کافر فرنگ سے برا ہے

اور یہی حضرت مجدد الف ثانی رح قدس سرہٗ السامی پھر فرماتے ہیں کہ

صوفی خود را تا از سگ ذلیل ذلیل نداند معرفت حق بر وے حرام است

فقیر اپنے کو جب تک کتے سے زیادہ ذلیل نہ جانے گا خدا کی معرفت

اس پر حرام ہے

۵۔ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہٗ فتح بیت المقدس کے وقت اپنے غلام کو اونٹ پر سوار کر کے خود اونٹ کی نکیل مثل غلام کے پکڑ کر لاکھوں عیسائی اور یہود کے سامنے تشریف لے گئے۔

۶۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے تھے کہ میں گھاس ہوتا کہ مجھکو لوگ کاٹ کر جانوروں کو کھلا دیتے میں لکڑی ہوتا کہ لوگ مجھ کو کاٹکر جلا دیتے میں خدا کے سامنے

Marfat.com

حشر میں نہ کھڑا ہونا۔

۷۔حضرت عبداللہ ابن عمر خطاب رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میرا ایک سجدہ ہی قبول فرمالے تو اسکا فضل ہے۔ یہ تمام عمر کی عبادات کو بیکار جانتے تھے۔

۸۔حضرت غلام علیشاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ اعظم حضرت مرزا جانجاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ جس وقت آپ کی خانقاہ شریف میں کوئی کتا آیا کرتا تھا تو آپ فرمایا کرتے الہٰی میرا منہ اس قابل نہیں کہ تیرے خاص بندوں کا وسیلہ تیری جناب میں پیش کروں اس اپنی مخلوق (کتے) کی وجہ سے مجھ پر رحم فرما۔

۹۔حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ایک روز غلام سے فرمایا آؤ میں تم سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ خدا تم کو بخش دے تو میری خدا سے شفاعت کرنا۔ حالانکہ یہ بزرگ بحر لبنہائے صوفیہ ہیں۔

۱۰۔حضور نبی اکرم ؐ ارشاد فرماتے ہیں جس قدر میں ستایا گیا ہوں اس قدر کوئی نبی ؑ نہیں ستایا گیا۔ یہاں تک کہ مکہ شریف چھوڑنا پڑا۔ لیکن کسی کے واسطے کبھی بددعا نہ فرمائی۔ اور فتح مکہ مکرمہ کے روز جنھوں نے گلے میں رسیاں ڈال کر کھینچا تھا۔ جنھوں نے پتھر مار مار کر زخمی کیا تھا۔ جنھوں نے اونٹ کے اوجھ بوقت ادا نماز پیٹھ پر رکھ دیئے تھے۔ جنھوں نے راستہ میں

Marfat.com

کنویں کھود کر حضورؐ کے گرانیکو بنائے تھے اور ان میں کانٹے بھی ڈالے تھے۔ جنھوں نے جنگ احد میں شہدار کے ناک کان کاٹے تھے۔ جنھوں نے مکّہ معظمہ میں مکان کا محاصرہ کر کے شہید کرنا چاہا تھا۔ جنھوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہٗ کو جو حضورؐ کے چچا ہیں شہید کیا اور پھر ان کے ناک کان کاٹے اور دل و جگر کو نکال کر دانتوں سے چبایا۔ جنھوں نے متفقہ رائے سے تمام بنی ہاشم کا کھانا پینا اور ہر شے کا دینا لینا بند کیا تھا۔ ان کے محلہ میں ان کو محصور کیا تھا وغیرہ وغیرہ ان سب کو شان وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ کے صدقہ میں معاف فرما دیا۔ اپنے اصحابؓ کفش برداروں سے اپنے واسطے دعا کرایا کرتے اور اپنی استجابت دعا کا ذریعہ مہاجرینؓ کو جناب الہٰی میں بنایا کرتے حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اندریجا آفتاب انوری | خدمت ذرّہ کند چوں چاکری
حضورؐ سردار دو جہاں | اپنے ادنیٰ ادنیٰ صحابہ اور غیر صحابہ کی خدمت کرتے تھے
ایں ترا باور نیاید مصطفٰےؐ | چوں زمسکیناں ہمی جوید دُعا
کون ایسا خیال کر سکتا ہے | وہ مساکین غربار سے اپنے واسطے دعا کرایا کرتے تھے

حضور نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وہ ذاتِ پاک ہے جن کے توسل سے حضرت آدم علیہ السلام کی خطا معاف ہوئی

Marfat.com

جن کے نور کی وجہ سے حضرت آدم کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ جن کے برکت۔ نور سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نار سے نجات پائی جن کے فیضانِ انوار کی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان سے نجات پائی جن کے نور سے تمام جہان پیدا ہوا جن کے نور سے تمام مخلوقات میں عجیب عجیب خوبیاں اور کمالات پیدا ہوئے۔ جن کے نعلینِ مبارک کے صدقہ سے ہزاروں لاکھوں عارف حق بنے جن کے نور کی وجہ سے قیامِ جہان ہے۔ انھوں نے پرانے دشمنوں سے اُن کی اُمیدوں کے خلاف پاک زبان سے بوجہ صفائی اور پاکی اور نورانیت قلب کے ارشاد فرمایا لَا تَثْرِیبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔

کوئی مذہب والا کیا ایسا رحیم وکریم غفور اور ستاری کا ایسا عملی نمونہ اور ایسی درخشاں مثال پیش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیا کوئی تارک الدنیا باوجود کثرت عیالداری کے ایسا کر سکتا ہے کہ باوجود بادشاہت دنیا اور بادشاہت عاقبت کے وقت انتقال جس کے گھر میں شب کو چراغ میں تیل بھی نہ ہو اور وہ اندھیرے میں انتقال فرمائے۔ جو ذاتِ مقدس شب معراج میں اس جسم اطہر سے عرشِ معلیٰ پر جا کر خدا سے ملے وہ مسلمانوں کے گروہ میں ایسے بیٹھے کہ بادشاہوں کے سفیر اور نئے آنے والے تمیز نہ کریں کہ اس گروہ میں سلطان الا

کون سے ہیں۔ اس کے دریافت پر جب صحابہؓ حضورؐ کی طرف اشارہ کریں تب سائل جانے کہ حضورؐ یہ ہیں غرض کہ حضورؐ کی کوئی کیا تعریف کرے علیہ الصلوٰۃ والسلام

سید و سرور محمد نور جہاں ۔۔۔ مہتر و بہتر شفیع عاصیاں

سردار اور بزرگ اور نور جہاں آپ ہیں محمدؐ ۔۔۔ اور آپ سب سے بہتر اور حشر میں شفاعت کرنے والے گنہگاروں کی

چونکہ حضورؐ کا قلب مبارک تمام مخلوق سے بہتر تھا اس لئے حضورؐ کی مطابق خیر بھی تمام مخلوقات میں بہتر ہیں۔

سوال:۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات مبارک کو بہتر نہیں جانتے تھے تو بعض احادیث سے آپ کا کلام فخریہ پایا جاتا ہے۔ اس کا کیا سبب ہے۔

جواب:۔ حضورؐ نے خود اپنی بڑائی یا اظہار کمال نفر مایا بلکہ جب حکم حق وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جو تم کو خدا نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان کو ظاہر کرو۔ صادر ہوا اس وقت حضورؐ نے اظہار فرمایا ہے۔

علاوہ اس کے یہ اصول عام ہے کہ منصب نبوت قابل اظہار ہے اور منصب ولایت لائق استتار ہے۔ اس کے سوا حضورؐ نے نعمائے الٰہی کا اظہار فرماتے وقت ہمیشہ فرمایا ہے (لا فخر) ہی

کا فخر ہی یعنی ان نعمتہائے حق سے مجھکو فخر نہیں ہے اور یہ نعمار اور کمال میرے ذاتی نہیں ہیں بلکہ عطیہ حق تعالیٰ ہیں۔ علاوہ ازیں اگر نبوت اور اس کے متعلق جو باتیں ہیں اگر ان کا اظہار نکیا جائے تو شکریہ نعمت اور خلق کو ہدایت کیسے کیجائے اور پھر وہ کونسا ذریعہ ہوسکتا ہے کہ منشاء نبوت اور رضائے حق ادا کی جاکر تکمیل کو پہنچایا جائے اور جب تک نبیؑ کی بزرگی غیر نبیؐ پر ثابت نہ ہو اتباع کون کرسکتا ہے۔

چنانچہ حضرت عیسیٰؑ و حضرت موسیٰؑ و حضرت ابراہیمؑ وغیرہ وغیرہ انبیاءؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بموجب حکم حق اپنی نبوت اور خاص خاص معجزات کا اظہار فرمایا۔ مثلاً حضرت موسیٰؑ کا اظہار معجزہ ید بیضا واژدھا و عصا و حضرت عیسیٰ کا دُعا سے مردوں کا زندہ کرنا کوڑھی اور اندھوں کو اچھا کرنا گہوارہ میں کلام کرنا وغیرہ وغیرہ اسی طرح حضورؐ نے بھی ارشاد حق کی تعمیل کی ہے۔

یَاۤ اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا دو لوگوں کو جو کچھ تمہر تمہارے رب نے نازل فرمایا ہے۔

اور جب تک نبی کی عقل پر اس کا امتی اپنی عقل کو قربان نہ کردے گا تب تک منزلِ مقصود کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

Marfat.com

غیر مذاہب نے اتباع حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چھوڑ دی اس لئے وہ کسی کمال کو نہیں پہنچے بلکہ اپنی عقل پر ناز کرکے گمراہ ہو گئے جیسے افلاطون وغیرہ اسی واسطے حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عیب بر خود نہ نہ بر آیاتِ دیں ۔ کے رسد مرغ گلیں بر چرخ دیں

اپنی عقل پر عیب رکھ نہ ارشادِ حق پر ۔ یہ انسان مٹی کا بنا ہوا احکام حق و علم حق کو کیسے پہنچ سکتا ہے

عقل قربان کن بہ پیشِ مصطفےٰ ۔ حسبی اللہ گو کہ تا اللہ کفےٰ

اپنی عقل کو عقل رسولِ پاک پر قربان کر دے ۔ اور اللہ پر بھروسہ کرتا کہ اللہ تجھ کو کفایت کرے

جن لوگوں کا نفس جس قدر صاف تھا اسی قدر اُن لوگوں نے مثل افلاطون اجبیاآک ساحران فرعون وغیرہ نے دعوائے کمال کیا۔ اور جن لوگوں کا جس قدر قلب صاف تھا اسیقدر اُنھوں نے عاجزی فروتنی کا اظہار کیا (مصرع)

نہد شاخ پُرمیوہ سر بر زمیں۔

باوجود اس بزرگی اور برتری اور خوبیوں کے کوئی مسلمان یا محمدؐ یا محمدؐ کا وظیفہ نہیں پڑھتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بخلاف غیر مذاہب کے کہ وہ اپنے بزرگوں کے نام لے کر اس کے ذریعہ سے کمال حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اپنے بزرگوں میں حلول و اتحاد ذات بیچوں و بیچگون جانتے ہیں

Marfat.com

مذہب اسلام میں اس کو قطعی شرک جانتے ہیں۔ جب بندہ بندہ کی شرکت اپنی سلطنت اپنی بیوی اپنے مکان اپنی حکومت میں گوارا نہیں کرتا تو ذات حق کیسے گوارا کر سکتی ہے اور پھر مشرک کو اپنا قرب کیسے عطا کر سکتی ہے۔ اسی واسطے غیر مذاہب کے لوگ سوائے عالم اسفل اربع عناصر کے عالم بالا یا اسماء وصفات حق میں ترقی نہیں کر سکتے اور اپنے مجاہدہ اور ریاضت شاقہ سے جو ان کو صفائی نفس حاصل ہو کر دنیوی کشف یا پرواز حاصل ہو جاتے ہیں۔ جن کو وہ بوجہ عقل جزوی کے کمال جانتے ہیں۔ یہ کمال غیر مذاہب کا اولیاء اللہ کے نزدیک مثل سراب ہے یعنی بیکار اور دھوکہ ہے اور منزل مقصود سے دور ہٹا دینے والا ہے۔

نفس کی شرارتیں ایسی باریک ہوتی ہیں کہ بڑے بڑے صاحب عقل اس کی چالاکیوں سے عاجز آ جاتے ہیں اور یہ نفس کبھی بھی خیر محض نہیں ہو سکتا۔ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللہِ۔ نص صریح ہے۔ مثلاً ہیرا بہت قیمت پاتا ہے اور بادشاہ کے تاجوں میں لگتا ہے لیکن اس کا اثر زہر بدستور رہتا ہے اس میں فرق نہیں آتا ہاں البتہ اتنا فرق ہے کہ جس کا دل ذکر حق اور فکر حق سے منور و متاثر ہوا تو اس کے دل کے نور اور اثرات سے نفس بھی متاثر ہو کر زیادہ شرارتیں اور

اور باریک چالیس کم چلتا ہے لیکن اپنی حقیقت شر سے خالی نہیں ہوتا ۔ اسی واسطے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے دعا کیا کرتے تھے ۔ الٰہی مجھکو میرے نفس کے حوالہ طرفۃ العین نکرنا بلکہ ہمیشہ اپنے فضل میں رکھنا ۔ جب حضورؐ باعث خیر دو جہاں نفس کی شرارتوں سے بچنے کی دعا مانگتے ہیں اور نفس کی طرف سے مطمئن نہیں ہیں تو خلق میں اس کی شرارتوں سے کون مطمئن ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ نفس کی اصلیت کے متعلق فرماتے ہیں ؎

دوزخ ست ایں نفس دوزخ اژدہا ست — کو بدریاہا نگردد کم و کاست
یہ نفس دوزخ ہے اور دوزخ مثال اژدہا ہے — جو کچھ بھی اس میں پڑ جائے وہ کم ہے

سنگہا دکافران سنگدل — اندر آیند اندر وزار و خجل
پتھر سے زیادہ سخت دل کافر — جب نفس کے پھندے میں آجاتے ہیں تو بیکار اٹھتے ہیں

چونکہ جزدے دوزخ ست ایں نفس ما — طبع کل دارد ہمیشہ جزو ہا
ہمارا نفس چونکہ دوزخ کا ایک جزو ہے — اسلئے مثل دوزخ کے ہل من مزید کی خصلت رکھتا ہے

در کمان نہ نہند الا تار را ست — ایں کماں را بازگوں کژ تیر ہا ست
کمان کا ند ہمیشہ سیدھا ہوا کرتا ہے لیکن — اس نفس کی کمان الٹی بڑھی ہے اور تار بھی بیڑھا

نفس اژدرہا ست ایں کے مردہ است — از غم بے آلتی افسردہ است
ہمارا نفس اژدہا مرا نہیں ہے بلکہ — اسباب شرارت کے نہونے سے ڈھیلا ہے

نفس را تسبیح و مصحف در یمیں — خنجر و شمشیر اندر آستیں

نفس لعین دکھانے کو بغل میں قرآن ہاتھ میں تسبیح رکھتا ہے لیکن آستین میں پوشیدہ خنجر اور تلوار رکھتا ہے

مصحف سالوس را باور مکن　　خویش را با او ہمہ ہمسر مکن

نفس کے تر یبتر آن دکھانے کو مت مان　　اور اس کی باتوں میں آکر مثل اس کے نہ ہو

سوئے حوضت آورد بہر وضو　　و اندر اندازد ترا در قعر جو

زیادہ پاکی بتاکر تجھے وضو کرنے کے بہانے سے حوض کے پاس لاتا ہے۔ اور وہاں جاکر تجھے پانی میں دھکا دے کر غرق کر دیتا ہے

ہین از و بگریز چوں آہو ز شیر　　سوئے او مشتاب اے دانا دلیر

نفس سے اسطرح بھاگ جیسے ہرن شیر سے بھاگتا ہے۔ نفس کی اتباع نہ کر

اسی طرح صفائی نفس اور قوت نفس کی وجہ سے دل جو معرفت حق کا آئینہ ہے وہ گندہ اور اندھا ہو جاتا ہے لیکن اپنی حقیقت خیر سے بالکل معرّا اور خالی نہیں ہوتا۔

مثلاً کوئی کسی مذہب کا آدمی ہو اور وہ چوری دغا بازی زناکاری قتل دغارتگری وغیرہ کرے لیکن اس کا دل اندر سے یہی کہے گا کہ تو برا کر رہا ہے۔ کبھی بھی بُرے کو بھلا نہ کہے گا۔ یہ ضرور ہے کہ غلبہ خیر خیر پیدا کرتا ہے اور غلبۂ شر شر۔

مثلاً۔ لیموں کے درخت میں نارنگی کی قلم لگا دو تو وقت بہار پھل نارنگی ہی آئے گا لیکن بوجہ درخت لیموں کے نارنگی میں قدرے ترشی ضرور ہو گی۔ علیٰ ہذا درخت نارنگی میں لیموں کی قلم کا اثر ضرور ہو گا کہ سابقہ ترشی سے قدرے ترشی کم ہو گی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے ہر چیز نہ محض خیر پیدا کی ہے۔ نہ محض شر صرف غالب و مغلوب کا فرق ہے۔ جیسے دنیا میں کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جو معاملات و ضروریات بشری سے خالی ہو لیکن جس میں دنیا غالب اور دین مغلوب ہے اس کو دنیا دار کہتے ہیں اور جس میں دین کی اتباع غالب اور دنیا کی مغلوب ہے اس کو دیندار کہتے ہیں اور بروز حشر بھی یہی فیصلہ موجود ہے۔ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ۔ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ۔ چنانچہ حضرت مولٰنا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

نیست باطل ہرچہ یزداں آفرید | از غضب وز حلم وز نصح مکید
جو چیز خدا نے پیدا کی وہ باطل و بیکار نہیں ہے | چاہے وہ غصہ ہو یا حلم یا نصیحت ہو یا مکر

خیر مطلق نیست زینجا ہیچ چیز | شر مطلق نیست زینجا ہیچ چیز
اس جہاں میں کوئی چیز خیر مطلق نہیں ہے | اور نہ یہاں کوئی شے شر محض ہے

سوال:۔ جب نفس کی شرارت اپنی حقیقت کے موافق ایک ہی ہے تو اس کی شرارت اور خبث کفار اور خاصانِ خدا کے ساتھ یکساں ہے یا کچھ فرق ہے۔

جواب:۔ نفس تو حقیقتاً ایک ہی ہے۔ لیکن شرک اور کفر اور فاسق و فاجر کے نزدیک اس کی خباثت میں اور زیادتی

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔ اور خاصان خدا کی قربت اور محبت اور ذکر حق کے انوار اور اثرات سے بشارت میں کمی ہو جاتی ہے اسی واسطے محققین علماء ربانی نے اس کے حال کے موافق اسکو اپنی اصطلاح میں چار ناموں سے نامزد کیا ہے لیکن انکا نامزد کرنا بے اصل نہیں ہے قرآن مجید بھی ان کی اصطلاحی نامزدگی کی تصدیق فرماتا ہے۔

۱۔ نفس امارہ مخصوص بکفار ہے کہ وہ ہر وقت شرک اور کفر کے سوا اسمیں توحید اور ندامت نہیں ہے۔

۲۔ نفس لوامہ عام مومنین کو نصیب ہے کہ بعد گناہ کے ندامت اور شرمندگی اور خفت ہوتی ہے۔ جو معافی گناہ کا سبب اور نشانِ ایمان ہے۔

۳۔ نفس ملہمہ یہ مخصوص بخاصان خدا ہے کیونکہ بعد ارتکاب کسی گناہ یا نافرمانی یا غفلت یادِ حق کے فوراً اُن کو احساس اور ادراک یا الہام ہوتا ہے اور انوار آمد منجانب رب میں فرق ہوتا ہے اس وقت عام مومنین کی شرمندگی اور ندامت گریہ وزاری اور صورتِ ندامت اور صورت شرمندگی ہوتی ہے اور خاصانِ خدا کی گریہ وزاری و شرمندگی قلب کے ساتھ حقیقی ہوتی ہے۔ اس کا فرق حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر تضرع کہ بود باسوز و درد — آں تضرع را اثر باشد بمرد۔

Marfat.com

جو گریہ وزاری سوز اور درد کیساتھ ہوتی ہے   وہ با اثر ہوتی ہے

کے برابر می نہد شاہ مجید   اشک را در فضل با خون شہید

اللہ تعالیٰ کب برابر کر سکتا ہے   اشک خاصانِ خدا اور خونِ شہید کو

تو قیاس گریہ با گریہ مساز   ہست ایں گریہ بداں راہِ دراز

تو اپنے قیاس میں ہر گریہ کو برابر نہ جان   خاصانِ خدا اور عام لوگوں کی گریہ میں بڑا فرق ہے

گریۂ او خندۂ او زاں سریست   زانکہ وہم و عقل باشد او بریست

رونا اور ہنسنا خاصانِ خدا کا بھید سے خالی نہیں   ان کے تلاش حالات میں عقل و وہم بیکار ہیں

گریہ اخوان یوسف حیلت است   کاں درون شان پر ز رشک علت است

جیسے کہ برادرانِ حضرت یوسف ؑ کا رونا ایک حیلہ تھا۔ کیونکہ اس رونے میں رشک کی عداوت علت پنہاں تھی

سوم نفس مطمئنہ ہے یہ مخصوص بحضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے یہ نفس خاصیتِ نفس سے خالی نہیں۔ لیکن حضرات انبیاء ؑ کے ساتھ معیتِ حق خصوصیت کے ساتھ ہے اس واسطے نفس کی خباثت ان کے ساتھ نہیں چلتی۔ بایں وجہ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں اور نورِ نبوت اور معیتِ حق سے نفس کی شرارت دب جاتی ہے لیکن حقیقتِ نفس زائل نہیں ہوتی اسی واسطے حضور ؐ نے نفس کی وجہ سے اللہ کی اعانت چاہی ہے۔

چنانچہ سورۂ یوسف میں خرابیٔ نفس کی بابت حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ یعنی میں اپنے کو برائی سے بری نہیں
لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ - تبلاتا ہوں نفس تو برائی کی طرف
ہی لے جاتا ہے -

سوال :- جب نفس حقیقتاً ایک ہی ہے تو اس کے نام امارہ
لوامہ - ملہمہ مطمئنہ کیوں ہیں -

جواب :- بچپن میں جو کسی کا نام رکھا جاتا ہے نام ہمیشہ وہ
ہی رہتا ہے - لیکن تبدیل حالات سے کبھی اس کو بچہ کبھی جوان
کبھی بڈھا کہتے ہیں - رس گنے کا ہمیشہ رس ہی ہوتا ہے
لیکن بعد پکنے کے اسی رس کو گڑ اور اسی کو شکر اور اسی
کو قند کہتے ہیں اور اسی کو سرکہ ہونے پر سرکہ کہتے ہیں عزیزو
صد ہزاراں ہمچنیں اشباہ ہیں فرق شان ہفتاد سالہ راہ بیں
اسی طرح ہزاروں مثالیں ہیں جنمیں فرق بے شمار ہے

میں نے انسان کے مختلف کمالات عقل جزوی اور اربع عناصر
کے متعلق وہ وہ باتیں مختصراً لکھی ہیں جو اہل اسلام کے اولیاء اللہ
اور غیر مذاہب کے فقراء کے درمیان مشترک ہیں تاکہ کمال
اسلام اور غیر مذاہب کے لوگوں کے کمال میں عقلاً اور نقلاً
بین فرق وامتیاز ہوسکے - اور دریائے اسلام اور غیر مذاہب
کے سراب کی حقیقت منکشف ہوجائے اور بوجہ جہل ذاتی
اور نادا قفیت کے پیتل اور سونا کانچ اور ہیرا یاقوت اور

Marfat.com

لعل، آبِ شیریں اور آبِ تلخ جوہر اور عرض، انسان کامل اور انسان ناقص کا فرق پوری طرح ظاہر ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہاں دنیا کا ہر کمال بیکار و خراب ہے اور ہر نعمت مثل سراب ہے، چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہمچنیں جملہ نعیم ایں جہاں — پس خوش ست از دور پیشِ امتحاں

یہاں کی جملہ نعمتیں (اچھی) معلوم ہوتی ہیں آزمائش سے پہلے پہلے

می نماید در نظر از دور آب — چوں روی نزدیک آں باشد سراب

دور سے ریت پانی معلوم ہوتا ہے جب اس کے نزدیک جاؤ تو ریت ہوتا ہے

اسی طرح دنیا کی ہر چیز مثل سراب ہے

حقیقتاً میرا جو مقصد اس کتاب کے لکھنے سے ہے وہ میں نے ابھی تک بیان نہیں کیا ہے وہ یہ ہے کہ ذاتِ حق کی صنعت اور کمال قدرت کا ظہور جس قدر انسان میں جلوہ گر ہے وہ کسی مخلوق میں نہیں ہے لہٰذا ذات غیب الغیب کا علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین حاصل ہونے کا ذریعہ خود ذات انسان ہے لیکن باکمال انسان نہ بخصائل شیطان۔

صورت مردان و معنی ایں چنیں — از بروں آدم درون دیو لعین

اکثر صورت و شکل میں انسان ہیں اور خصائل میں شیطان ہیں

اسی واسطے حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنی جس شخص نے اپنی

Marfat.com

ذات کو اپنی حقیقت کو اپنی اصلیت کو پہچان لیا تو بیشک اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی سورۂ والتین میں ارشاد فرمایا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ یعنی تحقیق ہم نے انسان کو بہترین مخلوقات بنایا ہے۔

حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والبرکات نے معرفتِ رب کے واسطے نہ آسمانوں کو فرمایا نہ سورج کو نہ چاند کو نہ پہاڑوں کو فرمایا نہ دریا کو نہ شجر کو فرمایا نہ حجر کو بلکہ ذاتِ انسان کو فرمایا۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ خدا کی معرفت جیسے وجود انسان سے حاصل ہو سکتی ہے وہ غیر انسان سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو چیز اصل سے حاصل ہو سکتی ہے وہ نقل یا فرع یا جزو سے حاصل نہیں ہو سکتی چونکہ انسان اصل جہان ہے اسی واسطے صوفیہ انسان کو عالم کبیر کہتے ہیں اور حکماء انسان کو عالم صغیر کہتے ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ اس مسئلہ میں صوفیہ کا قول صحیح ہے یا حکماء کا۔ اس کا فیصلہ یہ ہے کہ معنی ظاہری اور وجود انسان ظاہر کے لحاظ سے انسان عالم صغیر اور فرع جہان ہے۔ اور حقیقت اور اصلیت کے لحاظ سے انسان عالم کبیر ہے اور سب

Marfat.com

اس کی فرع ہے کیونکہ انسان سے جہاں پیدا ہوا ہے نہ کہ جہان سے انسان۔ چنانچہ اس کی شرح مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پس بصورت آدمی اصغر توئی — پس بمعنی عالم اکبر توئی
صورت کے لحاظ سے آدمی عالم صغیر ہے — اور معنی کے لحاظ سے عالم کبیر ہے

ظاہراً آں شاخ اصل میوہ است — باطناً بہر ثمر شد شاخ ہست
ظاہر میں شاخ اصل میوہ معلوم ہوتی — اور حقیقتاً یہ شاخ درخت خود میوہ سے ہے

گر نبودے میل امید ثمر — کے نشاندے باغباں بیخ شجر
اگر باغباں کو امید ثمر نہ ہوتی — تو درخت کو کیوں بوتا حقیقتاً مقصود ثمر ہے نہ شجر

پس بمعنی آں شجر از میوہ زاد — گر بصورت از شجر بودش نہاد
حقیقتاً شجر میوہ سے پیدا ہوا ہے — اگرچہ بظاہر میوہ شجر سے ہے

مصطفٰے ایں گفت کآدم و انبیا — خلف من باشند در زیر لوا
حضور نے فرمایا ہے کہ جملہ انبیاء — میرے جھنڈے کے پیچھے ہوں گے

بہر ایں فرمودہ است آں ذوفنون — رمز نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ
اسی واسطے حضورؐ نے — رمز نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ فرمائی ہے

یعنی ہم ہی پہلے ہیں اور ہم ہی آخر ہیں

گر بصورت من ز آدم زادہ ام — من بمعنی جد جد افتادہ ام
اگرچہ بحیثیت صورت کے میں حضرت آدم کی اولاد ہوں لیکن حقیقتاً میں حضرت آدم کی اصل ہوں

کز برائے من بود سجدہ ملک — وز پئے من رفت بر ہفتم فلک

Marfat.com

میری وجہ سے حضرت آدم کو فرشتوں نے سجدہ کیا — اور میری وجہ سے وہ جنت میں گئے

پس ز من زائیدہ در معنی پدر — پس ز میوہ زاد در معنی شجر

پس مجھ سے پیدائش ہے بلحاظ معنی کے — جیسے پیدائش درخت کی میوہ سے ہے

اول فکر آخر آمد در عمل — خاصۂ فکرے کو بود وصف ازل

عمل سے پہلے فکر وخیال عمل پیدا ہوتا ہے — خاصہ فکر یعنی حقیقت عمل پہلے ہوتا ہے جیسا ازل

حقیقتاً انسان جوہر ہے اور تمام جہان عرض ہے - جوہر کی تعریف یہ ہے کہ وہ اپنی ذات سے قائم ہو - اور عرض کی تعریف یہ ہے کہ وہ خود اپنے وجود سے قائم نہ ہو بلکہ اس کے وجود کا قیام جوہر سے ہو -

مثلاً روح جوہر ہے اور جسم عرض ہے - روح بلا جسم خود قائم ہے اور جسم روح سے قائم ہے -

اسیطرح انسان باعث وجود خلق ہے نہ وجود خلق سے انسان - چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

بادہ در جوشش گدائی جوش ماست — چرخ در گردش گدائی ہوش ماست

شراب بھی جوش وخروش ہماری درویشی کی ہے — گردش آسمان ہمارے حال اور بیقراری کی وجہ ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو — عالم از ما ہست شد نے ما ازو

شراب ہم سے ہے نہ ہم شراب سے — تمام عالم ہمارے وجود سے ہے نہ ہم اسکے وجود سے

اسی طرح حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ جوہر اور عرض کی تصریح فرماتے ہیں -

جوہر آں باشد کہ قائم با خوداست　　آں عرض باشد کہ فرع او شداست

جوہر وہ ہے کہ جو خود اپنی ذات سے قائم ہو　　وہ عرض ہے جو جوہر کی فرع ہو

گر تو آدم زادۂ چوں او نشین　　جملۂ ذرات را در خود بہ بیں

اگر تو آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہے تو مثل انکے　　تمام جہان کی سیر اپنے میں دیکھ

اسی طرح جو عارف ذات ہیں وہ صفات کی طرف مخاطب نہیں ہوتے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عرفا رذات ذکر صفات کو غیر اللہ میں جانتے ہیں چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں۔

واصلاں چوں غرق ذات اند اے کبیر　　کے کنند اندر صفات او نظر

جو لوگ یعنی عارف رب ذات حق کیطرف مخاطب ہیں　　وہ صفات کی طرف مخاطب نہیں ہوتے

جس کسی نے حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوط پکڑ لیا وہ ضرور اپنے مقصد کو پہنچا۔ کیونکہ حضورؐ اصل تمام جہان ہیں۔ جس قدر قدرت حق رحمت حق صنعت حق، علم حق، سعیت حق فضل حق حضور کی ذاتِ مبارک میں جلوہ گر ہیں تمام خلق میں کسی میں نہیں۔ اور ہر چیز حقیقتاً فرع حضورؐ ہے۔ خصوصاً انسان کامل الایمان۔ لہذا ہر فرع اپنی اصل سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتی ہے چنانچہ حضرت مولاناؒ فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر شما را اے مہان　　چوں پدر ہستم شفیق و مہربان

حضور فرماتے ہیں اے لوگو!　　میں تمھارے ماں باپ سے زیادہ تم پر شفیق ہوں

Marfat.com

زاں سبب کہ جملہ اجزائے منید جزو را از کل چرا بری کنید
اس سبب سے کہ تم سب میری ہی اجزا ہو جزو کو کل سے کب جدائی ہو سکتی ہے
جزو از کل شد جدا بیکار شد عضو از تن شد جدا مردار شد
جو جزو اپنے کل سے جدا ہوا وہ بیکار ہوا اور جو عضو جسم سے جدا ہوا وہ مردار ہوا
قطع و وصل او نیاید در مقال چیز ناقص گفتہ شد بہر مثال
حضورؐ کی ذات سے وصل اور فصل کا معاملہ گفت و شنید میں نہیں آسکتا۔ یہ مثالیں جو بیان کی جاتی ہیں ناقص ہیں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس سے جو جزو اور کل کی مثالیں دی گئی ہیں یا دی جائیں کسی طریقہ یا کسی اشیاء کے ساتھ یہ سب ناقص ہیں۔ لیکن یہ مثالیں صرف ناقص العقول عقل جزوی وعقل معاش وعقل ظلمانی والوں کے سمجھ کے لئے بیان کی جاتی ہیں ورنہ حضورؐ کے قرب اور حقیقت سے اولیاؒ اور انبیاؑ اور ملائکہ سب لاعلمی رکھتے ہیں۔

چنانچہ امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو رازدار نبوت اور بہترین مخلوقات بعد الانبیاء ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تعریف میں حضور کی کرتا ہوں وہ تعریف نہایت بے تکی اصل حقیقت سے دور قابل قبول نہیں۔ میری تعریف کے الفاظ ایسے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں چرواہے نے خدا کی تعریف کی تھی بیشک سچے دوست نے سچی بات

فرمائی ہے۔ کیونکہ حضور نے خود فرمایا ہے۔

لِیْ مع اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ۔ یعنی مجھ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا وقت ملتا ہے کہ اس مقام میں کوئی فرشتہ مقرب اور کوئی نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔

جب حضورؐ کے مقام قرب حق تک کسی کی رسائی ہی نہیں ہے، تو کوئی حضورؐ کو کیا جانے اور کیا پہچانے اور پھر کیا بیان کرے اور کوئی کچھ بیان بھی کرے تو وہ حقیقتِ حال اور اصلیت سے بالکل دور ہے۔ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ کا مختصر ترجمہ یہ کیا ہے

ہست ایں نسبت بہ من مدح و ثنا ہست ایں نسبت بتو قدح و ہجا

آپ کی تعریف یا رسول اللہ میرے نزدیک تعریف ہے لیکن حضور کی شان کے مقابلہ میں بالکل ہیچ رہی

ہست مدح مرد چوپان سلیم مر خدا را پیش موسیٰؑ کلیم

صدیق کی تعریف حضور کی نسبت ایسی ہے جیسے اللہ کی تعریف بے تکی چرواہے نے حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں کی تھی

لہذا جس کسی نے حضورؐ کی اتباع کی حضور پر ایمان لایا وہ مومن حقہ ہے اور قرب حق اس کو نصیب ہوا وہ کمال کو پہنچا اور اس کا تعلق حضورؐ کی ذاتِ مقدس سے مثل فرع کے رہا۔ اور جس نے حضور کی اتباع نہ کی اور حضورؐ پر ایمان نہ لایا وہ کافر ہوا اور مثل اصل سے منقطع شدہ فرع کے ہے۔ ابو الکلام آزاد نے جو اس مسئلہ متفقہ

Marfat.com

کے خلاف اپنی تفسیر میں جدت سے کام لیا ہے وہ جدت جملہ مذاہب
کے اصول کے خلاف ہے اور مذہب وملت ابراہیمی واصول موسوی
وعیسوی واصول اسلام وقرآن وحدیث واجماع امت وآئمہ
مجتہدین شریعت وآئمہ مجتہدین طریقت وجملہ علماء عرفاء متقدمین
ومتاخرین کے خلاف ہے اور ہرگز قابلِ تسلیم وقابلِ قبول نہیں
اور یہ اُن کی جدت مانند عضو بریدہ کے ہے صحبت ناقص یا کسی
اور وجہ سے ان کی عقل نورانی عقل ظلمانی سے اور عقل معاد
عقل معاش سے اور عقل کلی عقل جزوی سے تبدیل ہوگئی ہے
کیونکہ اگر نبی پر ایمان لانا فرض نہ ہوتا تو انے اپنے نیک
راستہ چلنے والوں پر جو ان کے نزدیک ٹھیک تھا یا ہے بوقت
نبوت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی کافر ہوتا اور
دین عیسوی کے اظہار کے بعد جو یہود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام پر ایمان نہ لائے اُن کو بھی کوئی کافر نہ کہتا اور نہ افلاطون
انکار نبوت حضرت عیسیٰ ؑ سے کافر ہوتا۔ اور حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ
والبرکات کے اظہار نبوت پر جو یہود و نصاریٰ تھے اور وہ
توریت وانجیل پر عمل کر رہے تھے اُن پر و نیز پارسی آتش پرستوں
وہندوستان کے بت پرستوں کی طرح کبھی لفظ کفر کا عائد نہ ہو
اور قرآن مجید میں جگہ جگہ لفظ کفار کا اللہ تعالیٰ نہ فرماتا - اور نزول
قرآن پاک کی بھی ضرورت نہ ہوتی کیا ابوالکلام آزاد اس سے

Marfat.com

واقف نہیں کہ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ جو پہلے یہودی تھے اور اہلِ یہود میں گوشت اونٹ کا کھانا حرام ہے انھوں نے بعد ایمان لانے کے اونٹ کے گوشت کھانے سے نفرت کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

یَاأَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً — اے ایمان والو اسلام میں پوری طور پر داخل ہونا چاہئے۔

چنانچہ بعد نزول اس آیت شریف کے انھوں نے اونٹ ذبح کر کے اسکا گوشت کھایا - اور پارہ تلک الرسل کے سولھویں رکوع میں صاف ارشاد ہے -

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ـ — یعنی اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اُسے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔

توحید کو طرح طرح بالفاظ خدا کا نہ سب جانتے ہیں اور مانتے ہیں۔ لیکن جب تک جناب رسالتماب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کو کوئی نہ مانے وہ کافر ہے اور جو توحید اور تصدیق دونوں کا قائل ہو لیکن وہ احکام اسلام کو۔ جیسے نماز روزہ و حج وزکوٰۃ حرام کو حرام اور حلال کو حلال نہ جانے وہ بھی کافر ہے امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے شروع زمانہ

Marfat.com

خلافت میں جن عربوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا تھا تو اُن پر آپ نے جہاد کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھکو اُن کو اور سب مسلمانوں کو صراط مستقیم عطا فرمائے آمین بحق سورہ طٰہٰ و یٰسین

سوال - جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات کی اصل ہیں تو کفار اور ہر مخلوق ناقص کا بھی اسی نور سے پیدا ہونا لازم آئے گا۔

جواب :- اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ مخلوق پیدا کروں تو اس کی ذات کا کوئی ضد نہ تھا کہ ظہور ذات اس کی ضد میں ظاہر ہو - کیونکہ یہ بات مانی ہوئی ہے کہ ہر چیز کا ظہور ضد کے ساتھ ہوا کرتا ہے - چنانچہ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

پس بنائے خاص بر اضداد بود   لاجرم جنگے شدن از ضرو سود

بنیاد ہر مخلوق کی ضد پر ہے   اسی واسطے جنگ پہلے اور بربکی ہے

ایں جہاں جنگ چوں کل بنگری   ذرہ ذرہ ہمچو دین با کافری

اس جہاں میں تو غور سے دیکھے تو ہر چیز میں جنگ ہے - جیسے کہ اسلام اور کفر میں جنگ ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء و صفات کے مقابل عدم محض کو پیدا کیا اور عدم محض شر ہے اور اسماء و صفات محض خیر ہیں جب آئینہ عدم میں اسماء و صفات کا عکس پڑا تو اس میں ایک حقیقت پیدا ہوئی۔ جیسے کوئی آئینہ میں اپنی شکل دیکھے

Marfat.com

یا کسی اور شے کا عکس آئینہ میں دیکھے وہ عکس نہ عین ہے نہ غیر ہے نہ محض خیر ہے نہ محض شر ہے اُس عکس کو جو عدم محض کے آئینہ میں قائم ہوا ہے اس کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی اصطلاح میں حقیقت ممکنہ فرماتے ہیں یہ حقیقت ممکنہ عدم اور وجود سے خیر اور شر سے مرکب ہے۔ اور اسی حقیقت ممکنہ میں تمام عالم کی حقیقت موجود ہے۔ اور اس عالمِ ارواح میں سب ایک حیثیت رکھتے ہیں کافر و مومن دونوں کی روحیں ایک حیثیت سے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

مومن و کافر مسلمان وجہود — بیش ازایشاں جملہ یکساں می نمود

مومن و مسلم کافر یہود وغیرہ عالم — ارواح میں سب یکساں تھے

پیش ازایشاں ما ہمہ یکساں بدیم — کس ندانستے کہ ما نیک و بدیم

اس عالم دنیا میں آنے سے پیشتر ہم یکساں تھے — کوئی واقف نہیں تھا کہ ہم نیک ہیں یا بد

بود نقد و قلب در عالم رواں — چوں جہاں شب بود ما چو شبرواں

اس عالم دنیا میں سب کھوٹے اور کھرے سب چلتے تھے — اور دنیا مثال رات کے تھی اور ہم شب کو چلنے والے تھے

حق فرستاد انبیاءؑ را بہر ایں — تا جدا گرود ز ایشاں کفر و دیں

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انبیاءؑ کو اس واسطے بھیجا ہے — تاکہ وہ کفر اور اسلام اور صراط مستقیم اور صراط سقیم کو

حق فرستاد انبیاءؑ را با ورق — تا گزید ایں دانہا را بر طبق

اللہ تعالیٰ نے انبیاء با وقار کو اس واسطے بھیجی ہے — تاکہ دانے کو بھوسہ سے الگ کر دیں

لیکن اس عالم شہادت میں جب آزمائش کے واسطے

Marfat.com

آئے تو جس نے اپنا رُخ اسماء و صفاتِ حق کی طرف کیا اس میں خیر کی زیادتی ہوئی اور شر بھی زیادتی خیر سے دب کر بشکل خیر ہو گیا جیسے درخت لیموں میں نارنگی کا پیوند لگا دیا جائے تو اُس میں خوشرنگ اور شیریں نارنگیاں پیدا ہونے لگیں گی۔ اسی طرح درخت نارنگی میں اگر لیموں کا پیوند لگا دیا جائے تو بجائے نارنگی کے اسمیں ترش لیموں پیدا ہونے لگیں گے اور جس طرح اوپر مثال خیر و شر و شیریں و ترش دی گئی ہے اسیطرح اگر کوئی اسماء و صفات کی طرف پشت اور عدم کی طرف منہ کرے یا اپنے آئینہ دل کا رخ اس طرف کرلے تو اس میں علوم محض جو شر محض ہے اس کا عکس پڑ جائے گا اور وہ شخص شر محض بنجائے گا اور یہی لوگ کافر فاجر منافق وغیرہ کہلائیں گے۔ اور جس کا آئینہ دل اسماء و صفات کے طرف ہوا اور اسماء صفات کے عکس سے منور ہوا وہ محض خیر ہوا اور اس کو متقی پرہیزگار اولیاء صالحین میں سے کہیں گے۔

مثلاً زمین سے لوہا نکلا اور اس کو تپایا گلایا تو اس کا میل لوہے سے الگ ہو کر زمین میں مل جائے گا اور اصلی لوہا اسپاتھ یا فولاد کا ہتھیار یا گھڑی وغیرہ بنا کر جسم پر آراستہ کیا اور اس کی قیمت بمقابلہ سونے کے بھی زیادہ بڑھ گئی اور

Marfat.com

میل کی قیمت ایک کوڑی کے برابر بھی نہ رہی۔ اسی طرح شریعت پاک کی اتباع اور عشق حق کی گھڑیا یعنی کٹھالی میں جو رخ کھا کر جو کامیاب رہا وہ محض خیر بن گیا اور جو مثل لوہے کے میل کے الگ ہو گیا وہ تباہ و برباد ہو گیا اور اسی پر لفظ کافر اور منافق و مشرک کا عائد ہو گیا۔

مثلاً۔ دھوبی کپڑے دھو کر دھوپ میں ڈالتا ہے تو کپڑے عکس آفتاب سے سفید ہوتے جاتے ہیں اور خود دھوبی کپڑوں کو صاف کرنے والا اسی دھوپ سے سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ اس میں قصور آفتاب نہیں۔ خود دھوبی کی جذبی کیفیت اور برائی اس کو سیاہ کئے دیتی ہے اسی طرح حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا آفتاب ہدایت سب کو روشن اور سپید کرنا چاہتا ہے اور اپنی روشنی میں سب کو راستہ دکھا رہا ہے لیکن مثل دھوبی کے جو خود بخود سیاہ ہو جائے یا چمگادڑ یا گوچر اور اُلو اس نور سے خود اندھے ہو کر اپنے گھروں میں گھسے رہیں تو آفتاب کا کیا قصور ہے حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؏ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر دن میں چمگادڑ کو نہیں دکھے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور ہے

اللہ تعالیٰ نے بہ نظر انصاف روحوں کو ایک حالت میں

Marfat.com

رکھا اور وقت پیدائش ہر انسان کو بشکل انسان اور ایک صورت سے پیدا کیا اور سب کو اسلام پر پیدا کیا خواہ اس کے ماں باپ کافر ہوں یا مومن لیکن بعد سن بلوغ عقل پوری ہونے پر فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ارشاد فرما دیا حضور رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذاتِ مقدس پاک ہے ہر شر اور ہر خرابی سے کیونکہ نورِ حق کے نور سے آپ کا نورِ مبارک پیدا ہوا ہے اور نورِ حق میں جب خرابی نہیں ہے اور تمام نقصانات سے پاک ہے تو اس بے نقص نور سے جو نور پیدا ہوا ہے اس میں نقص کیسے ہو سکتا ہے۔

ہاں اسماء و صفات کے مقابل جو خدا نے عدم محض پیدا کی ہے وہ بیشک محض شر ہے اس محض شر سے بوجہ بشریت کوئی زیادہ کوئی کم ضرور ملوث ہے اور اس شر کے اثرات سے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی خالی نہیں یعنی ضروریاتِ بشری کھانا پینا سونا بیت الخلا جانا بیمار ہونا انتقال فرمانا یہ سب محض عدم کے اثرات ہیں یا جیسے نفس کا ہونا ہمزاد کا ہونا اور نفس کی شرارت سے ان کا خدا سے پناہ چاہنا یہ سب اثرات عدم محض اور شر محض کے ہیں یہی عدم محض کے اثرات و شر وغیرہ

Marfat.com

کفار فجار اور بہائم وغیرہ میں ہیں نہ کہ نور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں۔

ہر ایک نقصان سے مبترہ اور منزہ تنزل اور ترقی کے الفاظ سے صرف ذات حق تعالیٰ بری اور پاک ہے اور سوائے ذات حق کے اثرات عدم سے کوئی شے خالی نہیں لیکن ان اثرات عدم محض سے متاثر ہونا حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مثل ہمارے نہیں ہے۔ ان کے معاملات اور حالات جسمانی اور روحانی اور حقیقت رکھتے ہیں مثلاً ہم بھی بشر ہیں اور وہ بھی بشر ہیں اور نا فہم لوگ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یوحیٰ اِلَیَّ کے لفظ اور معنی کو حقیقی معنی کیطرف منتقل کر کے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مثل اپنے ہر صفت اور ہر ذات میں جان کر دعوئے ہمسری کرتے ہیں اور آفتاب کو زیادہ دیکھکر جیسے کوئی خود اندھا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خاصان خدا کو مثل اپنے جان کر عقل کے اور دل کے اندھے ہو گئے ہیں۔ یہ نہیں جانتے اور حقیقت حال تک نہیں پہنچتے کہ کس موقع اور کس مصلحت اور کس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ حضرت مولنا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے عام لوگوں کے دعوی ہمسری کی تردید تمثیلات میں خوب فرمائی ہے۔

Marfat.com

گفت شان مایاں بشر او شاں بشر | ما و او شاں بستہ اندر خواب خور

بے سمجھ لوگوں نے کہا کہ ہم اور انبیا اور اولیا سب بشر ہیں۔ ہم اور وہ کھانے پینے سونے وغیرہ میں برابر ہیں

ہمسری با انبیا برداشتن | اولیا را ہمچو خود پنداشتن

اپنے کو انبیا کے برابر جاننا | اور اسی طرح اولیا کو مثل اپنے جاننا

ایں خیال جاہلان و ناقصاں | ہست باشد عین گمراہی زیاں

یہ خیالات جاہل اور ناقصوں کے | سراسر گمراہی اور نقصان ہے

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر | گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

معاملات خاصان خدا کو مثل اپنے خیال کے نہ بنا | جیسے کہ لکھنے میں شیر اور شیر برابر ہیں

شیر آلنت آنکہ آدم را درد (مثال) | شیر آلنت آنکہ آدم می خورد

شیر وہ جانور ہے کہ آدمی کو پھاڑ ڈالتا ہے | اور شیر (دودھ) وہ چیز ہے کہ آدمی اسکو کھاتا ہے

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست | آب تلخ و آب شیریں را صفات

صورت اور پانی ہوتے ہیں | (دونوں) برابر ہیں کیا پانی میٹھا اور کیا کھارا

ہر دو گل خوردہ زنبور و نحل | لیک شد زاں نیش و زیں دیگر عسل

بھیلی بھڑ اور شہد کی مکھی دونوں پھول چوستی ہیں | لیکن بھڑوں کے چھتہ میں ڈنک اور مکھی کے چھتہ میں شہد ہوتا ہے

ہر دو گوں آہو گیہ خورد ند آب | زیں یکے سرگیں دگر آں مشک ناب

ہندوستان کے اور ختن کے ہرن بھی گھاس کھاتے ہیں | اور یہی پانی پیتے ہیں لیکن ہندوں کے ہرن کے مینگنی اور ختن کے مشک

ہر دو نے خوردند از یک آب خور | آں یکے خالی و آں پر از شکر

گنا اور نرسل دونوں ایک زمین اور ایک شکل کے ہیں لیکن گنے میں شکر نکلتی ہے اور نرسل خالی ہوتا ہے

گر بصورت آدمی انساں بدے | احمد و بوجہل ہم یکساں شدے

اگر صرف صورت سے ہی آدمی کو آدمی کہا جاتا۔ تو حضور صلعم اور ابوجہل برابر ہوتے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیتہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ الخ کے متعلق بہت دقیق اور پُر مغز حقائق ومعارف بیان فرمائے ہیں۔ اگر میں اُن کو اس جگہ لکھوں تو بہت طویل مضمون ہو جائے گا۔ اور اس مضمون معرفت کے سمجھنے والے بھی بہت کم ہیں اور اس کتاب کے لکھنے سے میرا منشاء یہ ہے کہ عام مسلمان اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

جو لوگ اس آیتہ شریف کے الفاظ ظاہری اور معنی ظاہری پر خیال کر کے حضور انور کو مثل اپنے بشر جانتے ہیں مثل تو کجا مثال سے بھی مثال نہیں دے سکتے۔ کہاں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور کہاں خاصان خدا اور کہاں ہم دنیادار لوگ۔ مثل اور مثال تو درکنار مثل کے طور پر بھی اپنے کو جاننا نہایت کج فہمی اور غلط فہمی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ لفظ بشر اور صورت بشر میں ہمکو اشتراک ضرور ہے۔ اسی طرح سمیع۔ بصیر۔ علیم۔ حکیم۔ حی۔ قیوم وغیرہ وغیرہ صفات حق میں بھی اشتراک اسمی حاصل ہے۔ لیکن کوئی اس اشتراک اسمی سے اپنے کو مثل خدا نہیں کہتا۔ اور نہ کہہ سکتا ہے اسیطرح کمالات بشری میں کوئی اپنے کو مثل انبیاءؑ نہیں کہہ سکتا اور نہ ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

مثلاً۔ یہی مٹی ہے جس سے استنجا کرتے ہیں اور یہی مٹی ہے جس سے مٹی کے برتن بنتے ہیں اور یہی مٹی ہے جس سے چینی کے برتن بنتے ہیں اور یہی مٹی ہے جس سے کانچ کے برتن بنتے ہیں۔ اور یہی مٹی ہے جس سے آئی گلاس بناتے ہیں اور یہی مٹی ہے جس سے آنکھ کے چشمے بناتے ہیں اور یہی مٹی ہے جس سے دوربین بناتے ہیں اور یہی مٹی ہے جس سے آلہ اضطرلاب بناکر ستاروں کو دیکھتے ہیں یہی مٹی ہے جس سے آئینہ آتشی بناتے ہیں یہی مٹی ہے جس کا آئینہ بناکر اس کی چمک سے خبر رسانی کا کام لیتے ہیں۔ اسی طرح ہم لوگ جملہ کمالات خاصان خدا سے محروم ہیں۔ البتہ مثل حقیر مٹی کے ضرور ہیں۔

مثلاً۔ قاعدہ بغدادی میں وہی ۲۸ حروف ہیں اور انہی ۲۸ حروف سے قرآن مجید لکھا ہوا ہے۔ لیکن قاعدہ بغدادی کو ہم ہر وقت چھو سکتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید کو بلا وضو نہیں چھو سکتے اور یہی ۲۸ حروف میں سے قرآن مجید کے حروف مقطعات ہیں جن کے کوئی اپنے علم اپنی فہم اپنے تبحّر اور کمال علم سے معانی بیان نہیں کر سکتا۔ اسیطرح حضورؐ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مرتبہ اور بزرگی اور کمالات اور قرب حق کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

Marfat.com

اور ایسی ہی صدہا مثالیں ہیں۔ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:۔

صد ہزاراں ہمچنیں اشباہ بیں — فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

ایسی ہزاروں مثالیں ہیں — کہ ان میں فرق بے انتہا ہے

مثلاً۔ عام پتھر بھی پتھر ہے جو فرش اور دیواروں میں اور پائخانوں میں لگائے جاتے ہیں۔ اور زمرد، یاقوت ہیرا لعل وغیرہ بھی پتھر ہی ہیں اور وہ گلے اور کانوں اور ہاتھوں میں پہنے جاتے ہیں۔ اور بادشاہوں کے تاج میں لگائے جاتے ہیں۔

مثلاً۔ ہدہد کے سر پر بھی تاج ہوتا ہے اور شاہان سلطنت کے سر پر بھی تاج ہوتا ہے۔ لیکن عام پتھر کا دعویٰ مساویانہ لعل و یاقوت اور ہیرے کے مقابلہ میں اور ہُدہُد کو دعویٰ تاج تاج شاہی کے مقابلہ میں کرنا یا جاننا کیا حقیقت رکھتا ہے

اسی طرح حرم مکہ شریف اسی پتھر کی بنی ہوئی ہے اور فرش میں بھی قریب قریب پتھر ہی ہے۔ اور خانۂ کعبہ بھی پتھر ہی کا بنا ہوا ہے۔ تو کیا حرم شریف کے دیواروں اور فرش کے پتھر کو بیت اللہ شریف کے پتھر کے برابر بزرگی ہو سکتی ہے اسی خانۂ کعبہ کی دیوار میں سنگ اسود لگا ہوا ہے۔ جس کو حضورؐ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور تمام انبیاء

اور اد لیا اور حاجیوں نے اس کو بار ہا بوسہ دیا اور ہزاروں برس سے دیتے آئے ہیں تو کیا سنگِ اسود کی بزرگی کو خانہ کعبہ کی دیواروں کے پتھر پہنچ سکتے ہیں بلکہ ہرگز نہیں۔

اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجزائے جسمانی ظاہری بھی ان اربع عناصر اور بشریت میں خصوصیت خاص رکھتے ہیں جن کا تعلق اس جہان سے ہے جیسے سنگِ اسود کا تعلق اس عالم سے ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

چوں محمد پاک شد از نار دود ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود

حضور اس اربع عناصر کی برائے سے پاک تھے اُنکے واسطے ہر طرف ذات حق جلوہ گر تھی

شاہ دین را منگر اے نادان لطین کیں نظر کرد ست ابلیس لعین

حضور کو اے نادان الو یہ نہ جانو کہ اس مٹی سے بنے ہیں جیسے ہم ہیں جیسے ابلیس نے حضرت آدم کو مٹی سے بنا دیکھ کر ہی

گر بریزے خاک صد خاکستر ش بر سر نور او بر آید بر سر ش

اگر کوئی آفتاب ماہتاب پر خاک پھینکے تو وہ خاک اسی پھینکنے والے کے سر پر پڑے گی

ابو جہل بھی آدمی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آدمی ہیں لیکن فرق بین یہ ہے کہ جب کعبہ شریف میں ابو جہل گیا تو اس نے بتوں کو سجدہ کیا اور جب حضور کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے تو بتوں نے حضور کو سجدہ کیا۔ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

احمد و بوجہل در بتخانہ رفت زیں شدن تا آں شدن فرقیست زفت

حضور اور ابو جہل دونوں بتخانے میں گئے لیکن حضور اور ابو جہل کے جانے میں بہت بڑا فرق

او در آید سر نہد او را بتاں | ایں در آید سر نہد چوں امتاں
حضورؐ جب بتخانہ میں داخل ہوئے تو بتوں نے سجدہ کیا | ابوجہل نے جا کر بتوں کو سجدہ کیا

آں جہاں کز نور روئے مصطفےؐ | صد ہزاراں نوع ظلمت شد ضیا
حضورؐ کے چہرۂ انور کا نور | ہزاروں اندھیروں کو روشن کرتا تھا اور کرتا ہے

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر | گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر
خدا کے مقبول بندوں کے حالات کو مثل اپنے خیالات کے بجان خواہ شیر اور شیر شکل میں حروفوں میں برابر ہیں

اسی طرح ہم عام انسان تو کیا خاصانِ خدا بھی دعویٰ ہمسری و مساویانہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں کر سکتے۔ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بے شک منصب نبوت میں برابر ہیں اور نور نبوت میں بموجب ارشاد حق تعالیٰ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ لا نُفَرِّقُ تفریق نہیں لیکن وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیِّیْنَ عَلٰی بَعْضٍ کے موافق حضورؐ کی ذات مبارک سب انبیاء و مرسلین سے بہتر اور افضل ہے اس کی تمثیل میں مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

نور شش قندیل چوں آمیختند | نیست اندر نور شاں اعداد چند
چھ قندیلوں کو روشن کر کے ٹکا دو (لیکن) ان کا نور ایک ہوگا اور کوئی تفریق نہ ہوگی

چوں نظر بر ظرف افتد روح را | پس دو بیند شیث را و نوحؑ را
جب نور سے نظر ہٹا کر دیکھو تو قندیل الگ ہیں | اسی طرح نور نبوت کے نور سے آنکھ ہٹا کر دیکھو

Marfat.com

تو حضرات انبیاؑ کی شان الگ الگ ہے۔

چون نظر بر روح آمد مرد را
پس یکے بیند خلیل و مصطفیٰ

اور جب نظر جسم پر سے ہٹا کر روح کی کیطرف لیجاؤ تو پس حضورؐ اور حضرت ابراہیمؑ وغیرہ نبی ایک ہی ہیں

ہر ایک نبی ایک ایک قوم کے واسطے ہمیشہ مبعوث ہوتے رہے لیکن حضرت رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انسان روئے زمین کے واسطے اور قوم جنات کے واسطے مبعوث فرمائے گئے ہیں اور حضورؐ کی شان اور مرتبہ کا کچھ پتہ اس حدیث شریف سے ملتا ہے

"اگر ہوتے حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ میرے زمانہ میں تو ان کو بلا میری پیروی کے چارہ نہ ہوتا۔"

اور فرماتے ہیں:۔

مجھکو اپنے رب کے ساتھ ایک وقت ملتا ہے کہ وہاں نہ فرشتہ مقرب پہنچتا ہے اور نہ نبی مرسل" اور "اگر مجھکو خدا پیدا نہ کرتا تو زمین اور آسمان کو پیدا نہ کرتا۔"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی اپنے ایک مکتوب ۴۴ میں فرماتے ہیں۔ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے سردار ہیں اور قیامت کے دن اور لوگوں کی نسبت زیادہ تابعداری کرنے والوں میں سے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب اولین اور آخرین سے بزرگ ہیں اور پہلے ہیں جو قبر سے

Marfat.com

نکلیں گے اور اول ہیں جو شفاعت کریں گے اور اوّل ہیں جو جنّت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور اللہ تعالیٰ اُن کے لئے دروازہ کھول دے گا۔ اور قیامت کے دن لوائے حمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے حضرت آدم اور تمام انبیا علیہم السلام ہوں گے اور وہ ذات مبارک ہیں۔ جنھوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہم ہی آخرین میں ہیں اور ہم ہی آگے بڑھنے والے ہیں اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا ہوں کہ میں اللہ کا دوست اور پیغمبروں کا پیش رو ہوں اور نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں اور کچھ فخر نہیں اور میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اُن میں سے بہترین مخلوقات میں مجھے پیدا کیا اور پھر اُن کو دو گروہ بنایا اور مجھے اُن میں سے اچھے گروہ میں کیا اور پھر اُن کے قبیلے بنائے اور مجھے اُن میں سے بہتر قبیلہ میں بنایا اور پھر اُن کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے بہتر گھروں میں پیدا کیا پس از روئے نفس اور گھر کے اُن سب سے بہتر ہوں اور میں سب لوگوں سے اوّل نکلوں گا اور جب وہ قبروں سے نکالے جائیں گے اور میں اُن کا رہنما ہوں جب کہ وہ گروہ گروہ بنائے جائیں گے اور میں اُن کا خطیب ہوں جب کہ وہ خاموش کرائے جائیں گے اور میں اُن کا شفیع ہوں جب وہ روکے جائیں گے اور میں

Marfat.com

اُن کو خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ نا اُمید ہو جائیں گے اور کرامت اور جنت کی کنجیاں اور لواءِ حمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولادِ آدم سے بزرگ ہوں ہزار خادم میرے گرد طواف کریں گے جو خوشنما آب دار موتیوں کی طرح ہوں گے اور جب قیامت کا دن ہوگا میں نبیوں کا امام اور اُن کا خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا اور مجھے اس بات کا فخر نہیں ہے۔ اگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک نہ ہوتی اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا اور آپ نبی تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

سید و سرورِ محمدؐ نورِ جاں
بہتر و مہتر شفیع مجرماں

حضور سردار اور پیشوا اور نورِ جان ہیں بہتر برگزیدہ اور شفاعت کرنے والے گنہگاروں کی

اب بھی کسی کے ذہن میں قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَیَّ کے وہی لغوی معنی جمے رہیں اور دعویٰ مساوات یا نہ لفظ بشر حضورؐ کے ساتھ باقی رہے تو حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ مصرع اس کے لئے کافی ہے۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

Marfat.com

یہ تیرا خیال محال ہے تجھ کو جنون ہے — مصنف

کس منہ سے ہو تعریف محمدؐ عربی کی — کرتا ہے خدا جبکہ بیان شانِ محمدؐ
ہے معرفتِ کل سے ورارء ذاتِ الٰہی — مخلوق کے علموں سے ورارء شانِ محمدؐ
جاں لاکھ ہدایت کو عنایت ہوں الٰہی — کرتا رہوں قربان سگِ دربانِ محمدؐ

میں چاہتا ہوں کہ مختصر اور عام فہم زبان میں کچھ مطلب آیتہ شریفہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَىَّ بیان کروں تاکہ عرفا کی تحقیق اور عارفانہ کلام سے عام لوگ بھی حسب حیثیت فائدہ اٹھائیں اور ان کے شبہات دور ہوں اور ایمانِ کامل ہو کیونکہ حضورؐ کی محبت ہی تکمیلِ ایمان کا سبب ہے۔

ظاہری لفظ اور معنی کے لحاظ سے لفظ بشر اسیوا سطے صادر ہوا ہے کہ حضورؐ کی ذات مقدس سے عجیب عجیب معجزات کا ظہور ہوا اور عرب کے محققین اور سحر بیان والوں کے مقابلہ میں حضورؐ کے فصیح و بلیغ ارشادات اور منبع مطالب کلمات سنکر دریائے حیرت میں متحیر تھے کہ بلا سکھائے بلا پڑھے اُمّی سے ایسی باتوں کا ظاہر ہونا خلافِ بشریت اور خلافِ عقل ہے اس لئے کوئی حضورؐ کو ساحر جانتا تھا اور کوئی قوم اجنہ میں سے جانتا تھا اور کوئی فرشتہ اور کوئی اپنی فہمید کی ناکامی میں دلوانہ کہدیتا تھا۔ بوجوہات متذکرہ بالا حضورؐ سے مانوس نہیں ہوتے تھے اور غیر جنس جانکر دور بھاگتے تھے۔ کیونکہ اصول یہی ہے کہ

Marfat.com

ہر چیز اپنی جنس کی طرف دوڑتی ہے۔ اور غیر جنس سے دور بھ
ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در جہاں ہر چیز چیزے راکشند کفر کافر را و مرشد را رُشت

اس جہان میں ہر چیز اپنی ہمجنس کو کھینچتی ہے (جیسے) کفر کافر کو کھینچتا ہے اور ایمان ایمان وال

در جہاں ہر چیز چیزے جذب کرد گرم گرمی راکشید و سرد سرد

ہر چیز اپنی جنس کو جذب کرتی ہے (جیسے) گرمی گرمی کو اور سردی سردی کو کھینچ
اور اپنی جنس میں جذب کرتی ہے

کہربا ہم ہست مقناطیس ہست تا تو آہن یا کہے آئی بشست

کہربا میں بھی کشش ہے اور مقناطیس میں بھی لیکن کہربا گھاس کو کھینچتا ہے اور مقناطیس لو

اس لئے یہ آیت شریف نازل ہوئی کہ وہ اپنے توہمات فضول
سے ہٹ کر حضورؐ کو اپنا ہمجنس بشر جانکر حضورؐ سے طبعاً مانوس ہو جائی
اور پھر حضورؐ کے کلمات مبدا امر خیر و برکات وصحبت پاک کے اثرات
سے ایمان لے آئیں۔

چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے اثر ہمجنسیت کے
استدلال میں ایک حکایت اپنی مثنوی میں فرمائی ہے جس کا خلاص
یہ ہے۔

ایک روز امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خدمت
شریف میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا یا امیر المومنین
میرے مکان کی چھت کی دیوار پر میرا بچہ بیٹھا ہوا ہے ہر چند اسکو

Marfat.com

بلاتی ہوں لیکن وہ نہیں آتا۔ میں اپنے پستان بھی دکھاتی ہوں مگر وہ نہیں آتا۔ اور جب اس کو پکڑنے کا خیال کر کے آگے ہاتھ بڑھاتی ہوں تو وہ پیچھے کو ہٹتا ہے مجھکو خوف ہے کہ وہ بچہ اوپر سے گر کر نہ مرجائے آپ دعا کریں کہ وہ بچہ میرے پاس آجائے۔ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تو جا اور کسی عورت سے اس کے ہم عمر بچہ کو لے کر اس کے سامنے کر وہ بچہ اس ہم عمر بچہ کو دیکھتے ہی اس کی طرف دوڑے گا پھر تو اس کو پکڑ لینا۔ چنانچہ اس عورت نے ویسا ہی کیا وہ بچہ اس بچہ کو دیکھ کر فوراً اس کے پاس آگیا اور اس کی ماں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور وہ بچہ اوپر سے گرنے سے بچ گیا۔ اسی واسطے خداوند تعالیٰ نے حضورؐ سے ارشاد فرمایا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ تاکہ اپنا ہمجنس جان کر مانوس ہوں اور غیر جنس جان کر دور نہ بھاگیں اور جہنم میں گرنے سے بچ جائیں۔ بایں وجہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

زاں شدستند از بشر پیغمبراں	تا بجنسیت رہند از ناوداں
اسی سبب سے پیغمبر بشر ہیں	تاکہ اپنی جنس انسان کو پورا فائدہ پہنچائیں

اور انکو جہنم میں گرنے سے بچائیں

پس بشر فرمود خود را مثلکم	تا بجنس آیند و کم گردند گمؔ
اسی واسطے پیغمبروں نے اپنے کو بشر کہا	تاکہ دوسرے بشران کی طرف آئیں اور گمراہی سے بچیں
زانکہ جنسیت عجائب جاذبی است	جاذب جنس ست ہر جا طالبی است

Marfat.com

ہر جنس اپنی ہمجنس سے عجیب کشش رکھتی ہے ہر جنس خود اپنی جنس کی جاذب ہے

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اسی واسطے ارشاد حق یہ ہے کہ جو لوگ طالب حق ہیں اور ان میں مبتدی یا متوسط یا مقرب ہیں وہ سب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے اور ہر صفت سے حسب حیثیت بوجہ ہمجنس بشریت فائدہ حاصل کریں۔ اگر نبی غیر جنس ملائکہ یا اجنہ میں سے ہوتے تو بوجہ غیر جنس حصول فوائد سے محروم رہتے۔

مثلاً۔ شہتوت کی شہتوت میں اور آم کی آم میں اور لیمو کی نارنگی میں قلمیں یعنی پیوند لگ سکتے ہیں۔ لیکن غیر جنس کے پیوند نہیں لگ سکتے۔ اسی واسطے پیغمبرؑ بشکل بشر مبعوث ہوئے ہیں کہ ہر عنصر کی صفت سے ہر عنصر خاک سے خاک اور پانی سے پانی ہوا سے ہوا آگ سے آگ اور صفات ملکی سے صفت ملکی اور صفات جاذبہ سے جذب اور صفاتِ کاشفہ سے کشف اور صفت عرفان سے معرفت حق حاصل کریں اور حسب حیثیت کمال پر پہنچیں۔

مثلاً۔ بکریوں سے بکریاں اور شیر سے شیر بوجہ ہمجنس خوش رہ سکتے ہیں۔ لیکن بکریوں کو بھیڑیوں میں یا گائے کو شیروں میں کب سوائے نقصان کے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

Marfat.com

علاوہ اس کے یہ عام قاعدہ ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ چونکہ انسان لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ہے لہذا احسن تقویم سے احسن التقویم ہی زیادہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اسی واسطے قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ حضور کیلئے اظہار کا حکم ہوا۔ آپ نے نہیں سنا ہوگا کہ جنات کے مال کے مالک شرعاً بشر قرار دیئے گئے یا انسانوں کے مال کے جنات بلکہ انسانوں کے مال کے مالک انسان ہی قرار دیئے گئے ہیں۔

انہی وجوہات سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے ارشاد فرمایا ہے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ یعنی علماء وارث انبیاء ہیں قوم جنات یا ملائکہ کو وارث نہیں فرمایا۔ اور دنیا کے مال کے واسطے صاف فرما دیا کہ نبی کے مال کا کوئی وارث نہیں لیکن مال معرفت ذات وصفاتِ حق کا وارث علماء راسخین کو فرما دیا۔ اور وارث وہی ہے جو کل شے میں سے اُس کو حصّہ ملے۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جس مال معرفت رب کی وجہ سے تمام مخلوق سے افضل و بہتر اور خلیفۃ اللہ کے لقب سے مشرف ہیں وہ کمالات نہ ملائکہ کو نصیب ہیں نہ جنات کو نہ کسی اور مخلوقات کو۔ اس کا حامل صرف انسان ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ — یعنی ہم نے امانت آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی۔ چنانچہ انھوں نے اس

تَحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

بار امانت کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس بار کو اپنے ذمہ لے لیا اور انسان ظالم ہے جاہل ہے۔

سوال۔ جب انسان نے وہ بارِ امانت اٹھا لیا جس بار امانت سے زمین و آسمان و نیز پہاڑوں نے بھی اٹھانے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے پھر انسان کو ظالم اور جاہل کیوں فرمایا ہے۔

جواب:۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو ان تینوں نے باوجود اسقدر بلندی اور مضبوطی اور وسعت کے انکار کر دیا تو انسان ان تینوں چیزوں کی فرع ہے بحیثیت جسمانی تو جس بار سے اصل انکار کر جائیں تو اس کی فرع کا اسی بار اٹھانے کا اقرار کرنا دلیل جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے اور ایک مشت خاک اور قطرۂ ناپاک ضعیف الجثہ کا بوجھ امانت اٹھانے کو تیار ہو جانا اپنی ہیئت جسمانی کو دیکھتے ہوئے یہ اپنی جان اور جسم پر ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ لیکن حق تعالیٰ کا یہ ارشاد انسان کی ظاہری حقیقت کے لحاظ سے ہے کہ جن آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں نے بارِ امانت کے اٹھانے سے انکار کیا اور یہ انسان انہی کی فرع اور جزو ہے تو اس کا اقرار بیشک لفظاً بلحاظ جسمانی ظلم اور جہل سے خالی نہیں ہے۔ لیکن حقیقتاً اور معناً یہ بار

Marfat.com

امانت کے اٹھانے کے لائق نہ ہوتا تو نہ بولتا اور نہ بار امانت اس کے سپرد کیا جاتا۔

انکار آسمان و زمین اور پہاڑوں کا بالکل درست ہے کیونکہ سب فرع اور جزو انسان ہیں کل کے مقابلہ میں جزو اور فرع کا قرار بار امانت اپنی حیثیت سے باہر تھا۔ اور اقرار انسان حیثیت کل اور عرفان کے بالکل درست اور مناسب تھا لیکن وقت ارشادِ حق کلام اجسام ظاہری کے لحاظ سے تھا نہ باطنی سے لہذا لفظ ظلوماً جہولاً اجسامِ ظاہری پر وارد ہے نہ حقیقتاً انسان پر۔ لفظ جہل کا جو انسان کا انسان کے واسطے وارد ہوا ہے۔ اس کی بابت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب معرفت بیان فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب انسان ذات حق کی معرفت کا طالب ہوا تو بموجب حکم مَنْ طَلَبَ وَجَدَ معرفت ذات حق عطا کی گئی اور یافت معرفت ذات حق کا ثبوت یہ ہے کہ عارف کو سوائے جہل کے کچھ احساس و ادراک نہ ہو لہذا لفظ جہل انسان کے واسطے قرب اتم کا ثبوت اور سند ہے۔

اور اس معرفت کی تصدیق امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے ہوتی ہے جب تک تیرا ادراک درک سے عاجز نہ ہو۔ قرب ذاتِ حق میں تیرا حصہ نہیں ہے۔

Marfat.com

مثلاً - لقب خلیفۃ اللہ کا حضرت آدم علیہ السلام کے واسطے ہے بلحاظ ظاہری ترتیب جسم اور آمد دنیا کے - اور حقیقتاً لفظ خلیفۃ اللہ اور اصل حضرت خلیفۃ اللہ کی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں -

مثلاً - بلحاظ ظاہری پیدائش بشر روز حشر میں علم نبوت اور شفاعت حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھ میں نہ ہوگا بلکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست مبارک میں ہوگا - کیونکہ حضورؐ اصل آدم علیہ السلام ہیں اور جسمانی لحاظ سے حضورؐ کی اصل حضرت آدم علیہ السلام ہیں -

بروقت تفویض امانت انسان کی اصل جسمانی پیش نظر انسان تھی علم حق میں جو کچھ تعلق الوار ذات وصفات حق بشر کی ذات وصفات سے متعلق تھا وہ علم بشر میں نہ تھا بلکہ صرف علم بشر میں صفت بشری تھی جو بار امانت کے حمل (اٹھانے) کے لئے بالکل بے بضاعت اور ناکارہ تھی ایسی بے بضاعتی وکمزوری کی حالت میں اس بار امانت کے اٹھانے کا اقرار کرنا سراسر جہالت اور اپنی جان پر ظلم کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے اسی بناء پر رب العالمین نے اسکو ظَلُومًا جَهُولًا فرمایا ہے -

اس بات کی تصدیق اور تائید اس سے ہوتی ہے کہ فرشتوں کو لوح محفوظ کا کچھ علم ہوا سیوا سطے انھوں نے اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیفَۃً

Marfat.com

کا آواز سنکر جناب باری میں عرض کی کہ آپ اس قوم کو پیدا کریں گے اور خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو خونریزی اور طرح طرح کے گناہ اور نافرمانی کرے گی اس کے جواب میں ارشاد ہوا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ۔ یعنی جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اس سے پہلے نہ فرشتوں کو علم تھا کہ حق تعالیٰ کا تعلق اور کرم اور رازداری بندۂ خاکی کے ساتھ اس قدر ہے اور نہ حضرت آدم علیہ السلام کو علم تھا کہ مجھ کو خلیفہ کن کن صفات اور کن کن خوبیوں کی وجہ سے بنایا گیا ہے اور فرمایا جاتا ہے جب فرشتوں کے مقابلہ میں وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پڑھایا سکھایا اس وقت علم ذاتِ حق جو ذات حضرت آدمؑ سے تعلق رکھتا تھا اس سے فرشتے اور حضرت آدمؑ واقف ہوئے ۔

اور یہ بات یقینی ہے کہ لوح محفوظ میں علم حق ضرور متعلق مخلوقات ہے لیکن علم حق پہ لوح محفوظ محیط نہیں ہو سکتی لوح محفوظ مخلوق ہے اور پایان تعلیم حق ہے اور صفت علم حق غیر محدود اور غیر پایاں ہے دریائے علمِ حق کے مقابلہ میں لوح محفوظ کی مثال قطرہ کے برابر بھی نہیں۔

سوال: ۔ جب انسان اسقدر ضعیف تھا تو وہ کونسی قوت تھی جس نے ایسے بارِ گراں کے اُٹھانے پر آمادہ کر دیا؟

Marfat.com

جواب۔ حقیقتاً جسمانی ساخت کیوجہ سے یہ انسان بہت ضعیف ہے لیکن انوارِ ذات وصفات کے پرتو سے یہ انسان تمام مخلوق سے قوی ترین ہے۔ مثلاً تخم درخت برگد یہ دعویٰ کرے کہ میں ہزاروں گز زمین پر سایہ افگنی کروں گا یا کر سکتا ہوں تخم درخت کا یہ دعویٰ ہر سمجھنے والے کے نزدیک درست نہیں ہو سکتا لیکن جو مادۂ افزائش خدا نے اس میں رکھا ہے اس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا اسی طرح حقیقت انسان میں جو قوتِ علمی ادراکی بردباری جاذبی عشقی عرفانی وغیرہ وغیرہ خدا نے ودیعت فرمائی ہیں اُس کو کسی نے نجانا اور نہ پہچانا اور اسی قوتِ باطنی کی وجہ سے انسان بارِگرانِ امانت کے اٹھانے میں سب سے بیش بیش رہا انسان جامع جمیع اسماء وصفات ہے۔ انسان جامع جمیع عناصر وجملہ مخلوقات ہے یہ حقیقت جامعیت سوائے انسان کے کسی مخلوق میں نہیں ہے۔ استحکامِ جسمانی اور روحانی جو اس کو نصیب ہے وہ کسی کو میسر نہیں ہے۔ استدلال بدیہہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تو اس کو دیکھتا کہ وہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اس آیتہ شریف سے انسان کے استحکام کا اور قوت باطنی

کا پتہ چلتا ہے اسی قوت اور مضبوطی کی وجہ سے اس نے بارِ امانت کے برداشت کے لئے آگے قدم بڑھایا ہے۔

سوال :- بارِ امانت سے کیا مراد ہے؟

جواب :- بارِ امانت سے مراد معرفت ذات وصفات حق ہے اور محبت اور درد اور عشق اور افراط محبت باذات حق سے مراد ہے۔ یہ باتیں سوائے ذاتِ انسان کے کسی میں نہیں ہیں اسی واسطے اس کو خلعت خلافت عطا کیا گیا۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

مولانا اشرف علی صاحب نے جو اس بار امانت کو احکامِ شریعت سے تعبیر کیا ہے۔ یہ اُن کی تعبیر علماء راسخین متقدمین و متاخرین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے خلاف ہے۔ اور عقل سلیم بھی اس تعبیر کو تسلیم نہیں کرتی کیونکہ شریعت نام اس قانون کا ہے جس میں انسان وقتِ پیدائش سے مرنے کے وقت تک تمام احکامِ حق کی تعمیل کرنے میں مقید و محصور ہے وہ حقوق اللہ و حقوق العباد اور احکام حرام و حلال اور امر و نواہی ہیں اسکا مکلف صرف بشر ہے نہ فرشتہ نہ آسمان نہ زمین نہ پہاڑ نہ اُن میں صفات بشری ہیں مثل نفس اور خواہشات بشری نہ اُن میں مادۂ جیدی ہے نہ زنا نہ ظلم نہ زیادتی نہ ریا نہ فریب نہ دھوکہ بازی نہ قمار بازی نہ بھوک نہ پیاس وغیرہ وغیرہ تو بقول مولانا

Marfat.com

اشرف علی صاحب بھیراللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور پہاڑوں کے سامنے شریعت کیوں پیش کی جبکے وہ مکلف ہی نہیں تھے اور نہ ہیں۔ حتیٰ کہ یہ شریعت پاک بھی اُن انسانوں کے لئے ہے جو بالغ عاقل ہیں بعد سنِ بلوغ کے اگر کوئی دیوانہ ہے تو وہ بھی احکامِ شریعت سے مستثنیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت اور مصلحت اور انصاف سے خالی نہیں۔ لہذا بار امانت سے وہی مراد صحیح اور درست ہو سکتی ہے کہ وہ امانت معرفت حق محبت حق عشق حق اور درد دل ہے جیسا کہ حضرت فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں۔

کفر کافر را و دین دیندار را ذرۂ دردِ دل عطار را

الٰہی کفر کافر کو دیدے اور دین دین والوں کو مجھکو تو صرف درد دل عطا فرما دے

چنانچہ حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں تجلی ذات کا ظہور مستقل عرش معلیٰ پر ضرور ہے اس لئے عرش معلیٰ قلب عبداللہ سے بہتر ہے۔ لیکن عرشِ معلیٰ میں صفت عرفان اور جاذبہ نہیں ہے اور قلبِ انسان میں یہ صفت موجود ہے اسی وجہ سے قلب عبداللہ عرش معلیٰ سے افضل ہے۔

سوال:۔ ہر انسان کا قلب عرش سے بہتر ہے یا کیا؟

جواب:۔ اس جگہ قلب اخص الخواص بندگان حق سے مراد ہے نہ عام انسان سے اس ارشاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

Marfat.com

وحضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہما سے یہ بات ثابت ہے
کہ انسان میں جو قلب ہے وہی حاملِ بارِ امانت ہے اور
اس کی ہی وسعت اور قوت اور صفت عرفان ہے کہ جس میں
رب العالمین بموجب حدیث قدسی ابنی سمائی قلب انسان
میں فرماتا ہے۔ نہ طور پر نہ عرش میں نہ کعبہ میں اور اسی
معرفت قلب کی وجہ سے انسان کو تمام مخلوقات پر شرف ہے
حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ جو خواجہ نقشبند
رحمتہ اللہ علیہ کے دادا پیر ہوتے ہیں دردِ دل کے متعلق فرماتے ہیں

چوں ذکر کند دلت درد کند ایں درد مرد را فرو کند

جب تو ذکر حق کرے گا تو تیرے دل میں درد و محبت حق پیدا ہو گا۔ یہ درد محبت حق تجکو مرد ان خدا
میں فرو کرے گا

علاوہ استدلال مندرجہ بالا کے یہ بات بھی قابل فہمید ہے
کہ احکام شریعت اس پر صادر کئے جاتے ہیں جو انسان عاقل
و بالغ ہو اگر کوئی بالغ بھی ہے لیکن دیوانہ ہے تو اس پر بھی
احکام شریعت جاری نہیں ہو سکتے۔ آسمان و زمین اور
پہاڑوں میں عقل کہاں ہے علاوہ اس کے مثل بشر کے ان
کے تعلقات دنیوی بیوی بچے لین دین کمانا کھانا حرام و حلال
احکام نماز و روزہ حج و زکوٰۃ حقوق العباد وغیرہ وغیرہ نہیں
ہیں اور شریعت پاک ان اعمال پر حاوی ہے۔

Marfat.com

علاوہ ازیں احکام خالق ایسے نہیں کہ کوئی مخلوق میں قبول کرے وہ حکم ہوتے ہی سب پر جاری ہو جاتے ہیں اور کسی مخلوق کو کسی عذر کا موقع نہیں رہتا مثلاً نماز روزہ حج وزکوٰۃ اِن احکام سے نہ بادشاہ مستثنیٰ ہے نہ غلام نہ عالم مستثنیٰ ہے نہ جاہل اور احکام شریعت کا تعلق بشر سے ہے نہ فرشتوں سے نہ زمین سے نہ آسمان نہ پہاڑوں سے وہ اُن صفات بشری اور خصوصیات بشری سے بالکل مستثنیٰ ہیں۔ لہذا احکام شریعت ان کے سامنے پیش کرنا کیونکر درست ہوسکتا ہے ہاں البتہ امانت ایسی شے ہے کہ اُسکے واسطے امین سے دریافت کیا جاتا ہے کہ تم کو امانت رکھنی منظور ہے اب امین کو اختیار ہے کہ رکھے یا نہ رکھے اگر رکھ لے تو بہتر نہ رکھے تو امین مستوجب سزا نہیں۔ اور احکامِ حق کے مقابلہ میں مخلوق کی کیا طاقت ہے کہ وہ انکار کرے بس اِس سے ثابت ہے کہ وہ امانت احکام شریعت نہیں بلکہ امانت راز اسرار معرفت درد محبت ذات واجب الوجود ہے جس کو انسان نے اٹھا لیا اور اسی وجہ سے تمام مخلوق میں بہترین مخلوق ہو گیا اور اسی وجہ سے اس کو القاب خلیفۃ اللہ حبیب اللہ خلیل اللہ کلیم اللہ وغیرہ وغیرہ عطا ہوئے اور اسی نورِ امانت کے سبب آدم کو فرشتوں نے

Marfat.com

سجدہ کیا۔ اور اس سلسلۂ امانت کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ مولانا اشرف علیصاحب مولانا رشید احمد صاحب۔ مولانا محمدؐ قاسم صاحب۔ مولانا خلیل احمد صاحب وغیرہ وغیرہ یہ بڑے بڑے علمار متبحر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ سے علم باطنی نور باطنی نسبت باطنی حاصل کرنے کو بیعت ہوئے ورنہ یہ صاحبان حاجی صاحب سے علم شریعت میں بہت فوقیت رکھتے ہیں حاجی صاحب اس درجہ کے مفسر یا محدث یا فقیہہ مشہور نہیں۔ پھر مجھکو تعجب ہے کہ مولانا اشرف علیصاحب جیسے محقق بار امانت سے مراد شریعت لیتے ہیں۔

بعض عرفا نے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ مِثْلُکُمْ اس واسطے ارشاد ہے کہ ذاتِ باریتعالیٰ کے متعلق سب کو یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ہے نہ بالعین اور یُؤْمِنُوْنَ بالغیب میں حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیا رکرام وعام مومنین سب شامل ہیں لیکن لفظ مِثْلُکُمْ دلیل ایمان بالغیب میں یہ نہیں ہے کہ سب کا ایمان بالغیب مساوی ہے۔ ایمان بالغیب میں عام مومنین اور خاص اور اخص الخواص اور حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تفاوت عظیم ہے اور خصوصًا حضور نبی کریم

Marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ایمان بالغیب میں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیرالمؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ تمام امت کا ایمان ایک پلہ میں رکھا جائے اور دوسرے پلہ میں ایمان ابوبکر صدیق رض کا رکھا جائے تو بھاری ہوگا پلہ ایمان ابوبکر صدیق کا حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ رض واہل بیت واولیاء وعلماء وصلحاء وعام مومنین سب کا ایمان بالغیب ہے ایمان بالعین ایک کا نہیں ہے تو جس ذات پاک کے یار غار کا ایسا ایمان ہو اور کوئی امت میں صفت ایمان میں ان کے مساوی نہو اور نہ ہو سکتا ہے تو حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مساوی خلق میں کس کا ایمان ہو سکتا ہے حضور صلعم کے ایمان کی کیفیت سوائے ذات حق کے کوئی نہیں جان سکتا۔ اگرچہ لفظ بشر اور لفظ ایمان بالغیب میں اشتراک لفظی ضرور ہے۔ لیکن اس اشتراکِ لفظی سے مرتبہ میں اشتراک معناً اور حقیقتاً نہیں ہو سکتا جیسے بشر کو صفات حق سمیع وبصیر رؤف ورحیم وغیرہ میں اشتراکِ اسمی ہے نہ اشتراک بالصفات حق۔ صفات حقیقی مخصوص بذات حق ہیں نہ غیر حق خلق میں صفات حق کا پرتو عارضی ومستعار ہے اور اسی عارضی صفات حق کے پرتو کے سبب سے بشر کو تمام

Marfat.com

صفات حق کا آئینہ کامل جانتے ہیں۔ جیسے دریا کے پانی میں اور آئینہ میں آفتاب مہتاب ستارے جلوہ گر نظر آتے ہیں لیکن آئینہ اور پانی میں عکساً ہیں نہ عیناً و حقیقتاً چنانچہ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

خلق را چوں آب دان صاف و زلال | اندروں تاباں صفات ذوالجلال

خلق کو مانند صاف پانی کے سمجھ اور اسمیں مثل آفتاب صفاتِ حق جلوہ گر ہیں

علم شاں و عدل شاں و لطف شان | چوں ستارہ چرخ بر آب رواں

علم انصاف مہربانی وغیرہ رب کی بشر میں ایسی ہیں جیسے عکس ستاروں کا بہتے پانی میں

بادشاہی زیبد آں خلاق را | بادشاہی جملگاں عاجز درا

حقیقتاً شہنشاہی خدا کی ذات کو ہی زیبا ہے کیونکہ اس کی شہنشاہی کے سامنے سب عاجز ہیں:۔

آب مبدل شد دریں جو چند بار | عکس آں خورشید دائم برقرار

پانی دریا کا عکس لے کر چلا جا رہا ہے لیکن آفتاب کا عکس وہیں قائم ہے

پس بنا نش نیست بر آب رواں | بلکہ بر اقطار عرض آسمان

آفتاب کی بنیاد پانی پر نہیں ہے بلکہ آسمانوں پر برقرار ہے اس لئے اپنی جگہ قائم ہے

علی ہذا یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے لفظی اشتراک میں حضور رسول کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مثل اصل کے ہیں اور دوسرے مثال عکس کے علی قدر مراتب جیسے لفظ بشر میں حضورؐ سے اور بشر بھی شرکت رکھتے ہیں لیکن کہاں حضورؐ کی بشریت باکمال بالاستقلال اور کہاں عام لوگوں کی بشریت بے کمال اور بالزوال۔ حضرات انبیاء

علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہر معاملہ ہماری فہمید وعقول سے باہر ہے چاہے اولیا ہوں یا فرشتے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے قرب میں نہیں پہنچ سکتے اور حضورؐ کو جو قرب ذات حق ہے اس میں حضرات انبیا نہیں پہنچ سکتے۔

چنانچہ حضرت مولنا رومیؒ فرماتے ہیں۔

کاروبار انبیا و مرسلیں — ہست از افلاک و اختر ہا بریں

حضرات انبیاءؑ کے حالات اور معاملات — آسمانوں سے بھی کہیں بالا تر ہیں۔ یعنی

جیسے آسمانوں تک ہم نہیں پہنچ سکتے اسیطرح ہمارے خیالات اور عقل اور علم معاملات انبیاءؑ کے سمجھنے سے باہر ہیں

تو بروں شو ہم ز افلاک و دوار — وانگہے نظارہ کن آں کاروبار

تو عالم بالا میں ترقی کر تا کہ — تو حضرات انبیا کے معاملات سے واقف ہو

عام لوگوں کا ایمان بالغیب اس استدلال کے موافق ہے جس کی تمثیل مولانا رومیؒ نے فرمائی ہے۔

صنع بے صورت نماید صورتے — تن نگارد با حواس دآلتے

صانع حقیقی بے صورت کے صورت بناتا ہے — اور حواس خمسہ بشری ظاہری اسباب کو دیکھتے ہیں

بے نہایت کیشہا و پیشہا — جملہ ظل صورت اندیشہا

بے شمار مذہب اور پیشے ہیں — یہ تمام سایہ ہیں صورت فکر کے واسطے

صورت دیوار سقف ہر مکان — سایۂ اندیشۂ معمار دان

شکل دیوار اور چھت مکان کی — بنانے والے معمار کی خبر دیتے ہیں

فاعل مطلق یقیں بے صورت است — صورت اندر دست او چوں آلت است

ذات حق تعالیٰ ہر صورت و شکل سے پاک ہے مخلوقات کی شکلیں اسکی قدرت میں مثل آئینے کے ہیں

یہ دلیل ایمان بالغیب عقل جزوی اور حسِ ظاہری سے تعلق رکھتی ہے جو ہر ذی عقل فلاسفرانِ یونان وغیر مذاہب کے عقلا اس خلق کی اشیاء سے فاعل کی طرف اپنے خیال کو دوڑاتے ہیں ونیز اہلِ ایمان عام لوگ بھی۔ لیکن اہل ایمان مسلم و مومن بلا شرکت غیرے صرف ذاتِ حق کو جانتے ہیں۔ اور فلاسفرانِ یونان قدرت کے ساتھ کچھ اسباب کو دخیل جانتے ہیں اور برہمنانِ ہند اور جوگیہ خالق میں حلول و اتحاد خلق کا اور خلق کے اوتاروں میں حلول و اتحاد خالق کا جانتے ہیں۔ لہذا غیر مذاہب کے لوگ جو خدا کو ان اسباب سے جانتے ہیں وہ صورت یقین ذاتِ حق کا رکھتے ہیں۔ لیکن شرک اور نقص کے ساتھ اور عام مومنین بلا حصول ولایت کے جو یقین رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کا یقین صورت یا یقین ہے۔ لیکن خالص بلا آمیزش شرک ہے خاصان خدا کا یقین حقیقی یقین یعنی مرتبہ عین الیقین ہے کیونکہ خاصان خدا نے جو ذات حق کو جانا ہے جو حواس خمسہ ظاہری کے علاوہ حواس خمسہ باطنی کے وساطت سے جانا ہے جو حواس خمسہ ظاہری کے اصل ہیں عام لوگوں نے جو حق کو جانا ہے وہ اشیاء ظاہری کے سبب سے جانا ہے اولیاء اللہ نے جو خدا کو جانا اور پہچانا ہے انھوں نے علاوہ

Marfat.com

اشیاء ظاہری کے حقیقت اشیاء ہے اور کہ جس سے اس جہان کی ہر چیز قائم ہے وہ ظلال انوار اسماء و صفات حق ہیں ان کے انوار کو بچشم دل دیکھ کر جانا ہے لہذا ان کا ایمان بالغیب مرتبہ عین الیقین کا رکھتا ہے اور حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ترقی ایمان بالغیب ان دونوں مراتب سے گزر کر حق الیقین میں ہے یعنی وجود اشیاء سے صانع کی طرف یقین کی منزل کو طے کیا اور پھر اولیاء اللہ کے مراتب انوار اسماء وصفات سے گزر کر تجلی ذاتِ الٰہی تک پہنچے جہاں ادراکِ احساس سوائے جہل کے کچھ نہیں ہے۔

لہذا نہ عام کو ذات حق کا ادراک ہے نہ اولیاء اللہ کو نہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا علم ذات حق کو محیط ہو سکتا ہے لیکن ان کے مراتب میں تفاوت بے شمار ہے اور حضرات انبیا علیہم السلام کا ادراک حواس خمسہ باطنی اولیاء اللہ کے حواسِ خمسہ باطنی کی اصل ہیں لہذا اصل پر نگاہ کی جائے تو سب کو ایمان بالغیب حاصل ہے کسی نے وجودِ اشیاء سے ذات حق کا یقین کیا اور کسی نے انوار اسماء و صفات حق کو بچشم دل دیکھ کر احساس کر کے ذاتِ حق کا یقین کیا کسی نے ان دونوں مراتب سے گذر کر تجلی ذات کے معائنہ سے ذات حق کا یقین کیا لیکن ذاتِ حق کی

Marfat.com

کمال معرفت سب کے علم سے وراء الوراء ہے۔ اسی لئے لفظ بشر اور یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ میں سب مشترک ہیں خواہ عام ہوں یا خاص یا حضراتِ انبیاء علیہم السلام ہوں لیکن ان کے قرب و مراتب کے لحاظ سے سب الگ الگ ہیں اور ایک کے مرتبہ سے دوسرے کے مرتبہ کی ذات وصفات اور ایمان میں بے نہایت تفاوت اور فرق عظیم ہے۔ اسی اشتراک لفظی ایمان بالغیب و اشتراک لفظی بشریت کے سبب سے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ صادر ہوا ہے نہ بلحاظ حقیقت کے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قرب بیچون ست عقلت را بتو — آں تعلق ہست بیچوں رائے عمو

قرب حق بیچونیت کیساتھ ہے جسکو کچھ عقل مانتی ہے، اور حقیقتاً وہ تعلق عقلی سے بھی دور ہے

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست — وانکہ در اندیشہ نایدآں خداست

جس کو تیری عقل یا ادراک ادراک کرے وہ چیز فانی ہے۔ اور جو خیال و گمان علم و ادراک سے پاک ہے وہ ذات حق ہے

عام اور خاص اور اخص الخواص کے ایمان کی کیفیت اس مثال سے صاف سمجھ میں آجائے گی۔

مثلاً۔ مقصود آنکھ کا ہاتھ ہے اور ہاتھ پس پشت ہے لیکن آنکھ کو ہاتھ کا یقین ضرور ہے یہ یقین عام لوگوں کا ہے۔ اور جب

Marfat.com

ہاتھ پس پشت سے سامنے آگیا تو صفتِ بصارت سے آنکھ کو ہاتھ کا یقین ہے لیکن مقصودِ حق ہاتھ ہے ابھی طالب سے دور ہے یہ ایمان خاصان خدا کا ہے اور جب ہاتھ آنکھ کے قریب آگیا اور آنکھ سے ملحق ہوگیا تو بوجہ قرب اتم کے آنکھ ہاتھ کو دیکھ نہیں سکتی حالانکہ طالب و مطلوب دونوں ایک دوسرے سے اقرب ہیں لیکن اب بھی سوائے یقین بالغیب مثل اول ہاتھ پس پشت کے کوئی بات سوائے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے نہیں یہ مرتبۂ قرب اتم و یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ اخص الخواص کو نصیب ہے لہذا ایمان بالغیب عام اور خاص دونوں کا لفظ میں برابر ہے مگر قرب اور دوری میں فرق بے نہایت ہے۔

اسی طرح تمام مخلوق میں ذات حق سے ذات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت قریب ہے لیکن یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ سے خالی نہیں۔ ایسی صدہا باتیں اور مثالیں ہیں۔ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صد ہزاراں ہمچنیں اشباہ بیں　　فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بین

ہزاروں ایسی ہی مثالیں ہیں　لیکن　ان میں فرق بے نہایت ہے

بہ دلائل مذکورہ بالا بلحاظ ایمان بالغیب حضور کے واسطے حکم ہوا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ نہ بلحاظ مساوی ہونے کے حضور کے کمال ایمان اور دیگر کمالات عطائے حق کی برابری

Marfat.com

حضرات انبیاء ہی نہیں کر سکتے ہیں تو مخلوق میں اور کون دعویٰ مساوات کر سکتا ہے۔ یہ اتنا سا جملہ حضورؐ کے واسطے کہدینا کافی ہے ؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یُؤمِنُونَ بِالْغَیْبِ بمقابلہ یُؤمِنُونَ بِالْیَقِیْن جیسا حال ایمان اولیاء اللہ کا اوپر بیان کیا گیا بہتر ہے۔ اور قرآن مجید کے شروع پارہ میں بھی یُؤمِنُونَ بِالْغَیْبِ کی تعریف اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور حضرت مولٰنا رومی رحمتہ اللہ علیہ بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔

یومنون بالغیب می باید ترا ۔۔۔ زاں ببستم روزن فانی سرا
یومنون بالغیب ہی تجھکو چاہیئے ۔۔۔ تاکہ دلائل اور مشاہدہ اس سرائے فانی کے بند ہوجائیں

پس بہ غیب نیم ذرہ حفظ کار ۔۔۔ بہ کہ اندر حاضری زاں صد ہزار
اگر ایمان بالغیب نصف ذرہ کی برابر بھی ہے ۔۔۔ تو وہ صد ہزار ایمان بالیقین سے بہتر ہے

چونکہ غیب و غائب درو پوشش بہ ۔۔۔ پس دہاں بر بند و لب خاموش بہ
غیب کا غیب ہی میں رہنا بہتر ہے ۔۔۔ لہذا معاملات ذات حق میں خاموش رہنا ہی بہتر ہے

لہذا مخلوق کے لئے ایمان بالغیب ہی افضل و بہتر ہے

سوال :- جو ایمان اولیاء اللہ کو بعد حصول ولایت حاصل ہوتا ہے اس درجہ کو حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی حاصل کرکے آگے ترقی کرتے ہیں یا کیا ؟

جواب :- حضرات انبیا علیہم السلام کو ولایت وقت پیدائش

سے ہی عطا فرما دی جاتی تھی اور منصب نبوت بعد میں عطا کیا جاتا تھا۔ اور ولایت اولیاء اور ولایت انبیاء علیہم السلام میں بھی فرقِ عظیم ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ولایت اصل ولایت ہے۔ اور اولیاء کرام کی ولایت ظل ولایت انبیاء علیہم السلام ہے۔ اولیاء اللہ ظلال اسماء و صفات سے مشرف ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام اسماء و صفات سے مشرف ہیں۔ لہذا ولایت اولیاء و ولایت حضرات انبیاءؑ میں بھی بے نہایت فرق ہے۔ بایں وجہ ایمان حضرات انبیاء علیہم السلام قبل از نبوت اولیاء اللہ کے ایمان سے بہت قوی تر ہے۔ اور ایمان بالغیب منصب نبوت کے بعد جو حضرات انبیا علیہم السلام کو نصیب ہے اس کے ادراک اور تلاش اور فہم میں عقلِ انسانی حیران ہے۔

چونکہ لفظ ایمان بالغیب اور شکل بشر میں سب شریک ہیں اسی واسطے ارشاد حق تعالیٰ ہے قل انما انا بشر مثلکم۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ ہر نبیؑ و ہر ولی ذات حق کے قرب کے طلب گار اور جویار ہے۔ اور قرب اتم کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ سوائے ذاتِ مبارک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ بھی شبِ معراج میں۔ اس واسطے حبیب آرزو قرب حق کی شب معراج میں خالی ہوگئی اور خلعت قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ

Marfat.com

وَدَنیٰ فَتَدَلّٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی
عطا کیا گیا چونکہ کوئی آرزو باقی نہ رہی تو باطمینان کلی یکسو ہو کر کامل طور پر اپنے فرضِ منصبی نبوت کو ادا کیا۔ اور اس کے صلہ میں وَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل ہوا۔ یہ ارشاد حق تعالیٰ حضرت آدم ؑ کے وقت سے لے کر حضور کے وقت تک کسی نبی ؑ کے واسطے نہ ہوا۔ صرف حضور ہی کے واسطے تکمیل دین کی خبر سنائی گئی ہے۔

یہ عام قاعدہ ہے کہ یا تو کسی کو کسی شے عجیب کی اطلاع نہ ہو تب اُس شے کی طلب اور آرزو نہ ہو گی یا واقف ہونے پر اس کو وہ شے مل جائے تو وہ آرزو کی فکر سے رہائی پائے گا۔

لہذا عام لوگ خدا سے پورے واقف نہ ہوئے اس واسطے ان کا ایمان بالغیب رہا اور علمائے خدا خدا کے قرب سے پورے مشرف نہ ہوئے اس واسطے ان کی آرزو باقی رہی اور حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تجلی ذات سے مشرف ہوئے لیکن قربِ ذات کی آرزو باقی رہی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں مقامِ تجلیات سے عروج فرما کر ذاتِ حق سے قریب ہوئے اس واسطے آرزو کی جیب خالی ہو گئی۔ لیکن کنہ ذاتِ حق کی تلاش میں حیرت نصیب ہوئی اس لئے کنہ ذات میں حضور ؐ کا ایمان بھی

Marfat.com

یُؤمنُوْنَ بِالغیبِ سے خالی نہیں رہا اسی واسطے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ یُوْحیٰ اِلَیَّ وارد ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں النہایت ھی الرُّجوعُ اِلَی البدایۃ یعنی یہی کمال ہے کہ ترقی نہایت تک پہنچکر اپنے اصلی مقام میں واپس آجائے کیونکہ حالت طلب میں طالب کو مطلوب کی طرف مخاطب رہنا لازم ہے۔ اور جب پوری طرح مخاطب رہے گا تو اس کی عقل میں فرق آنا ضروری ہے جیسے کہ مجذوب بوجہ جذب کثیر کے مغلوب الحال ہوجاتے ہیں لیکن اپنے مقام ہوش میں واپس نہ آنے کے سبب سے مقام عالیہ کی ترقی سے محروم ہیں۔ کوئی مجذوب چاہے عروج نسبت میں کتنا ہی قدم غالب رکھتا ہو۔ لیکن وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ و حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ و خواجہ نقشبندؒ وغیرہ بزرگوں کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ کیونکہ اس جذب کے بعد جو اتباع سنت و ہدایت خلق مقصود تھی وہ مجذوب کے ہاتھ سے جاتی رہی اور مجذوب فائدہ لازمی سے مشرف ہوا لیکن فائدہ متعدی سے محروم ہوگیا۔ اور رضائے خود میں مبتلا رہا اور رضائے حق اس کے ہاتھ سے گئی کیونکہ بہترین مخلوق حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خدا نے

ہدایت خلق کے لئے بھیجا ہے نہ کہ ان کے نحو کے قرب کے لئے اسی واسطے ابرار کے مقابلہ میں مقربین کو سبقت اور بزرگی حاصل ہے کیونکہ ابرار قرب رب کے واسطے رب کی طرف جا رہا ہے اور اپنے دل میں رضائے قرب پوشیدہ کئے ہوئے ہے اور مقرب اس مقام کو حاصل کر چکا ہے جس کی آرزو ابرار کو ہے۔ لیکن مقرب رضائے حق کو اپنی رضا کے مقابلہ میں مقدم جان کر وصل سے ہجر کو بطیب خاطر قبول کر کے ہدایت خلق کے لئے واپس آتا ہے۔

اسی لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سب نبیوں سے اور سب فرشتوں سے اور تمام خلق سے بہتر ہیں کہ جس مقام قرب کے واسطے تمام انبیاءؑ آرزو مند تھے اس سے بھی بالاتر پہنچے اور باوجود قرب ذات بے پردہ صفات کے رضائے مولا کو اپنی رضا کے مقابلہ میں افضل و بہتر اور مقدم جانا اور وصل ذات اور قربِ ذات کے مقابلہ میں فصل اور ہجر کو ترجیح دے کر عرش سے فرش پر اپنی جگہ جہاں سے تشریف لے گئے تھے وہیں ام ہانیؓ کے مکان پر تشریف لائے۔ اور رضائے حق کے مطابق تبلیغ اسلام کامل طور پر کی اور اکملت لکم دینکم و خاتم النبین کے خلعت سے سرفراز ہوئے

اسی طرح اولیاء مجذوبین اور اولیاء ارشاد میں فرق ہے محبت کے بھی تین درجے ہیں۔

Marfat.com

۱۔ نفس محبت میں عام مومنین اور خاص مومنین اور انبیاء مرسلین سب مشترک ہیں۔

۲۔ عشق اس میں حصہ حضرت اولیاء اللہ کو نصیب ہے۔

سوال:۔ عشق کی کیا تعریف ہے۔

جواب:۔ ایسی شدید محبت جس سے عقل میں فتور پیدا ہو جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رح نے بحالت سکر سبحانی ما اعظم شانی و حضرت منصور رح نے انا الحق کہا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۳۔ افراط محبت یہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہے یہ جملہ مراتب محبت سے قوی تر ہے لیکن بوجہ ظرف عالی نبوت کے سکر سے محفوظ ہے۔

اسی مطلب کی شرح حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اَلنِّهَايَةُ هِيَ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ اور اس کمال اور تحقیق کا فرق یوں معلوم ہو جائیگا۔ کہ حضرت عیسیٰ و حضرت ادریس علیہما الصلوٰۃ والسلام آسمانوں پر تشریف لے گئے لیکن پھر واپس نہ آئے۔ اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مکہ معظمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کو طے کر کے عرشِ معلیٰ پر پہنچے رب کو دیکھا رب سے باتیں کیں اور ہزار ہا نعما اور خلعت خلافت حقیقی کے ساتھ پھر جہان سے تشریف لے گئے تھے وہیں واپس تشریف

Marfat.com

سے آئے اور مطلب کی فکر و خیال باقی نہ رہا اور حالت ہوش میں مثل عام لوگوں کے ہو کر اشاعتِ اسلام پورے ہوش اور پوری طاقت کے ساتھ کی اسی واسطے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، وَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ حضور کی شان میں وارد ہوا ہے اور اسی فرق کو خلیفہ اول رضؓ و خلیفہ ثانی رضؓ میں دیکھ لیجئے۔

جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کثرتِ محبت اور غم حضور میں مدہوش ہو گئے اور مسجد نبوی کے دروازہ پر تلوار نکال کر کھڑے ہو گئے اور باواز بلند فرمانے لگے کہ جو کوئی کہیگا کہ حضور نے وفات پائی تو میں اس کا سر اڑا دوں گا۔

حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے اور حضرت عمرؓ سے فرمایا اے عمرؓ تم کو کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف فرمادیا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ حضورؐ نے وفات فرمائی۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے تلوار کو میان میں ڈال لیا اور ہوش میں آگئے۔ حالانکہ جو محبت اور تعلق حضورؐ سے حضرت صدیق رضؓ اکبر کو تھا وہ کسی کو نہ تھا۔ اور حضورؐ کی عنایت و محبت جس قدر حضرت ابو بکر صدیق اکبر کے ساتھ تھی وہ کسی اور کے ساتھ نہ تھی۔ چنانچہ حضورؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

Marfat.com

میرے دل میں خدا کی محبت اس قدر بھری ہے کہ اس میں محبت غیر کی گنجائش بالکل نہیں اگر کچھ گنجائش ہوتی تو میں اس میں ابو بکر صدیق رضؓ کی محبت رکھتا۔

تو حضورؐ کی وفات کے بعد اگر کوئی دیوانہ ہوتا تو سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ دیوانے ہوتے لیکن بوجہ ظرف عالی کے بالکل ہوش میں رہے اور کیوں عالی ظرف نہ ہوں کہ حضورؐ نے ان کی شان میں فرمایا ہے۔ مَا صب اللّٰہ فی صدری شیئاً الا صببتہٗ فی صدر ابی بکر یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز میرے سینہ میں ڈالی ہے میں نے اس کو سینۂ ابو بکر میں ڈالا ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ جیسے عالی ظرف اور بہادر نہ ہوتے تو حضورؐ کی وفات کے بعد اسلام میں بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہو جاتیں کیونکہ۔

۱۔ اکثر عرب زکوٰۃ دینے سے منکر ہو گئے۔

۲۔ مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور ہزاروں عرب اس کے ساتھ ہو گئے۔

۳۔ ملک شام کی طرف لشکر اسلام جہاد کے واسطے جا چکا تھا اور اس لشکر کو خود حضورؐ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم روانہ کر چکے تھے۔ اُدھر عیسائی بادشاہوں سے مقابلہ تھا۔

۴۔ سلطنت ایران والے آتش پرست حضورؐ کے انتقال کے

Marfat.com

منتظر تھے۔ وہ بھی فوج کشی کر کے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کو تیار تھے۔

۵ - یہودی اپنی اندرونی کوششوں میں اسلام کو نقصان پہنچانے میں مصروف تھے۔

۶ - صحابہؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی رائیں مختلف تھیں۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جیسے ہمت والے اور بہادر کہنے لگے یا امیر المومنین نزاکت موقع کے لحاظ سے مناسب ہے کہ اہل عرب سے جو منکر زکوٰۃ ہیں فی الحال تعرض نہ کیا جائے اور مسیلمہ کذاب کو درست کیا جائے اور بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر مسیلمہ کذاب پر لشکر بھیجنے کا قصد ہے تو لشکر اسلام کو شام کی طرف سے بلوالیا جائے اس وقت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے عمر آج تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ ایسی بزدلی کی باتیں کرتے ہو۔ جن لوگوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا ہے ان پر اور مسیلمہ کذاب پر برابر جہاد کروں گا اور جس لشکر کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکِ شام کی طرف روانہ فرمایا ہے وہ بھی جہاد کرے گا۔ ابوبکر کی کیا طاقت ہے کہ جس لشکر کو حضورؐ نے اپنے دستِ مبارک سے جھنڈا دیکر جہاد کے واسطے بھیجا ہے اسکو ابوبکر واپس بلوالے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ایک لشکر مسیلمہ کذاب کیطرف روانہ فرمایا اور ایک لشکر منکرین زکوٰۃ کی طرف حق تعالیٰ کے فضل سے مسیلمہ کذاب

Marfat.com

مارا گیا منکرین زکوٰۃ کو بھی شکست ہوئی۔ ملک شام میں نصرانیوں پر لشکر اسلام فتحیاب ہوا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ڈہائی برس میں اپنے ایام خلافت میں تمام انتظام کر کے بنی بنائی خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حوالہ کی۔

یہی تفاوت حضرت رسول خدا و دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہے اللہ تعالیٰ نے جس قدر کرم و فضل اور علم اور محبت خلت اور قرب حضورؐ کو عطا فرمایا ہے خلق میں کسی کو نہیں ملا اسی واسطے حضورؐ کی تعریف ایک ہی مصرع میں کافی ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ان نعماء حق و قرب حق و دیدار حق کیوجہ سے اگر عقل میں فرق آتا تو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عقل اور ہوش میں آنا چاہیئے تھا لیکن نزول سورہ الم نشرح سے قلب پاک میں اسقدر وسعت ہوئی کہ ہر نعمت اور ہر علم اور ہر قرب کے بعد حالت ہوش میں مثل عام لوگوں کے رہے۔ اور ہر نعمت اور ہر قرب اور ہر علم کے بعد طلب باقی رہی اور بموجب طلب کے حکم بھی نازل ہو گیا و قل رب زدنی علما یعنی اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر باوجود عطائے نعماء لاتحصیٰ کے بیہوشی تو کجا مدہوش بھی نہوئے۔ اور ہمیشہ مثل عام لوگوں کے حالت رہی اور کوئی تبدل و تغیر طبیعت

Marfat.com

پاک میں پیدا نہوا اگر کچھ تغیر و تبدل ہوتا تو خلق کو پوری طور پر ہدایت نہیں ہو سکتی تھی اور کچھ نہ کچھ نقص تکمیل ہدایت میں ضرور رہ جاتا اور دا اکملت لکم دینکم کی خوشخبری کان نہ سنتے اور انہی وجوہات متذکرۂ بالا کے سبب حکم نازل ہوا قل انما انا بشر مثلکم کیونکہ شکل بشری ضروریات بشری صفات بشری مجبوری بشری ایمان بالغیب میں اور بشر بھی اشتراک رکھتے ہیں۔ جیساکہ ارشاد حق ہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ

یعنی اے نبیؐ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم آپ فرما دیں کہ میں اپنے نفس کا مالک نہیں ہوں کہ نفع کی چیز کو لیلوں اور نقصان کو دفع کر دوں مگر جو خدا چاہے گا وہ ہوگا۔

اسی واسطے حضرت مولانا رومیؒ نے بھی فرمایا ہے۔

زاں سبب فرمود حق صلوا علیہ — کہ محمدؐ بود محتاج الیہ

اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے مومنوں! میرے حبیب پاک پر درود و سلام بھیجو کیونکہ وہ ہمارے محتاج ہیں اور ہماری رحمت کے خواستگار ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انتہائے مقام قرب حق میں تبدل احوال سے خلاصی ملتی ہے اور مقام تمکین میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اور اس عارف با تمکین کے جملہ حالات مثل عام لوگوں کے ہوجاتے ہیں۔

Marfat.com

اسی لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بھی مثل عام لوگوں کے تھے۔ یعنی شادی غمی عیالداری مخلوقات کی خدمت گزاری جہاد انتظام وعظ ونصیحت سوداگری، عزداری بیماری دیتمارداری وغیرہ اس واسطے حکم صادر ہوا قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لہذا حضورؐ سے زیادہ کون متقرب حق ہوسکتا ہے اور کون باتمکین ہوسکتا ہے۔ اور کس میں بعالم اسباب موافق مرضی مُسَبِّب کے اسباب کا اظہار ہو سکتا ہے۔

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ حضرت فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادہ کے انتقال کی خبر خادم نے دی تو آپ نے فرمایا کتے کا بچہ مرگیا۔ جا دُفنا دو۔ اسی طرح دو تین مرتبہ واقعہ پیش آیا اور آپ نے کو ذلیل وخوار سمجھ کر دہی فرمادیا۔ اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صاحبزادے حضرت قاسم وحضرت ابراہیم علیہما السلام کا انتقال ہوا تو حضورؐ زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے اے ابراہیمؑ تیرے فراق نے مجھ کو آب دیدہ کیا

حضرت حسنؓ بصری وحبیبؓ عجمی دونوں کسی مقام پر جانا چاہتے تھے راستہ میں دریا حائل تھا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حبیبؓ عجمی سے فرمایا کشتی آنے دو اُس پر سوار ہوکر اُس طرف جائیں گے حبیب عجمیؒ نے عرض کیا کشتی کی کیا ضرورت ہے دریا پر چلنا چاہیئے اور یہ کہہ کر دریا پر چلدیئے تو

Marfat.com

حضرت حسنؓ بصری نے فرمایا۔ "بروکہ تو علم نداری" حضرت حسنؓ بصری حبیبؒ عجمی سے مرتبہ میں بہت زیادہ ہیں حبیب عجمی فیض یافتہ حضرت حسنؓ بصری ہیں یہ ہے فرق صاحب تمکین اور صاحب تلوین کا یہی فرق ہے مقربین اور ابرارین کا یہی فرق ہے انبیاؑ اور مرسلین کا یہی فرق ہے مرسلین اور پیغمبران الوالعزم کا اور یہی فرق پیغمبران اولوالعزم اور حضورؐ سید المرسلینؐ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ ہے فرق صاحب مقام اور صاحب حال کا حضرت مولاناؒ نے فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

اس جہاں میں ہیں بہت سے اہل حال   کم ہیں پر اہل مقام اے خوش خصال

جس قدر کمال زیادہ ہوگا اسی قدر اظہار بشریت زیادہ ہوگا۔ انہی وجوہات سے حضورؐ کی شان میں وارد ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۔

اب میں اس بیان کو چھوڑ کر جو منشا اس کتاب کے لکھنے کا ہے وہ شروع کرتا ہوں۔ اللہ جل شانہٗ کی قدرت کمال صنعت معرفت ذات و صفات جس قدر وجود انسان صفات انسان ذات انسان حقیقت انسان میں پنہاں ہیں وہ کسی مخلوق میں نہیں ہیں اسی سبب سے ارشاد ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اور اسی کی شرح میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

Marfat.com

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنی جس شخص نے اپنے نفس کو اپنی اصلیت کو اپنی حقیقت کو اپنی ماہیت کو اپنی خلقت کو اپنی پستی کو اپنے عروج کو اپنی خلافت کو اپنی مقصد پیدائش کو اپنی مجبوریوں کو اپنے اختیارات و تصرفات کو پہچان لیا تو اس نے ضرور ذات حق کو پہچان لیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ غیر مذاہب کے لوگوں نے بھی جسمانی حقائق میں سے فائدہ اٹھایا یا نہیں اور اٹھایا تو کیا فائدہ اٹھایا اور اس سے معرفت حق حاصل کی یا نہیں اور حاصل کی تو کیا کی؟

اور حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے جسم انسان میں کیا کیا حقائق فرمائے ہیں۔ اور ان سے کیا کیا فائدے اٹھائے ہیں اور کیا معرفت حق حاصل کی ہے۔

وجود انسان میں شناخت صنعت حق کے بہت سے استدلال ہیں۔ انمیں چند چیزیں ایسی ہیں جن کو چشم ظاہر سے دیکھتے ہیں۔ اور چند ایسی ہیں جن کو ہم ادراک کرتے ہیں بعض ایسی ہیں جن میں نہ ادراک کام دیتا ہے نہ بصارت صرف بذریعہ علم ان کو جانتے ہیں۔ اور بعض ایسی حقیقتیں اور چیزیں ہیں جن میں نہ بصارت کام دیتی ہے نہ ادراک صرف عقل

Marfat.com

جزوی خبر دیتی ہے اور بعض چیزیں وجود انسان میں ایسی ہیں جن میں عقل جزوی بھی بیکار ثابت ہوئی ہے۔ ان کی بابت صرف حضرات انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے والے بموجب فرمودہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے عقائد یقین رکھتے ہیں

مختصر تفصیل حقائق وجود انسان

(۱) جسم انسان اور اعضائے ظاہری اربع عناصر
(۲) صفات اعضائے انسان اور ان کے اثرات۔
(۳) صفات انسان نامعلوم مقام
(۴) حواس خمسہ ظاہری و عقل جزوی و عقل معاش
(۵)۔ حواس خمسہ باطنی و عقل کل و عقل معاد
(۶)۔ کمالات بشری متعلق لطائف خمسہ عالم خلق۔
(۷)۔ کمالات بشری متعلق لطائف خمسہ عالم امر
(۸)۔ کمالات بشری حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام جو عقل و افہام سے باہر ہیں۔

۱۔ حواس خمسہ ظاہری و عقل جزوی و عقل معاش سے

خود وجود انسان کا ایک قطرہ منی اور خون حیض سے بن جاتا اور اسی قطرہ منی و خون حیض سے ہڈی پٹھے۔ رگ۔ گوشت پوست۔ بال۔ سر آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان بھیجہ

Marfat.com

دل جگر - تلی - پتہ - پھیپھڑا - مثانہ - آنتیں وغیرہ وغیرہ
بننا ثابت ہے - اور ان سب چیزوں کی صورت اور اثر
جدا جدا ہونا ثابت ہے - پس ان چیزوں کی صورت
ظاہری اور ان کے اثرات سے فرداً فرداً اور اجتماعی
حیثیت سے ذات خالق اور صفات خالق کی صریح
دلیل ہے -

جیسے مکان کو دیکھ کر بلا دیکھے صانع مکان اور اس کے
کمال کا یقین کامل ہوتا ہے - چنانچہ حضرت مولانا رومی
رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

صورتِ دیوار سقفِ ہر مکاں سایۂ اندیشۂ معمار داں
ہر مکان کی دیوار اور چھت معمار کے وجود کا پتہ دیتی ہے

یہ معرفت عقل جزوی عقل معاش اور حواس خمسہ
ظاہری سے تعلق رکھتی ہے - اس معرفت میں حکماء یونان اور
جوگیہ اور برہمنان ہندوستان اور عام اہل اسلام سب کو حصہ
نصیب ہے - لیکن اس عام معرفت میں بھی معرفتِ اہلِ اسلام
اور معرفت غیر مذاہب میں بڑا فرق ہے - مسلمان صرف ذات
خالق کو بلا شرکت غیرے خالقِ جہاں جانتے ہیں اور غیر
مذاہب والے کچھ نہ کچھ اشتراک مادہ روح اور حلول و
اتحاد ذات خالق میں دیوتاؤں کا جانتے ہیں - لہٰذا

Marfat.com

اس معرفت اعضائے وحواس ظاہری وعقل جزوی وعقل معاش سے بھی معرفت ذات حق ان کو پوری طور پر نصیب نہیں ہے۔ حالانکہ یہ درجہ معرفت ذات حق کا سب سے کم ہے اس کم درجہ کی معرفت میں بھی ان کے سقم ہے۔ اور عام اہل اسلام اس ظاہری اعضاء کے ذریعہ سے بھی معرفت حق من عرف نفسہ فقد عرف ربہٗ میں بوجہ توحید خدا و تصدیق محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام پورا حصہ پاتے ہیں

۲۔ صفات اعضائے اوران کے اثرات کو مسلمان اور غیر مذاہب والے بوساطت عقل جزوی وعقل معاش وحواس خمسہ ظاہری جانتے ہیں اوران کی تشریح کرتے ہیں چنانچہ علم طب میں اعضائے جسم انسان کی خوب تشریح کی ہے۔ اوران کے اثرات سے افلاطون وغیرہ اور جوگیہ برہمنان ہند نے اور نیز مسلمانوں نے فائدہ اٹھایا ہے اور فی زمانہ فلاسفران یورپ نے علم قوت خیال سے مسمریزم وہپناٹزم ایجاد کیا ہے۔ لیکن غیر مذاہب کے نفرانے اور یونان کے حکمار نے ان صفات واثرات سے بھی فائدہ جزوی اٹھایا ہے بوجہ عقل کل وعقل معاد وحس باطن کے محروم رہنے سے اور اہل اسلام نے ان سے فائدہ کامل اٹھایا ہے۔ کیونکہ انھوں نے عقل جزوی وعقل معاش کے علاوہ توحید

Marfat.com

خالص و تصدیق مکمل و عقل کلی و عقل معاد کے ذرائع سے ان صفات کے اور اثرات کے معاملہ کو اچھی طرح سمجھا اور ان کی حقیقت کا ان پر زیادہ انکشاف ہوا۔

مثلاً۔ آواز افلاطون دس بیس پچاس کوس تک پہنچتی تھی۔ اور اپنے شاگردوں کو غائبانہ سبق پڑھایا کرتا تھا۔ لیکن امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا صدہا کوس سے مدینہ منورہ میں مقام کو دیکھنا اور حضرت ساریہؓ کو فرمانا یا ساریۃ الجبل اور تمام لشکر کا آواز سننا

حضرت سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ کا تمام جہان کو ایک لمحہ میں دیکھنا اور پھر لڑکی کا ہاتھ پکڑ کے ایک لمحہ میں دہلی لے آنا۔ جس کا ذکر اوپر لکھ چکا ہوں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا عرش کو دیکھنا اور عرش کی وسعت ان کے قلب پاک کے مقابلہ میں کم ہونا۔

حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا اپنی کھڑاؤں کو حکم فرمانا اور کھڑاوں کا اجیپال جوگی کو پیٹتے ہوئے لاکر آپ کی خدمت میں پیش کرنا۔

حضرت آصفؓ صحابی حضرت سلیمان علیہ السلام کا طرفۃ العین میں شہر سبا میں پہنچکر تخت بلقیس کو لا کر پیش کرنا وغیرہ وغیرہ لہذا معرفت حق کے لئے یہ حالات اور استدلال کافی ہیں۔ اور

ارشادِ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم من عرف نفسہ فقد عرف ربّہٗ بالکل صحیح و درست ہے۔

۳۔ صفاتِ انسان: نا معلوم مقام۔ مثلاً ہنسنا۔ رونا۔ غم خوشی۔ ان صفات کا ہر شخص کو شب و روز تجربہ ہو رہا ہے اور ان صفات سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ لیکن آج تک کسی حکیم یا فلاسفران یونان یا عقلائے یورپ سائنسدان نے نہیں بتایا کہ یہ صفات مذکورہ بالا انسان کے کس جگہ ہیں اور ان کی شکل و صورت اور ہیئت کیا ہے اور کہاں سے یہ آتی ہیں اور کہاں چلی جاتی ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ میں علم و حکمت و علم جراحی و معلومات جدیدہ نے بہت کچھ ترقی کی ہے اور انسانوں اور جانوروں کے مجسمہ معہ رگ پٹھے اور رنگ وغیرہ کے بنا کر عجائب خانوں میں شفا خانوں میں کھڑے کئے ہیں لیکن اِن چار صفات کی جائے قیام یا اُن کی رنگ و بو سبھاری ہلکا وغیرہ کا نہ خود پتہ پایا اور نہ کسی کو نکال کر دکھایا نہ یہ بتایا کہ اِن صفات کا مخزن فلاں جگہ ہے حالانکہ یہ صفات اربع عناصر سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب اربعہ عناصر کے کسی اصل یا فرع تک عقل جزدی اور حواسِ خمسہ ظاہری نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ تو ان کی

Marfat.com

حقیقت تک کیسے پہنچ سکتے ہیں اور کیا دریافت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جب غیر مذاہب کے حکما اور فقراء اپنی تحقیق سے اپنے جسم کے اجزا اور صفات سے ہی واقف نہ ہوئے جن کا تعلق جسم انسان سے ہے تو جسم کی اصل اور روح سے کیا واقف ہو سکتے ہیں۔ پھر خالق روح تک رسائی معلوم۔ لہٰذا عقل جزوی اور حس ظاہر کا عروج اور معلومات ناتمام ہے۔ اور جب اپنے جسم کے ہی صورت و حقائق کو دریافت نہ کیا اور تمام اوزار اور ادراک اور عقول کو دریائے سکوت و حیرت میں ڈبونا پڑا تو خدا کی صفات و ذات تک کسی نوع نہیں پہنچ سکتے۔ اور ان کی عاجزی خود وجود حق کے موجود ہونے کی دلیل ہے۔ اور اعضائے ظاہری کی وجہ سے بھی مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ ایک گونہ شعبۂ معرفت ہے چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فاعل مطلق یقیں بے صورت است — صورت اندر دست او چون آلت است

حق تعالیٰ بیشک ہر ایک صورت سے پاک ہے — لیکن اسکے دستِ قدرت میں صورت مثال آلہ کے ہے

گریہ و خندان غم و شادی دل — ہر یکے را معدن و کانِ مستقل

رونا ہنسنا غم خوشی — ہر ایک صفت کے لئے ایک جگہ مقرر ہے

ہر یکے را مخزن و مفتاح آن — اے برادر در کف فتاح دان

رونے ہنسنے غم اور شادی کی جگہ قیام اور انعکاس ضرور ہے۔ لیکن یہ سب خدا کے ہاتھ میں ہے۔

۴۔ حواس خمسۂ ظاہری اربع عناصر و عقل جزوی و عقل معاش ان کا تعلق اس جہان کی اشیاء سے ہے۔ اس بات کے حکماء یونان اور عقلا قائل ہیں۔ عالم بالا یا عالم آخرت سے نہیں ہے کیونکہ اس جہان کی ہر چیز فانی ہے اور اس عالم کا وجود اربع عناصر سے نہیں ہے اور وہ عالم بمقابلہ اس عالم دنیا کے صفت بقا رکھتا ہے۔ اس لئے اس عالم کی ہر چیز فانی عالم جاودانی کا اخذ نہیں کر سکتی اور نہ اس عالم کے اسرار سے واقف ہو سکتی ہے چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بیت

ایں جہاں فانیست و آں باقی است	دل بہ بستن ایں جہاں نادانی است
یہ دنیا فانی ہے اور عاقبت باقی ہے	دل اس جہانِ فانی میں پھنسانا نہایت نادانی کی بات ہے
عالم امکاں بسے نا استوار	یافت کہ اسرار ذات پائیدار
یہ عالم دنیا بہت ہی ناپائیدار ہے	اس واسطے عالم اسرار کو کیا پا سکتی ہے اور پا سکتی ہے۔

بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس عالم دنیا کے حالات اور کمالات سے بھی غیر مذاہب کے فقراء و حکماء کو پورا حصہ نہیں ملا ہے حضرت خواجہ میر درد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار یعنی خواجہ محمد ناصر عندلیب رحمتہ اللہ

علیہ کسی جگہ تشریف رکھتے تو آپ کا جسم ذکر حق سے ایسا مصفیٰ ہو گیا تھا کہ آپ کے جسم سے دیوار نظر آیا کرتی۔ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر حق و فکر حق سے جسم صفت روح کی پیدا کر لیتا ہے

غفلت از تن بود چوں تن روح شد　　بیند آں اسرار را بے ہیچ بد

جسم (مادیت) ہی پردہ اور آڑ ہے لیکن جب ذکر حق سے یہ جسم (روحانیت کے ساتھ) صفائی حاصل کر لیتا ہے تو اسرار حق سے واقف ہو جاتا ہے

چوں زمین برخواست از جوف فلک　　نے شب دنے سایہ ماند نے دلک

جب مادیت کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور آفتاب حقائق جگمگاتا ہے تو نہ رات باقی رہتی ہے اور نہ تاریکی اور سایہ کا وجود رہتا ہے

ہر کجا سایہ ست و شب یا سائیکہ　　از زمیں باشد نہ از خورشید و مہ

جہاں کہیں سایہ اور تاریکی ہو گی وہ مادیت کی وجہ سے ہو گی نہ کہ روحانیت کی وجہ سے (زمین تاریک ہے مگر چاند سورج روشن)

دود پیوستہ ہم از ہیزم بود　　کے ز آتش ہائے مستجم بود

دھواں (حجاب) ہمیشہ لکڑی (مادیت) سے ہی پیدا ہوتا ہے بھلا ستاروں (روحانیت) کی روشنی کا دھویں سے کیا تعلق

وجہ خاص اس کی یہ ہے کہ مسلم فقرا صفات حق کے نور سے نور اور باقی سے باقی حاصل کرتے ہیں۔ اور غیر مذاہب کے فقراء اور عقلا ان کے نام کے ذریعہ سے

Marfat.com

ترقی چاہتے ہیں جو دنیا میں پیدا ہوئے اور پھر مرکر خاک میں مل گئے۔ اور انھوں نے ان کی صورت کو دیکھا اور حقیقت کو نہ دیکھا یعنی جن کی ذات حقیقتاً خود ہی نور نہیں ہے وہ دوسروں کو نور کیا بنا سکتی ہے۔ اور جو خود اپنی ذات سے باقی نہیں ہے وہ دوسروں کو صفت بقا میں کیا فائدہ بخشیگی یعنی ان اربع عناصر کی ایک صورت ہے ایک حقیقت ہے تو حکماء وغیرہ ان اربع عناصر کی صورت اور تاثیر سے تو واقف ہیں لیکن ان اشیاء کی حقیقت سے واقف نہیں۔ حقیقت اشیاء سے ملائکہ اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین واقف ہوئے ہیں۔

حقیقت آتش یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْم۔ تو اس کی ظاہری صورت سرخ اور اثر جلانا تھا لیکن آگ نے حکم حق سنا اور تعمیل حکم حق میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سرد ہوگئی اور دوسروں کے لئے اپنی صورت اور اثر میں بدستور ویسی ہی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے زمین نے قارون کو پکڑ لیا حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والتسلیم کی تصدیق ابوجہل کے ہاتھوں میں کنکریوں نے
کی ۔ استین حنانہ نے حضور کے فراق میں باآواز بلند
مثل انسان کے گریہ وزاری کی شجر وحجر حضور کو سلام
کرتے اور شہادت دیتے تھے ۔ روز حشر میں ہاتھ اور
پاؤں اور زمین نیک و بد کاموں کی گواہی دیں گے وغیرہ
وغیرہ ان سب چیزوں کے نہ کان ہیں نہ آنکھ نہ زبان ہے
نہ عقل پھر اپنی خلقت اور تاثیر کے خلاف آواز عقل زبان
عمل کہاں سے آیا حقیقتاً یہ سب باتیں ان اشیاء کی حقیقت
میں ہیں ۔ اس حقیقت اشیاء سے سوائے انبیاء علیہم السلام
واولیا کرام و ملائکہ کرام کے کوئی واقف نہیں ۔ غیر مذاہب
کے لوگوں کو اسمیں رسائی نہیں ہے چنانچہ حضرت مولانا
رومی فرماتے ہیں ۔

چوں سلیمان بنی شاہ انام ساخت مسجد را وفارغ شد تمام

جب حضرت سلیمان علیہ السلام مسجد بنا چکے

ہر صباح او را وظیفہ ایں بدے کآمدے در مسجد اقصیٰ شدے

حضرت سلیمان کا روزمرہ کا یہ معمول تھا کہ مسجد اقصیٰ میں تشریف لایا کرتے

نو گیا ہے رستہ بود سے اندرو پس بگفتے نام و نفع خود بگو

بیت المقدس میں جو جڑی بوٹیاں پیدا ہوتیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام ان سے
فرماتے کہ اپنا نام اور نفع و ضرر بیان کرو ۔

Marfat.com

پس بگفتے ہر گیاہے فعل و نام | کہ من آں را جانم و ایں را حمام
پس ہر ایک بوٹی اپنا نام اور تاثیر بتاتی | کہ میں فلاں مرض کو فائدہ دیتی ہوں اور فلاں مرض کو نقصان
پس سلیماں با حکیماں زاں گیا | شرح کردے ضر و نفعش اے کیا
حضرت سلیمانؑ اس وقت حکیموں سے | دوا کے نقصان اور فائدہ ونکو بیان فرماتے
تاکتبہائے طبیباں ساختند | جسم را از رنج می پرداختند
تاکہ حکیم اس علم کو کتابوں میں لکھ لیں | تاکہ انسانوں کے ابدان صحت پائیں۔
ایں نجوم طب و وحی انبیاست | عقل و حس را سوئے بے سو رہ کجاست
علم نجوم طب وحی علم انبیاؑ ہے | عقل جزدی و حس ظاہری اس سے بے بہرہ ہیں
عقل جزدی عقل استخراج نیست | جز پذیرائی فن و محتاج نیست

عقل جزدی پوری طور پر حق و باطل میں تمیز نہیں کرسکتی اسلئے اس کو سوائے تقلید کے چارہ نہیں ہے

لہذا جس نے صورت اشیاء اور تاثیر اشیاء کو جانا اور حقیقت اشیاء کو نہ جانا اس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوئی لیکن صورت معرفت نصیب ہوئی نہ معرفت حقیقی۔ اور جس کو ہر شے کی صورت اثر حقیقت معلوم ہوئی اس کو معرفت خالق اشیاء کی قوی نصیب ہوئی اور من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ کے راز سے بمقابلہ حکمائے یونان و دیگر مذاہب کے لوگوں سے زیادہ واقف ہوا۔

۵۔ حواس خمسہ باطنی متعلق روح۔ یہ پانچ باطنی حواس

Marfat.com

متعلق روح ان پانچ حواس ظاہری کی اصل ہیں۔ اگر یہ پانچ حواس باطنی نہ ہوتے تو یہ پانچ حواس ظاہری نہ ہوتے۔ یہ پانچ حواس ظاہری پانچ حواس باطنی کا عکس یا فرع ہیں جسقدر اصل اور عکس میں فرق ہے اسیقدر حس ظاہری و حس باطنی میں فرق ہے حس ظاہری اشیاء ظاہری کے اجسام اور تاثیرات کا حس کر سکتی ہے اور عام اہل ایمان اور اہل عقل جزدی کے لئے خالق مخلوق کا علم الیقین قایم کرتی ہے۔ لیکن وہ عالم جس کا تعلق اس اربع عناصر سے نہیں ہے وہاں تک ان پانچ حواس ظاہری اور عقل جزوی کی رسائی نہیں ہے۔ لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری حواس کے علاوہ پانچ حواس باطنی بھی عنایت فرمائے ہیں وہ دنیا کی جملہ اشیاء جن کا تعلق اربع عناصر سے ہے ان کی صورت اور اثر کے علاوہ ان کی حقیقت کو بھی جانتے ہیں اور عالم اخروی کی صورت اور اثرات سے بھی واقف ہوتے ہیں مثلاً عام ڈاکٹر اور حکیم دل کی صورت اور اثر سے واقف ہیں کہ جب تک دل چل رہا ہے جسم کے سب رگ دیٹھے حرکت میں ہیں اور جہاں یہ حرکت قلب بند ہوئی اور یہ تمام کل پرزے جسمانی بیکار ہوئے اور آدمی مرا جس کو ڈاکٹر ہارٹ فیل ہونا کہتے ہیں۔ لیکن حقیقت قلب سے بالکل واقف نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس دل میں علاوہ صورت و اثرات

Marfat.com

و اسباب زندگی کے نور معرفت سے بھی عطا فرمایا ہے جس کی حقیقت سے اولیاء اللہ واقف ہیں جن کو پانچ حواس ظاہری کے علاوہ پانچ حواس باطنی اور علاوہ عقل جزدی کے عقل کلی بھی عطا فرمائی گئی ہے - اور کمال دل سے خصوصیت کے ساتھ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام واقف ہیں اور ان کی متعیت میں اخص الخواص اولیاء بھی بطور وراثت کا حصہ پاتے ہیں یہ پانچ حواس روح وہ ہیں کہ جب جسم انسان وجود نہ تھا صرف مجرد روح تھی اسوقت رب العالمین نے ارشاد فرمایا تھا - اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو روحوں نے ارشاد حق سنا اور عقل کل سے جانا اور زبان سے عرض کیا بَلٰی شَہِدْنَا یعنی ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو ہمارا رب ہے - اگر روح میں یہ حواس خمسہ نہ ہوتے تو جسم میں حواس خمسہ ظاہری کہاں سے آتے - یہ جسم آئینہ اور عکس ہے روح کا آئینہ یا دریا میں جس چیز کا عکس پڑتا ہے - اصل شئے اُس سے الگ ہوتی ہے - عکس یا ذرع دیکھنے والا اصل شئے ہے یا صفات یا ذات سے واقف نہیں ہوتا مثلاً - کسی شخص نے کسی کی تصویر دیکھ لی اور پہچان بھی لیا کہ یہ تصویر فلاں شخص کی ہے یا سنا کہ فلاں شخص

Marfat.com

کی تصویر ہے۔ لیکن اسکی صفت کلام یا علم یا جہل یا غصہ یا حلم یا مالداری یا ناداری یا بزدلی یا بہادری سے کیسے واقف ہو سکتا ہے۔

اسی طرح فقرار غیر مذاہب یا حکماء اربع عناصر کی صورت اور تاثیر سے کلی جزئی طور پر واقف ہوتے ہیں نہ کہ کلی طور پر کیونکہ عقل جزوی کی رسائی جز و تک ہی ہو سکتی نہ کل تک۔

برخلاف اس کے علمار راسخین صرف ان اجزاء کے اربع عناصر کی صورت اور تاثیر سے ہی واقف نہ ہوتے بلکہ ان کی حقیقت اور کمال سے بھی واقف ہوئے۔ جیسا کہ ارشاد حق ہے۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ یعنی اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے لوگ روح کے متعلق پوچھتے ہیں، تم کہدو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ اور ہم نے روح کے متعلق کچھ علم دیا ہے تو وہ علمائے راسخین کو دیا ہے۔

عقل کل اور عقل معاد اور حواس خمسۂ باطنی سے جب علمار راسخین روح کے متعلق بھی علم رکھتے ہیں تو اسکے فرع و عکس سے یعنی اربعہ عناصر کی صورت اور تاثیر اور

حقیقت سے بالا ولی واقف ہونا چاہیئے۔

اس لئے بموجب ارشاد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ" کے لفظا ومعنی اور حقیقت جیسے عرفا ربانی جان سکتے ہیں۔ غیر مذاہب کے لوگ خواہ جوگیہ ہوں یا برہمنان ہند یا فلاسفر یونان واقف نہیں ہو سکتے ؎

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اگرچہ میں ہر چیز کی صورت اور تاثیر اور حقیقت کے متعلق اوپر بیان کر چکا ہوں لیکن اطمینان اور تسکین خاطر عقل جزدی وعلم الیقین والوں کے لئے دو تین باتیں اپنے پر گذری ہوئی اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر گزری ہوئی اور قرآنِ پاک کی بیان کردہ لکھتا ہوں۔ میرا پورا یقین ہے کہ ہر چیز کی صورت اور ہے اور اس کی حقیقت اور ہے

میں نے ایک روز قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے ہوئے تفسیر میں یہ دیکھا کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ تبارک روزمرہ پڑھے گا تو یہ سورہ شریف اس پڑھنے والے کے بخشش کے واسطے اللہ تعالیٰ سے اصرار کرے گی میں نے اسی وقت سے ارادہ کیا کہ انشاء اللہ روز پڑھوں گا۔ تو اسی شب کو میں نے خواب میں دیکھا

Marfat.com

کہ رب العالمین تخت انصاف پر تشریف رکھتے ہیں اور میں بحیثیت گنہگار بندہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور میرے سامنے ایک خوبصورت عرب بلباس عربی میری بخشش کے واسطے رب العالمین سے اصرار کر رہے ہیں۔ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ یہ سورہ تبارک کی حقیقت ہے۔ میرے مرشد حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم مرض بواسیر میں سخت مبتلا ہوئے اور اُمید زندگی نہ رہی ہمنے اپنے مرشد نیر محمد خانصاحب رحمتہ اللہ علیہ کو حال لکھا اور دعا کے واسطے عرض کیا۔ اس کے بعد تین روز تک شب کو عشار کے بعد صبح کی اذان سے بیشتر ایک چھوٹے سے قد کا آدمی رسوت کا اور اس کے ہاتھ میں رسوت کی تھالی ہوتی اور رسوت اس میں رکھی ہوتی اور وہ آدمی رسوت کا اپنی رسوت کی تعریف تمام شب کرتا کہ مجھے میں اللہ تعالیٰ نے فلاں فلاں مرضوں کے مدافعت کے لئے یہ صفت پیدا کی ہے۔ تیسرے روز چٹھی رساں نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا خط دیا اس میں تحریر فرمایا تھا کہ شب کو رسوت بھگو دیا کرو اور صبح کو اس کا آب زلال پی لیا کرو۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی کیا اور ہم کو فائدہ ہوگیا۔ حضرت محمد علی نیئر خانصاحب رحمتہ اللہ علیہ میرے مرشد فرماتے تھے

Marfat.com

جس روز سے حضرت صاحبؒ کا عنایت نامہ روانہ ہوا اسی روز سے اللہ تعالیٰ نے حقیقت رسوت کو مخاطب کردیا کہ وہ اپنی فوائد کے متعلق عجیب حالات بیان کرتی رہی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جو تعبیر عزیز مصر کو دی وہ بالکل صحیح تھی لیکن حقیقت صورت قحط بشکل گائے لاغر و فربہ عزیز مصر نے دیکھا۔

شمس و قمر کا سجدہ کرنا وہ حقیقت و صورت والدین تھی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قبرستان میں گیا تو مردوں کی ہڈیاں مجھ کو دیکھ کر ہنستی ہیں۔ ہڈیوں کے نہ منہ ہے نہ دانت لیکن ان کے ہنسنے کی کیفیت سے جیسا میں متاثر ہوا دوسرا نہیں ہو سکتا۔

مثلاً:۔ کسی کے دردِ شکم یا قولنج یا دردِ گردہ یا دردِ سر ہے اہل درد اس درد سے چلاتا ہے اور اس کے چہرہ سے اضمحلال ٹپکتا ہے جو اس کی تکلیف کی خبر دیتا ہے لیکن درد نہ کسی کو نظر آتا ہے نہ کسی آلہ سے دکھتا ہے لیکن عالم حق میں اسکی حقیقت ضرور ہے۔ تخم خشخاش یا تخم برگد وغیرہ میں درخت کے پھول پھل رنگ و بو ذائقہ اثر پتے ٹہنے جڑ ضرور ہیں لیکن نہ کوئی آنکھ اس کو دیکھتی ہے نہ کوئی دوربین یا خوردبین ان کو دکھاتی ہے نہ کوئی آلہ۔ مگر بذریعہ علم الیقین یہ بات حق الیقین

Marfat.com

تک مانتے ہیں کہ حقیقت درخت اسی تخم کے اندر ہے۔
علیٰ ہذا القیاس علم حق ہیں اور حقیقت ممکنہ ہیں ہر چیز کی صورت و شکل اور حقیقت ہے۔ اسی طرح عقل جزوی کی اصل عقل کُل ہے جو اولیاء کو نصیب ہے۔ اور عقل کل کی اصل عقل انبیا علیہم السلام ہے اور حضرات انبیاءؑ کی عقل کی اصل اسمار و صفات حق ہیں۔ اسی طرح حواس خمسہ ظاہری کی اصل حواس خمسہ باطنی ہیں اور حواسِ خمسۂ باطنی کی اصل روح ہے اور روح کی اصل اسمار وصفات حق ہیں۔
چنانچہ خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
زبان مرآت (آئینہ) دل است۔ و دل مرآت روح و روح مرآت حقیقت انسانی و حقیقتِ انسانی مرآت ذات غیب الغیب است۔
اسی معرفت و تحقیق کے بارے میں حضرت مولانا رومیؒ بھی فرماتے ہیں۔

بحر بے پایاں بود عقل بشر — بحر را غواص باید اے پسر
عقل انسان مانند دریائے ذخار ہے — لیکن دریا میں غوطہ مارنے والا چاہیئے
نور نور چشم خود نور دل ست — نور چشم از نور دلہا حاصل ست
نور آنکھ کا خود نور قلب ہے — آنکھ کا نور دل سے حاصل ہوتا ہے
باز نور نور دل نور خدا ست — کو ز نور عقل و حس پاک و جدا ست
پھر نور دل نور خدا سے ہے — اور وہ نور دل عقل او حس سے پاک ہے

Marfat.com

جب اربع عناصر کی بنی ہوئی چیزوں میں علم عقل قیاس حس دید وشنید آلہ سب بیکار ثابت ہوئے تو انسان جو جامع حقیقت مخلوقات ہے اس کے مقابلہ میں لازمی طور پر سب اشیاء تحقیق کی بیکار ثابت ہونگی بلکہ میں بطور نمونہ کے کہتا ہوں سنیئے نمبر اول میں صرف انسان کے اعضائے ظاہری مرکب یا ربعہ عناصر کے متعلق کچھ مختصر سا بیان کیا گیا ہے۔ منجملہ اور اعضا ایک عضو بھیجہ ہے۔ اس کے متعلق حکماء سابقین اور حال کے سائینس والوں نے اپنی تحقیق میں خوب کاغذ سیاہ کیئے ہیں۔ لیکن سب قیاسی دلائل ہیں خود دیکھ سکے نہ اوروں کو دماغ کی بابت بتا سکے کہ کس جگہ کیا کیا صفات خلا میں یا گوشت یا کھال میں رکھی ہیں یا چپکی ہوئی ہیں۔ نہ اُن کا فوٹو لے سکے۔ اس دماغ میں نہ سیاہی ہے نہ دوات ہے نہ قلم ہے نہ کاغذ ہے لیکن مقررین اور مصنفین میں سے بعض نے اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ ان کی تصانیف کا وزن ان کے تمام جسم کے وزن سے بھاری ہے یہ علوم کہاں تھے جو کتابت میں آئے۔ اگر دماغ میں گراموفون کے ریکارڈ کے باریک باریک نقطے ہیں تو ان علوم اور تصانیف کے باریک سے باریک بھی نقطے دماغ میں نہیں آسکتے اور تھوڑی دیر کے لئے مان لیا جائے کہ واقعی نقطے ہیں اور خوردبین سے انکا کچھ کچھ

اظہار ہوتا ہے تو عقل اسکو کبھی بھی باور نہیں کر سکتی کیونکہ اگر ایک صفحہ کی تقریر یا تحریر ایک صفر میں موجود ہو تب بھی تصنیفات اور تالیفات کے اس قدر اوراق ہیں کہ دماغ کے بھیجہ پر ان کے نشانات یا نقطے کسی طرح بھی نہیں آسکتے۔ اور پھر مان بھی لیا جائے تو جو نشان نقطہ کسی نوع کا اول لگا ہے وہ اول بولنا چاہئے اور بعد والا بعد میں لیکن انسان علمہ البیان جب چاہتا ہے جو تقریر اول کی ہو یا آخر کی بچپن کی ہو یا جوانی کی دین کی ہو یا دنیا کی وغیرہ وغیرہ بیان کرتا ہے۔ ایک گراموفون کے ریکارڈ پر چھوٹی سی تقریر یا اشعار ہوتے ہیں جو چار پانچ سطریں لکھے جا سکتے ہیں اور بمقابلہ بھیجہ انسان کے ریکارڈ بہت بڑا ہوتا ہے تو انسان کے چھوٹے سے بھیجہ میں یہ علوم کہاں کس جگہ ہیں۔ اس کا عینی معائنہ اس کا فوٹو اس کا ایکسرے اس کی تمہید اس کی تفتیش اس کی تحقیق ان کے علوم ان کے آلہ سب ہیچ ہیں۔

جب تخم برگد کو چیر کر اس کا فوٹو لے کر اور اس فوٹو کو بڑا کر کے نہیں دکھلا سکتے کہ اس تخم میں اس قدر بلندی کا درخت ہے اس کے اس قدر پتے ہیں اس قدر شاخیں ہیں وغیرہ تو انسان جامع مخلوقات کے دماغ کے حالات اور صفات اور کمالات کو کیا جان سکتے ہیں۔ اور کیا بتا سکتے ہیں اور کیا بیان کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

خدا کی معرفت جملہ اجزاء انسان سے تو کیا ایک عضو دماغ سے ہی حاصل ہے۔ کیونکہ دماغ کی صفات اثرات کے اخذ کرنے سے خود عاجز ہے۔ اور حقیقت انسان کے معاملات جو اب آگے بیان کئے جائیں گے وہ اس استدلال سے بھی باریک تر اور قوی تر ہیں۔ لہذا اس حدیث شریف مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ ، عوام وخواص اپنی اپنی حیثیت کے موافق معرفت رب سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں لیکن کمال انسان سے کہ جس کی وجہ سے بشر ملائکہ سے افضل ہے اس حقیقت انسان سے پوری معرفت حقیقتاً حضرات انبیا علیہم السلام کو حاصل ہے اور کچھ کچھ اخص الخواص اولیا کو تبعیت وراثت انبیا کے لحاظ سے حاصل ہے۔

جب فرشتوں کے علم سے ہمارا علم لا علم ہے تو انسان کامل جس کا استاد خود خدا ہو اس کے علوم سے حکما یونان یا غیر مذاہب کے ذعرا، عقل جزوی اور عقل معاش اور حس ظاہری والے کیا علم رکھ سکتے ہیں اور کیا بیان کر سکتے ہیں۔ اور کیا پہچان سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

آدم خاکی زحق آموخت علم	تا بہفتم آسماں افروخت علم
انسان خاکی نے علم اللہ سے سیکھا ہے	اور اسی علم سے ساتوں آسمانوں کو روشن کیا
نام ناموس ملک را در شکست	کورئ آنکس کہ با حق در شک است
انسان نے علم میں فرشتوں کو شکست دی ہے	وہ شخص بالکل اندھا ہے کہ خدا کی ذات میں شک کرے

Marfat.com

حکمائے یونان وجوگیہ و برہمنان ہندوستان اور راہب وغیرہ صورت فقراء میں ایسے ہیں جیسے لفظ گوشِ خر گوشت خر صورت اور حرفوں میں برابر ہیں لیکن معناً زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیا چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گوشِ خر بفروش و دیگر گوش خر کیں سخن را در نیابد گوشِ خر

اپنے گدھے کے سے کان فروخت کر دے اور معرفتِ حق کے سننے کے کان خرید۔ کیونکہ معرفت رب کی باتیں سننے کے قابل یہ کان نہیں ہیں۔

اسی طرح میں نے جو استدلال اور حقائق اور فرق عقل جزوی و عقل کلی و عقل معاش و عقل معاد و عقل نورانی و عقل ظلمانی اور حواس خمسہ ظاہری و حواس خمسہ باطنی فقراء اسلام وغیر اسلام کا بیان کیا ہے۔ اس کو بھی ہر شخص اور ہر ایک عقل والا نہیں سمجھے گا بلکہ جس کو شریعت اور تصوف اور نیز فلسفہ الٰہیات کا علم ہو گا وہ سمجھے گا۔ اور حقیقتاً وہ خوب سمجھے جس نے صوفیہ کی صحبت سے فائدہ اٹھایا ہے اور راہِ سلوک بھی طے کیا ہے۔

۶۔ کمالاتِ بشری متعلق لطائف خمسہ عالم خلق

لطائف خمسہ عالم خلق کے متعلق میں بہت مختصر بیان کرتا ہوں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ انسان کو دس لطائف سے مرکب و مزین فرماتے ہیں۔ پانچ لطائف عالم خلق

Marfat.com

اور پانچ عالم امر سے۔
عالم خلق اسی کو کہتے ہیں جو بتدریج پیدا ہوا۔ عالم امر وہ ہے جو لفظِ کُن کے ساتھ پیدا ہوا۔ اب میں لطائف خلق کے متعلق مختصراً بیان کرتا ہوں اور عالم امر کے لطائف کے متعلق نمبر (۷) میں تشریح کی جائے گی۔

سوال:۔ لطائف خمسۂ عالم خلق سے کیا مراد ہے؟
جواب:۔ خاک۔ آب۔ باد۔ آتش اور ان کی حقیقت نفس ہے۔
یہ چاروں لطائف ایک دوسرے سے متضاد ہیں اور ان میں شر و فساد لازمی ہے۔ اسی واسطے کیا انسان کیا حیوان بڑا ہو یا چھوٹا حتیٰ کہ چیونٹیوں میں بھی جنگ ہے۔ اس جنگ سے وہ محفوظ ہے کہ جو اربع عناصر کی اختلاط سے محفوظ ہے باقی سب اشیاء خواہ وہ نباتات سے ہوں خواہ جمادات سے خواہ حیوان ہوں یا انسان جنات ہوں یا خیالات ہوں سب میں جنگ ہونا لازمی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایں جہاں جنگ ست چوں تو بنگری	ذرہ ذرہ ہمچو دیں با کافری
اگر تو غور سے دیکھے تو اس جہان میں سبکی جنگ ہے	ہر ذرہ ہر ذرہ سے جنگ میں ہے جیسے اسلام اور کفر کی جنگ ہے
آں یکے ذرہ ہمی پرد بچپ	واں دگر سوئے یمیں اندر طلب
ایک ذرہ بجانب چپ اُڑ رہا ہے	تو دوسرا اسکے خلاف بجانب راست پرواز کرتا ہے
جنگ فعلی ہست از جنگ نہاں	زیں تخالف آں تخالف را بداں

Marfat.com

یہ جنگ زبان سے ہے یا ہاتھ پاؤں سے حقیقتاً تیرا اندرونی خیالات کا اظہار ہے
یہ مخالفت ظاہری حقیقتاً اندرو… مخالفت ہے

جنگ ما و صلح ما در نور عین
نیست از ما ہست بین الاصبعین

جنگ ہماری اور صلح ہماری حقیقتاً
یہ ہماری نہیں ہے بلکہ خالق کی …

جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول
درمیان جنگ ما جزنیست حول

فعل سے قول سے اور خیال میں جو جنگ ہے
یہ سب قوت اور اثر اندرونی اربع عنا…

ایں جہاں زیں جنگ قائم می بود
در عناصر در نگر تا حل شو…

یہ جہان اسی جنگ سے قائم ہے
اربع عناصر کے اثرات قیام جسم کیلئے…

چار عنصر چار استون قوی است
کہ بریشان سقف دنیا مستوی ست

یہ چاروں عنصر چار کھمبے مضبوط ہیں
ان چاروں کھمبوں پر دنیا کی چھت قا…

پس بنا خلق بر اضداد بود
لاجرم جنگے سترن از ضرر و س…

بنیاد تخلیق عالم (دنیا) ہی ضد پر ہے
اس لئے نفع اور نقصان سے کیوا جنگ ہے…

ہست احوالش خلاف یکدگر
ہر یکے باہم مخالف در اثر

ہر عنصر اور ہر چیز دنیا کی ایک دوسرے سے خلاف ہے
اسی طرح اپنے اپنے اثر میں بھی مخالف…

چونکہ ہر دم راہِ خود را میزنی
با دگر کس سازگاری میکنی

تو اپنی برائیوں سے اپنی خرابی کرتا ہے
تو دوسرے کی بھلائی کیا کرے…

فوجِ لشکر ہائے احوالت بہ بیں
ہر یکے با دیگرے در جنگ و کیں

تیرے اندرونی لشکر خیالات عند میں گو دیکھ
کہ وہ تیرے جسم میں خود جنگ و عداوت میں…

می نگر در خود چنیں جنگ گراں
پس چہ مشغولی بجنگ دیگراں

Marfat.com

خدا نے ہمیں ہی جنگ و فساد کو بجھ — دوسروں سے جنگ کیوں کرتا ہے

ن جہاں جز باقی و آباد نیست — زانکہ ترکیب وے اضداد نیست

وہ جہاں آباد ہے اور سب نیست ہے — کیونکہ بنیاد اسکی ضد پر نہیں ہے

ست بیرنگی اصول رنگہا — صلحہا باشد اصول جنگہا

رنگی ہی باعث رنگ ہے کیونکہ ظہور رنگ ہی اظہار بیرنگی ہے۔ اگر رنگ نہ ہوتا تو بیرنگی کو کون جانتا اور صلح و آشتی ہی سبب جنگ ہے۔

نگہا بیں کان اصول صلحہاست — چوں نبی کہ جنگ او بہر خداست

نگ ہی سبب صلح کی ہوتی ہے — (ترجمہ مع مختصر شرح)

جیسے کہ حضور نے جہاد کرکے کفر اور جہالت اور عداوت اور ظلم کو ہمیشہ کے لیے ختم کردیا اور تخم محبت دلوں میں بو دیا۔ اگر آپ جہاد نہ کرتے تو کفار بار بار چڑھائی کرکے ہمیشہ خون ریزی کیا کرتے اور وہ خون ریزی مثل حرب البسوس کی جاری رہتی۔"

طرفہ آں جنگے کہ اصل صلحہاست — شاد آں کایں جنگ او بہر خداست

یہ عجیب جنگ ہے کہ جس کا انجام صلح ہو — وہ مبارک جنگ ہے جو خدا کے واسطے ہو

یہی جنگ انسان کے واسطے مفید ہے اور یہی جنگ انسان کیواسطے باعث ضرر شدید ہے اگر انسان میں متضاد عناصر نہ ہوتے تو انسان بہترین مخلوقات نہ ہوتا اور انسان کو مثل فرشتوں کے مقام معلوم میں رہنا ہوتا اور ہر ترقی سے محروم رہتا اور خلعت کرمنا بنی آدم و خلیفۃ اللہ کا اس کو عنایت نہ کیا جاتا انہی اربع عناصر متضاد کا ایک جگہ

Marfat.com

جمع ہونا خلافِ عقل ہے۔ اور انہی اجزاء متضاد کا جمع ہونا اور ایک عنصر کا دوسرے عنصر پر زیادتی نہ کرنا اور انہی اجزائے متضاد کا جسم انسان میں قیام انسان کا باعث ہونا۔ اور ایک جزو کا دوسرے جزو کو نیست و نابود نہ کرنا بموجب حدیث شریف مَنْ عرف نفسہٗ فَقَدْ عرف ربہٗ ذات واجب الوجود کے ہونے کی کافی دلیل ہے۔

آگ جب پانی سے ملے گی تو بحالت غلبہ پانی کو نیست و نابود کر دے گی اور پانی غالب آ گیا تو آگ کو ختم کر دے گا۔ لیکن جسم انسان میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ لیکن حکیم مطلق کی عجیب قدرت ہے کہ اس جہان کی ہر چیز میں یہ چاروں عناصر موجود ہیں مثلاً پانی میں بجلی، پتھر میں آگ، پتھر میں پانی اور مٹی میں پانی اور آگ لکڑی میں آگ، اور پانی وغیرہ وغیرہ اور ہوا ان سب میں متصرف ہے اور صوفیہ اور حکما اس پر متفق ہیں۔

قرآن شریف بھی وجودِ انسان میں پانی اور مٹی کے جزو کی خبر دیتا ہے اور جب پانی ہے تو آگ کا وجود بتجربہ بالا دلیل ثابت ہے اور ہوا تو ہر وقت ہی اس کے وجود کے قیام کا باعث ہے۔

حکمائے یونان اور جوگیہ برہمنان ہندوستان نے اپنی عقل

Marfat.com

جزوی اور پانچ حواس ظاہری اور اثرات اور علم حکمت کے ذریعہ سے اربعہ عناصر کا وجود وجدان میں تسلیم کیا ہے لیکن اس کی حقیقت سے واقف نہ ہوئے صرف صورت اور اثر سے واقف ہوئے۔ اور حکماء الہٰی نے علاوہ عقل جزوی وحواس خمسہ ظاہری کے عقل کل وحواس خمسہ باطنی سے و نور فراست قلب سے ہر چیز کی صورت کو دیکھا اثر کو دیکھا اور حقیقت کو دیکھا۔ اور جس لطیفۂ عنصری پر جو فیضان حق جاری ہے اس کو دیکھا۔ اور جس جس لطیفہ کی ترقی جس مقام تک ہے اس کو دیکھا اور اس کی خوب شرح فرمائی ہے۔

بعض وقت لطائف عالم خلق و لطائف عالم امر مجموعی طور پر جناب باری سے مستفیض ہوتے ہیں اور بعض وقت الگ الگ جذبات اور واردات سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔

سوال :- جذبات کس کو کہتے ہیں اور واردات کس کو کہتے ہیں

جواب :- جذبات اس حالت کو کہتے ہیں کہ جب قلب کی کشش خدا کی طرف ہو اور واردات اس حالت کو کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی طرف سے قلب پر خود بخود رحمت و فیضان وارد ہو اور جذبات وواردات کی بے نہایت قسمیں ہیں جس سالک پر گذرتی ہیں وہ جانتا ہے غیر سالک اس سے بالکل خبردار نہیں

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

Marfat.com

بوجوہات مندرجۂ بالا تحقیقات صوفیہ اسلام بمقابلہ حکمائے یونان وجوگیہ و برہمنان ہندوستان نہایت قوی ہے۔

لطیفۂ قلب لطائف عالم خلق ولطائف عالم امر کے درمیان برزخ ہے۔ جیساکہ عرشِ معلی عالم شہادت وعالمِ غائبت کے درمیان برزخ ہے۔ یا جیسے اسم ذات اسماء وصفات اور ذاتِ حق کے درمیان برزخ ہے یا جیسے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات درمیان جمیع مخلوقات اور خالق مخلوقات کے برزخ کبری ہے اس قلب میں جو نور و اثر ذکر و فکر حق سے پیدا ہوتا ہے اس سے سب لطائف عالم خلق وعالم امر مستفیض ہوتے ہیں۔ لیکن جزوی طور پر مگر کلی طور پر ہر لطیفہ ہر ایک مقام میں اپنی اصل حقیقت سے مستفیض ہوتا ہے چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں کہ لطیفہ قلب کی درستی اور نورانی ہونے پر لطیفہ روح پھر لطیفہ سر پھر لطیفہ خفی۔ پھر لطیفہ اخفیٰ کو ذکر حق سے منور کرکے لطیفۂ نفس کیطرف مخاطب ہونا چاہیئے۔ اور یہ لطیفہ نفس خلاصہ اور عطر ہے لطائف اربع عناصر کا اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خلیفۂ اعظم ہیں اور مرتبۂ اجتہاد طریقت میں پہنچے ہوئے ہیں۔ ان کا اجتہاد

Marfat.com

یہ ہے کہ بعد ذاکر اور نورانی ہونے قلب کے لطیفہ روح۔ سر خفی۔ اخفیٰ کو چھوڑ کر لطیفہ نفس کی طرف مخاطب ہونا چاہئیے۔ کیونکہ یہ چاروں لطائف عالم امر کے درمیان لطیفہ قلب و لطیفہ نفس کے ہیں یہ خود بخود منور و نورانی ہو جائیں گے

لطیفہ قلب جب پوری طور پر ذکر حق سے نورانی و متاثر ہو جاتا ہے تو اس سالک پر مقام فنا و بقا کے انوار پڑ کر وحدۃ الوجود ہمہ اوست کا حال اس پر طاری ہو جاتا ہے۔ اس مقام تک مجموعی حیثیت سے جز دی طور پر ہر لطیفہ کو ترقی ہے اب اس کی کیفیت مفصل اور اور عالم خلق اور عالم امر کے متعلق تشریح کی جاتی ہے

چونکہ مقام ہمہ اوست۔ وحدت الوجود۔ کفر طریقت فنا۔ بقا ولایت صغریٰ۔ مقام جمع۔ نسیان ماسوی اللہ۔ یہ سب نام ایک ہی حالت و مقام کے ہیں لیکن اس کی اصلیت اور حقیقت سے غیر مذاہب والے تو کیا اکثر صوفی ہی کم سمجھتے ہیں صوفیہ اسلام میں اس مسئلہ میں تین خیال کے صوفی ہیں۔

۱۔ اول گروہ اس بات کا قائل ہے۔ کہ عالم حق تعالیٰ کی ایجاد سے قائم ہے اور جو کچھ اس میں اوصاف و کمال ہیں یہ سب حق تعالیٰ کی ایجاد سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ

Marfat.com

اس کو جزئی یا کلی طور پر کوئی نسبت نہیں۔

۲۔ دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ یہ عالم حق تعالیٰ کا ظل ہے۔ لیکن اس بات کے قائل ہیں کہ عالم خارج میں موجود ہے لیکن بطریق ظلیت نہ بطریق اصلیت مگر وجود حق تعالیٰ کے وجود سے قائم ہے۔

۳۔ تیسرے گروہ کا یہ خیال ہے۔ اور وحدۃ الوجود کا قائل ہے۔ یعنی خارج میں فقط ایک ہی ذات موجود ہے اور عالم کا خارج میں علمی ثبوت کے سوا ہرگز کوئی ثبوت ثابت نہیں۔

اول خیال صوفیہ کے خیال اور تحقیق کی تائید قرآن و حدیث کرتے ہیں اور دوسرے اور تیسرے خیال کے لوگوں کے بیان کی قرآن حدیث سے تائید تو کجا بلکہ تردید ہوتی ہے۔ قرآن و حدیث غلطی سے بالکل پاک ہیں اور ہر شخص کے خیال علم و کشف میں غلطی ہونا ممکن بلکہ لازمی ہے۔

اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کو صاف ارشاد فرمایا ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ یعنی جو کچھ رسول اللہ فرمادیں وہ کرو وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ اور جس کو منع فرمادیں نہ کرو۔

لہٰذا اس مسئلہ وحدت الوجود کا قائل سراسر خطرہ میں ہے اور اہل حال خطرہ سے بری ہے اور خدا کا مقبول ہے۔

اس مسئلہ کی بابت میں نے مختصراً لکھ دیا ہے اگر اس مسئلہ کی کوئی کامل تحقیقات دیکھنا چاہے تو وہ میری کتاب "معیار السلوک"

Marfat.com

"ودافع الاوہام وازالۃ الشکوک" میں دیکھئے اب میں لطائف عالم خالق و لطائف عالم امر کے متعلق بیان کرکے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکماء یونانی جسم انسانی میں کس کس چیز کا ہونا اور ان کے اثرات کیا کیا بیان کرتے ہیں۔ اور حکماء ایمانی ور وحانی کیا فرماتے ہیں۔ حکماء یونان اربعہ عناصر اور ان کے اثرات کو مان کر وجود خلق کا قیام ان کی وجہ سے مانتے ہیں۔ لیکن ان اربع عناصر اور لطیفۂ نفس کے متعلق خدا کی جناب میں تقرب کی بابت ان کی زبان بند ہے۔ اور کچھ بیان نہیں کرتے۔ اور بیان کریں تو کیا کریں جبکہ جناب باری میں ان کو یا ان کی عقل جزوی کو رسائی ہی نہیں ہے بلکہ اس عالم شہادت میں جن اشیاء کا ظہور ہے۔ اس کی صرف صورت اور اثر سے کچھ واقف ہیں لیکن اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہوئے تو تقرب حق اس سے کہیں بالا تر پایہ رکھتا ہے۔ جہاں عقل جزوی وحیات ظاہری کے پر جلتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات میں جب سالک ولایت صغریٰ کو جو ظل ہے۔ اسماء و صفات حق کا طے کر چکتا ہے۔ تو ولایت کبریٰ میں اس کا قدم پہنچتا ہے جو مقام کہ اسماء و صفات کا ہے۔ اس کے آگے

Marfat.com

مقام ولایت علیا ہے جو فرشتوں کی ولایت ہے۔ اس مقام میں ترقی تین عناصر سے ہوتی ہے۔ آتش۔ آب۔ باد یہ تشریح اور خبر اور حقیقت تین لطائف عالم خلق کے متعلق صرف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔ اور سوائے آپکے کسی حکیم یا فلاسفر یونان یا جوگیہ یا برہمنان ہندوستان یا راہبٹ غیرہ نے نہیں دی یہ ہے فرق تحقیقات اور عروج نسبت فقراء اسلام و فقراء غیر مذاہب میں اور یہی نہیں کہ ان لطائف اربع عناصر سے تین عناصر کے متعلق حضرت امام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا اور ان کی ذات تک یہ علم ختم ہوگیا اور اس میں یہ احتمال کسی کو پیدا ہوتا اور کہنے کو جگہ تھی کہ عالم غیب کی قرب و مکشوفات میں اہل کشف کو غلطی ہونا ممکن ہے اگر یہ حالات کشفی متعلق ان تین عناصر و دیگر مقامات مجددیہ کے صحیح ہوتے تو اور دیگر اہل سلوک طلبہ مجددیہ کو ضرور معلوم ہوتا۔ تو یہ اعتراض اور شبہ کے دور کرنے کے واسطے میں صرف حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ کا ایک چھوٹا سا ارشاد سناتا ہوں۔

"حضرت امام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے سلوک اور مقامات میں اب کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا کیونکہ ہزارہا صلحا اور علماء اور طلبہ نے راہ سلوک میں وہ ہی دیکھا جو حضرت

مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اور بال برابر اس میں فرق نہ پایا۔"

۷۔ کمالات بشری متعلق لطائف خمسہ عالم امر۔ ان پانچ لطائف عالم امر قلب، روح، سِر، خفی، اخفیٰ کے متعلق سامعین غور سے سنیں اور قارئین غور سے پڑھیں۔ ان پانچ لطائف عالم امر کے متعلق فقراء و حکماء غیر مذاہب تو کجا اولیاء متقدمین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے بھی پوری خبر نہیں دی۔ کسی بزرگ نے لطیفہ قلب کی خبر دی اور کسی نے لطیفہ روح کی خبر دی اور شاذ و نادر کسی نے لطیفہ سر کی خبر دی لیکن مجملاً نہ مفصلاً اور جن لطائف کی خبر دی ان کے انوار کے رنگ کی خبر نہیں دی اور نہ یہ خبر دی کہ کونسا لطیفہ کس نبی کے زیر قدم ہے لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے لطیفہ قلب اور روح اور سِر کے علاوہ لطیفہ خفی اور اخفیٰ کی بھی خبر دی اور ان کے مقامات اور انوار کی خبر دی اور جس جس لطیفہ کا تعلق جس جس نبی اولوالعزم علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے اسکی بھی خبر دی۔

۱۔ لطیفہ قلب۔ اس کا نور زرد ہے اور مقام اس کا دست چپ کی طرف سینہ سے دو انگل نیچے پسلی کے پاس اور یہ لطیفہ قلب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔

Marfat.com

۲۔ لطیفہ روح اس کا نور سُرخ مثال آگ کے ہے اس کا مقام دست راست کی طرف سینے سے دو انگل نیچے ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہے۔

۳۔ لطیفہ سر یہ لطیفہ دست چپ کی طرف سینہ سے یعنی پستان سے دو انگل اونچا ہے۔ اس کا نور سفید مثل آفتاب کے ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔

۴۔ لطیفہ خفی یہ لطیفہ دست راست کی طرف پستان سے دو انگل اونچا ہے نور اس کا سیاہ ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

۵۔ لطیفہ اخفیٰ یہ لطیفہ وسط سینہ میں ہے نور اس کا سبز ہے اور یہ لطیفہ زیر قدم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

۶۔ لطیفہ نفس جولب لباب اور عطر اربع عناصر ہے اور پر از شرو فساد اور تکبر ہے اس کا مقام پیشانی انسان ہے نور اس کا سفید مائل بہ نیلگونی ہے۔ جیسا رنگ شب کو چاندنی کا ہوتا ہے۔ اسی سبب سے اثنار نماز میں پیشانی زمین پر رکھنے کا حکم ہے۔

سوال - زیر قدم حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لطائف کے ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب :- ان لطائف کا ہر ایک نبی الوالعزم سے تعلق

Marfat.com

خاص ہے اور ان کی ذات اقدس کے توسل سے جناب الٰہی میں ترقی نصیب ہوتی ہے جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ منصب خلعت میں آپ شانِ خاص رکھتے ہیں یا جیسے موسٰی کلیم اللہ خدا سے ہم کلامی میں آپ کو خاص مرتبہ حاصل ہے۔ علیہما الصلوٰۃ والسلام۔ علیٰ ہذا القیاس جیسے ہر مدرسہ میں درجہ الگ الگ ہوتے ہیں۔ کوئی درجہ فقہ کا کوئی حدیث کا کوئی اصول کا کوئی منطق و فلسفہ وغیرہ وغیرہ ہر طالب ہر جگہ سے اُن اساتذہ سے سیکھتا ہے۔

یہ بات میں بفضلہ تعالیٰ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان لطائف کے مقام اور انوار کے رنگ اور حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لطائف کا تعلق اور جناب حق کا تقرب حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت تک کسی کتاب آسمانی یا کسی کتہائے فلاسفران یونان یا جوگیہ یا برہمنان ہندوستان یا فقراء امم سابقہ یا عقلاء موجد علوم جدیدہ یا حکماء ڈاکٹر جرمن و امریکہ فرانس و انگلستان نے بیان نہیں کئے یہ علوم و معارف حقائق و دقائق جدیدہ صرف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں۔ اسی واسطے آپ کو مجدد الف ثانی

Marfat.com

کہتے ہیں - اور یہی علوم نہیں - بلکہ علاوہ مسئلہ ہمہ اوست
کے جو صوفیاء متقدمین میں رائج ہے اور کتابیں اس کی تحقیق
اور تائید اور تردید اور تصدیق اثبات اور نفی میں مملو
ہیں اور اس کو اکثر صوفیہ مقام انتہائی فرماتے ہیں
حضرت مجدد الف ثانی رحمت اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے
حال سے اقرار اور قال سے انکار فرمایا ہے اور بندۂ خاکی
کا فنا ہو کر خدا کی ذات میں یا اس کی صفات میں یا اس
افعال میں حلول واتحاد سے انکار فرما کر علم صوفی کی فنا
کا اقرار فرمایا ہے اور خدا کے بندگان خاص میں ان
لوگوں کو شمار فرمایا ہے جنکا علم محبت رب میں فنا ہو کر
انھوں نے اپنے علم میں ہر چیز کو عین خدا جانا یا ان کے
علم میں وجود خلق مفقود ہو کر صرف ذات حق کو موجود پایا او
اس کے آگے اور مقام قرب - ولایت کبریٰ ولایت علیا
کمالات نبوت، کمالات رسالت کمالات اولو العزم وغیرہ
بیان فرمائے جو متقدمین عرفاء کی کتابیں ان مقامات کی تشریح
سے خالی ہیں اسی واسطے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ
کو مجدد الف کہتے ہیں۔

اِن ولایات اور کمالات کی مختصر کیفیت سے کوئی واقف
ہونا چاہے تو وہ میری کتاب معیار السلوک ودافع الاوہام والشک

Marfat.com

دیکھیں اور مفصل واقف ہونا چاہے تو مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دیکھے۔

اور حقیقتاً یہ جملہ معارف حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال و معارف ہیں جو ملائکہ اور حضرات انبیاء اور صحابہ رضی اور اولیاء اللہ میں اظہار ہوا ہے اور انشاء اللہ حشر تک بشکل دیگر بنوع دیگر ہوتا رہے گا بلکہ خود حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ہزار سال بعد پھر مجدد الف ہوگا اور وہ جدید معارف بیان کریگا۔ اسیواسطے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کا امت پر بڑا احسان ہے اور ہزار سال تک ان سے امت کو فیض پہنچے گا اور ان کی ولایت کا منکر فاسق ہے۔

ہاں البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان لطائف کے انوار جسم میں کسی جگہ ظاہر نہیں ہوتے اور خصوصاً لطائف کے مقامات قرارداد پر نظر نہیں آتے لیکن معترض کے اعتراض کا یہ جواب ہے کہ نور نگاہ کو نور نگاہ نہیں دیکھ سکتا حالانکہ نور نگاہ کا تعلق اور وجود اربع عناصر سے ہے۔ اسی طرح حرباء یعنی گرگٹ کے جسم میں کئی کئی رنگتوں کا اظہار ہوتا ہے اور پھر کبھی سبز کی جگہ سرخ سرخ کی جگہ سیاہ وغیرہ وغیرہ لیکن گرگٹ کو چیر کر دیکھا جاتا ہے تو ان رنگتوں کا کسی جگہ پتہ نہیں لگتا شب کو جگنو کی دم میں بار بار کس قدر روشنی ہوتی ہے اس کے مرنے کے بعد دیکھا جاتا ہے تو اس روشنی کا کسی جگہ نشان تک معلوم نہیں ہوتا۔ بمبئی کے قریب دریا میں ایک مچھلی ۸-۱۰ انچ کی ہوتی ہے اس کو وہاں بدمل کہتے ہیں۔ اس تازہ

Marfat.com

مچھلی کی کھال اکثر اتار کر پھینک دیا کرتے ہیں۔ اس کھال میں شب کو نہایت عمدہ ہلکی ہلکی روشنی دور سے اور قریب سے خوب نظر آتی ہے دن میں بالکل نہیں دکھتی یہ میرا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے علاوہ ازیں پھول کی خوشبو جس کا تعلق اربع عناصر سے ہے لیکن نگاہ اسکو نہیں دیکھ سکتی۔ تو پھر جن لطائف عالم امر کا تعلق اربع عناصر سے نہ ہوا ور مقام ان کی حقیقت کا بموجب تحقیق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بالائے عرش معلیٰ ہو ان کے انوار اور حقیقت کو اربع عناصر کے آلات اور نگاہ کیسے معلوم کر سکتے ہیں جب جانوروں کے انوار اور رنگ وغیرہ کی تہ کو ڈاکٹر اور عقلا نہ پہنچے تو حقائق و انوار اشرف المخلوقات کے انوار صدر اور قلب اور اسرار اور حقائق و معارف کو کب پہنچ سکتے ہیں اسی واسطے لطائف کے معارف اور حقائق اور انوار کی تشریح افلاطون جالینوس۔ ارسطا طالیس۔ بو علی سینا وغیرہ اور حکماء اور عقلاء زمانہ حال کی کتابوں میں نہیں ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے جسم انسان کی ایک ایک رگ وریشہ کی خوب تشریح کی ہے اور انسان اور جانوروں کے مجسمہ بنا بنا کر ہر چیز کو الگ الگ دکھایا ہے۔ لیکن ان لطائف یا انوار یا اسرار کے متعلق مجملاً یا مفصلاً کچھ بیان نہیں کیا ہے اور بیان کریں تو کیا کریں کیونکہ جب عالم بالا سے ان کا تعلق ہی نہیں ہے اور وہ اربع عناصر کی قید میں مقید ہیں

Marfat.com

تو عالمِ بالا کے متعلق سوائے سکوت کے کیا کہہ سکتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چند خواند حکمت یونانیاں حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

اے حکیم تونے بہت سی حکمت کی باتیں پڑھی ہیں لیکن حکمت ایمان والوں کی بھی پڑھ کر دیکھو

اسی طرح فقرا غیر مذہب والوں کی کتابوں میں یہ لطائف اور حقائق کا ذکر نہیں ہے۔ غیر مذاہب کے فقرا یا حکماء یہ کہیں کہ اگر یہ لطائف ہوتے اور ان لطائف کے انوار ہوتے تو ضرور حکماء یا فقرا اس سے واقف ہوتے۔ لیکن میں ان کے اعتراض کا یہ جواب دونگا کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس دم سے کوڑھی اور اندھے صحت یاب اور مردے زندہ ہوتے تھے اس برکت دم کا کوئی فوٹو کوئی نقشہ یا اثر کسی آئینہ یا کسی شیشی یا کسی عقل میں یا کسی کاغذ میں یا کسی زبان میں یا کسی دماغ میں یا کسی تحریر و تقریر میں ہے قطعاً نہیں ہے یا اس دم کرنے کا اثر یا نشان کسی جگہ ان کے جسم مبارک میں تھا بلکہ ہرگز نہیں تھا۔ لیکن ان کمالات اور برکات حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ہر شخص قائل ہے

اسی طرح امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودہ مقامات اور لطائف اور حالات کے ہزار ہا اہل مقر ہیں جنھوں نے بچشم سر اور بچشم سر ہزار ہا بار

ہر چیز کو ویسا ہی دیکھا جیسے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور اس کی تصدیق کرنے والے ایسے مقدس لوگ ہیں کہ اُن میں سے کسی ایک کی طرف بھی کذب کا وہم و خیال نہیں ہو سکتا۔ جیسے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب قاضی ثناء اللہ صاحب مرزا جان جاناں شہیدؒ وغیرہ وغیرہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ اور حضرت مرزا جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ بھی مقامات مظہری میں ایسا ہی فرماتے ہیں کہ میں بذاتِ خود ان سب باتوں کا حق الیقین رکھتا ہوں کیونکہ میں نے خود صدہا بار مقام لطائف اور ان کے انوار کو بچشمِ سر بچشم سر دیکھا ہے اور ویسا ہی بعینہٖ دیکھا جیسا کہ حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

ترا دیدہ و یوسف را شنید ۔۔۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

یا رسولؐ حضور کے حسن کو دیکھا اور حضرتؑ یوسف کے حسن کو سُنا۔ لیکن سنا ہوا معاملہ مانند دیکھے ہوئے کے کب ہو سکتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے صرف انہی لطائف عالم خلق و لطائف عالم امر کی ہی تشریح نہیں کی ہے بلکہ قربِ حق و ذات صفاتِ حق کے متعلق بڑی بڑی باریک اور دقیق معرفتیں بیان فرمائی ہیں۔ نیز اغیر مذاہب تو

Marfat.com

کیا جانیں گے بڑے بڑے مشہور اولیاء اللہ بھی ان معارف کو سنکر حیران ہیں کیونکہ ان معارف جدیدہ کا کسی کتاب اولیاء سابقین میں ذکر نہیں ہے اسی وجہ سے آپ کو مجدد الف ثانی کہتے ہیں۔

لطیفہ خاک کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقام کمالات نبوت میں صرف عنصر خاکی سے جناب حق میں ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اور وجہ اس کی یہ فرمائی ہے۔ کہ خاک سب سے ذلیل تر پست تر ہے اور اکیلی اندھیری ہے۔ اس واسطے اس کی ضد پستی سے بلندی اور اندھیری سے روشنی اور ذلت سے عزت کا ظہور ہے۔

اور انسان کی بزرگی کے اسباب یہ فرماتے ہیں۔ کہ انسان آئینہ کامل ہے جمیع مخلوقات کا اور آئینہ کامل ہے جمیع اسماء و صفات کا سوائے انسان کے مخلوق میں کوئی ایسا جامع وجود نہیں ہے۔

اسی واسطے حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ۔

نہیں سماتا ہوں میں زمین و آسمان میں اور نہ پست و بالا میں نہ عرش میں نہ فرش میں لیکن سماتا ہوں میں قلب مومن میں۔

اور قلب مومن میں سمائی کی یہ وجہ ہے۔ کہ کعبۃ اللہ عرش معلیٰ لامکان حقیقت مکان سے خالی نہیں ہے لیکن قلب عبداللہ لفظ مکان سے مستثنیٰ ہے حضرت خواجہ

Marfat.com

خواجگان خواجہ محمد نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"صوفی بعد فنا و بقا ہرچہ می بیند در خود می بیند و ہرچہ می شناسد در خود می شناسد و حیرت ایشان در وجودِ ایشان وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ"

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے بھی صرف انسان کو احسن التقویم فرمایا ہے۔ اور کسی مخلوق کو خواہ عرش ہو خواہ کعبہ فرشتہ ہو یا جن کوہ طور ہو یا بیت المعمور احسن التقویم نہیں فرمایا ہے

اور یہ قدرت سے صرف انسان کو بنانا فرمایا ہے

اور کسی چیز کو نہیں فرمایا ہے۔ یہ خصوصیت صرف بشر کے واسطے ہے۔ حالانکہ ہر چیز اس کی قدرت کاملہ سے عدم سے عالم وجود میں آئی ہے۔ اسی سبب سے انسان رازدار اسرار حق و آئینہ جمال حق ہے چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کعبہ ہرچند یکہ خانہ بر اوست   خلقتِ ما نیز خانہ سِر اوست

کعبہ شریف ہرچند کہ گھر بھلائی اور خیر کا ہے۔ لیکن وجود انسان اس کے بھید کا مقام ہے۔

انہی وجوہات اور حالات کی بنا پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

Marfat.com

لہذا بحیثیت صورت وبحیثیت سیرت وبحیثیت حقیقت وبحیثیت کمال وبحیثیت آئینہ کامل حامل عکوس اسماء وصفا وتجلی ذات بے پردہ صفات مفصل وبالاجمال صرف ذات انسان ہے۔ اسی وجہ سے اس کی نسبت رب نے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ فرمایا ہے۔ اسی مطلب میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است　　　　من نگنجم در سرا بالا و پست

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ میں پست و بالا میں نہیں سماتا ہوں۔

من نگنجم بر زمین و آسماں　　　　من بگنجم در قلوب مومناں

میں نہیں سماتا ہوں زمین و آسمان میں بلکہ　　　　میں قلب مومن میں سماتا ہوں

آنچہ حق است قرب از حبل الورید　　　　تو فگندی تیر فکرت را بعید

اللہ تعالیٰ تیری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اے عزیز تو فکر کے تیر تلاشِ حق میں دور دور پھینکتا ہے۔

اے کمان و تیرہا بر ساختہ　　　　صید نزدیک و تو دور انداختہ

اے کمان اور تیر کو کھینچنے والے　　　　شکار تیرے قریب ہے اور تو تیر دور دور پھینکتا ہے

صورت کو خانہ خالی بود　　　　از زینت اللہ کے خالی بود

سب سے بہتر صورت اور حقیقت انسان ہے　　　　پھر انسان کعبہ حقیقی سے کب خالی ہو سکتا ہے

احسن التقویم در والتین بخواں　　　　کہ گرامی گوہرست اے دوست جاں

سورہ والتین میں ارشاد حق احسن التقویم پڑھ۔ یہ انسان بڑا قیمتی گوہر ہے۔

احسن التقویم از فکرت بر دل حسن التقویم از عرش فزوں

انسان کی تحقیقت اور کمال انسان کو جاننے کے لئے علم انسان کافی نہیں ہے

کیونکہ انسان کی حقیقت عرشِ معلیٰ سے برتر ہے

۸۔ کمالات حضرت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

جیسے فقراء و حکماء غیر مذاہب فقراء اسلام کے کمالات اور حالات سے بالکل لاعلم ہیں اور عقل جزوی سے عقل کلی اور حس ظاہری سے حسِ باطنی کے افہام و تفہیم میں معذور و مجبور ہیں جیسے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست حقائق ہائے ایماں راچہ دانی

ابھی تجھ کو کفر و اسلام کا ہی فرق نہیں معلوم۔ تو ایمان کے حقائق کو کیا جانے گا۔

اس سے بدرجہا زیادہ حالات اور کمالات حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بڑے بڑے عرفاء کے علوم و معارف بیکار ہیں۔

لہٰذا حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معاملات اور کمالات میں غور و خوض کرنا بالکل فضول و بیکار ہے اور سوائے سکوت کے کوئی چارہ نہیں ہے۔

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات اور کمالات تک کسی کی رسائی نہ ہونے کا یہ سبب ہے کہ بموجب

Marfat.com

تحقیقات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۔ اولیا کی رسائی ظلال اسماء و صفات تک ہے۔

۲۔ صحابہ کی رسائی اسماء و صفات تک ہے۔

۳۔ فرشتوں کی رسائی شیونات اسماء و صفات تک ہے۔

۴۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی رسائی تجلی ذات بے پردہ صفات تک ہے۔

سوال:۔ شیونات سے کیا مراد ہے۔؟

جواب:۔ شیون اسکو کہتے ہیں کہ درخت کی جڑ میں سے جو ٹہنا یعنی شاخ نکلے جو جگہ نکاس کی ہوتی ہے اس کو شیون کہتے ہیں نکاس سے نیچے کی جگہ کو جڑ اور نکاس سے اوپر کے حصہ کو ٹہنا گد تھا۔ تنہ یا شاخ کہتے ہیں۔ یا جیسے دریا میں سے نہر نکالتے ہیں جہاں سے نہر نکلتی ہے اسکو شیون کہتے ہیں اور عین دریا کو دریا اور عین نہر کو نہر کہتے ہیں یا جیسے ہتھیلی میں سے انگلیاں نکلیں۔ عین ہتھیلی کو ہتیلی کہیں گے اور خاص انگلی کو انگلی۔ لیکن گھائی کو نہ انگلی کہیں گے اور نہ ہتیلی کہیں گے۔

اسیطرح شیونات اسماء و صفات نہ عین ذات حق ہیں نہ غیر ذات اور علماء اور عرفا اسیواسطے اسماء و صفات کو نہ عین ذات کہتے ہیں نہ غیر ذات۔

سوال:۔ تقرب ذات و تقرب شیونات اسماء و صفات

Marfat.com

و تقرب ظلال اسماء و صفات میں کیا فرق ہے؟۔

جواب :- بطور مثال - مثلاً آفتاب بعین ذات ہے۔ آئینہ میں عکس آفتاب اسماء و صفات۔ آئینہ کی روشنی کا عکس در و دیوار ظلال اسماء و صفات اسی واسطے اولیاء اللہ صحابہؓ کے مرتبہ کو اور صحابہؓ اور ملائکہ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

اور صحابہؓ اور بعض بعض اولیاء اللہ کو بھی ترقی بہ متبعیت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ مقامات اعلیٰ میں ہوئی ہے اور ترقی اور اس مقام تک رسائی نہ ہوتی تو ان مقامات کی تشریح کیسے کرتے اور اس عُلَمَاءُ اُمتی کَاَنْبِیَاءِ بنی اِسْرَائیل کا اطلاق کیسے ہوتا - لیکن یہ ترقی اور رسائی صحابہؓ اور اولیاءؒ کی اسطرح ہے جیسے دربار شاہی میں وزیر اور چوبدار دونوں حاضر ہیں. لیکن تقرب عنایت عزت جو وزیر کو حاصل ہے وہ چوبدار کو کہاں نصیب علاوہ ازیں حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ترقی بجناب رب قدمی ہے - اور صحابہؓ اور اولیاء کی نظری ہے۔

سوال :- سیر قدمی و سیر نظری میں کیا فرق ہے ؟

جواب :- سیر قدمی ایسی ہے جیسے کوئی باغ میں اندر جا کر سیر کر رہا ہے اور پھولوں کی خوشبو سے فائدہ اٹھا رہا ہے اور سیر نظری یہ ہے کہ باغ کے باہر سے درختوں کو نظر سے

Marfat.com

دیکھ رہا ہے لیکن پھولوں کی خوشبو اور پھلوں کے ذائقہ سے
کما حقہٗ محروم ہے اگر کچھ کچھ رنگ اور خوشبو اس تک پہنچتی
ہے تو بطورِ نمونہ نہ کہ حقیقتاً۔

صد ہزاراں ہمچنیں اشباہ بین — فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بین

اسی طرح کی ہزاروں مثالیں ہیں لیکن ان میں فرق بہت بڑا ہے
چنانچہ قربِ نبوت و قربِ ولایت میں نبیؑ سے نبیؑ کا اور ولی سے ولی کا
اور صحابہؓ سے صحابہؓ کا فرقِ عظیم ہے۔

۱۔ منصبِ نبوت میں سب نبی برابر ہیں لیکن مراتب میں بیشمار
فرق ہے نبیؑ سے نبی مرسل افضل ہیں۔ اور نبی مرسل سے نبیؑ اولوالعزم
افضل ہیں۔ اور پیغمبرانِ اولوالعزم سے حضور نبی اکرم افضل ہیں۔
علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

۲۔ صحابہؓ لفظ صحابیتؓ میں سب برابر ہیں لیکن مرتبہ میں فرق کثیر
ہے صحابہ بدری کو غیر صحابہؓ بدری کا پر شرف ہے۔ اور صحابہؓ
بدری پر صحابہؓ عشرہ مبشرہ کو شرف ہے اور صحابہؓ عشرہ مبشرہ
پر چاروں خلفاء کو بزرگی حاصل ہے۔ اور چاروں خلفاء راشدین
میں امیر المومنین حضرت صدیق اکبر کو برتری نصیب ہے رضوان اللہ
علیہم اجمعین۔

۳۔ اسی طرح اولیاء اللہ میں بھی مراتب کا فرق ہے کیونکہ
فضلنا بعضکم علی بعض نص صریح ہے۔ لیکن مراتب اولیاء

Marfat.com

میں مسئلہ شرعی سے کسی کو کسی پر شرف نہیں دے سکتے کیونکہ اولیاء اللہ کے فرقِ مراتب کے بارے میں آیۃ قرآن شریف یا حدیث شریف نہیں ہے نہ اجماع صحابہ رضؓ ہے نہ اجماع امت ہے ہاں البتہ بوجہ قرب نبوت واما م طریقت و متقدمین اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو ادباً اور تعظیماً الی آل علی الخیر کفاعلہ کے لحاظ سے بعد والوں کے مقابلہ میں اُنکو افضل و بہتر جانتے ہیں۔

بعض اولیاء اللہ صرف فیضانِ ولایت سے مشرف ہیں اور بعض فیضان نبوت سے فیضیاب ہیں اور بعض فیضان و انوار نبوت اور ولایت دونوں سے فیضیاب ہیں پھر اُن میں سے جو فیضانِ نبوت سے مشرف ہیں وہ ان اولیاء اللہ سے افضل و بہتر ہیں جو صرف انوارِ ولایت سے مشرف ہیں اور جو انوار نبوت و فیضان ولایت سے کامل مشرف ہیں وہ زیادہ فضیلت کے مستحق ہیں۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی و حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ جو اولیاء اللہ فیضانِ نبوت سے بہ تبعیت حضراتِ انبیاء علیہم السلام کامل مشرف ہیں، اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو یہ اولیاء اللہ نبی ہوتے پھر ان میں سے جس ولی میں فیضان نبوت غالب ہے وہ اس ولی سے افضل ہے جس میں

Marfat.com

فیضانِ ولایت غالب ہے۔ کیونکہ ولایت ظلِ نبوت ہے۔ اگرچہ شیخ
محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ ولایت کو نبوت سے اس معنی کر
بہتر جانتے ہیں کہ ولایت کا رخ حق کی طرف ہے اور نبوت کا رُخ خلق
کی طرف ہے۔ لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ تحقیقات
اور استدلال شریعت اور عرفاء کے نزدیک قابلِ تسلیم نہیں۔ کیونکہ
ولایت فرع نبوت ہے اور فرع کو اصل پر کسی طرح ترجیح نہیں دیجاسکتی
علاوہ ازیں یہ بات قابل غور ہے کہ جو قربِ حق نبیؐ پاکر خلق کی
ہدایت کے واسطے خالق کیطرف سے آرہا ہے ولی اس قرب حق
کی تلاش میں رب کی طرف جارہا ہے۔ اور صاحب نبوت باوجود
مقصود قرب رب حاصل ہونے کے رضائے حق کے لئے وصل
کو چھوڑ کر ہجر کو قبول کر کے خلق کی طرف آرہا ہے ولی حرف
مجزوم کی طرح ظلال اسماء و صفات کو اصل حق جان کر اس
طرف جذب ہو رہا ہے اور فنا کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ صاحب
فیضان نبوت اسماء و صفات کے مقامات کو طے کر کے ذات
بے پردہ صفات سے مرتبہ اقربیت سے مشرف ہو کر فنا تام و بقاء
اکمل حاصل کر کے حرف مشدد کی طرح حصہ پا کر خلق کی طرف
آتا ہے اور اوروں کو حرف مجزوم کی طرح اپنے میں ملا کر اور قتل

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سنا کر خدا کی طرف لے جا رہا ہے۔ اور
اس صفت سے موصوف ہوتا ہے:۔

ادھر اللہ سے واصل ادہر مخلوق کے شامل
خواص اس برزخ کبریٰ کا ہے حرف مشدد کا

فرق اس مرتبہ نبوت وولایت کا اس بات سے صاف ہو جائیگا
ذرا غور سے سنیں۔ اور روئی اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کی کان سے نکال دیں

این سخن از گوش دل باید شنود — گوش گل اینجا ندارد ہیچ سود
میری یہ بات دل کے کانوں سے سن — مٹی کے کان اس جگہ تجھکو کچھ فائدہ نہیں دینگے

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پائے مبارک میں تیر لگا
اس تیر کے نکالنے میں حضرت کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ تو آپ نے
فرمایا کہ جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں اس وقت تم یہ تیر
نکال لینا۔ چنانچہ جب آپ سجدہ میں گئے اس وقت تیر کھینچ لیا
گیا اور آپ کو کچھ خبر نہیں ہوئی جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ
یہ خون کہاں سے نکلا تو لوگوں نے عرض کیا حضرت وہ تیر کھینچ لیا گیا
تو ارشاد فرمایا۔ الحمد للہ۔

امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔
"ہوتا ہوں میں نماز میں اور تیاری کرتا ہوں لشکر کی"

ان دونوں واقعات سے عقل جزوی اور عقل معاش یہ فیصلہ
کر لیتی ہے کہ بہترین نماز امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے

Marfat.com

اور بد ترین نماز نماز حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اور عقائد با جماع امت حضرت عمر خطابؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ یہ باتیں مرتبہ اور حالات اور عقائد کے بالکل خلاف ہیں۔ لیکن عقل جزوی اور عقل معاش معاملات دین و حالات عارفین کے سمجھنے سے بالکل معطل و بیکار اور قاصر ہے۔ اگر یہی عقل جزوی و عقل معاش احکام حق کے سمجھنے اور خیر و شر اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے لئے کافی ہوتی تو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے آنے اور ان پر ایمان لانے اور ان کی تقلید کی ضرورت نہ ہوتی اور مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا کا حکم نازل نہ ہوتا۔ اور افلاطون وغیرہ حکماء کے لئے لفظ کفر کا نہ بولا جاتا کہ جس نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے سے انکار کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس کو بے خرد نہ فرماتے۔

اسی واسطے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا اور ان کی تقلید کرنا فرض ہے اور آئمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تقلید جو علم عربی تفسیر و حدیث فقہ اصول استنباط مسائل و محاورہ عرب علم ناسخ و منسوخ سے پورا واقف نہو اور تبحر علمی نہ رکھتا ہو۔ واجب ہے۔ اسی

Marfat.com

واسطے حکم حق تعالیٰ ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون - اور جو شخص ان علوم مذکورہ صدر سے ناواقف ہے یا ان میں کامل نہیں ہے اس پر تقلید آئمہ مجتہدین واجب ہے اور باوجود ان علوم میں کمال رکھنے کے پھر بھی کوئی تقلید آئمہ کرے تو احسن ہے - زمانہ آخر میں جمیع علوم دین و دیگر علوم میں کامل ذات حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالعزیز صاحب و حضرت مجدد الف ثانی و حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید و حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہوئے فی زمانہ اُن کے مقابلہ میں کوئی عالم تبحر علمی میں عشر عشیر بھی نہیں ہے اور نہ کوئی عالم خواہ وہ کسی گروہ کا ہو ان کے مقابل تو کیا بیان کرسکتا ہے اپنے کو نصف یا ثلث حصہ بھی نہیں کہہ سکتا اگر کوئی کہے تو مسلمان اس کو دیوانہ یا انا خیر منہ کہنے والے کا برادر ضرور جانیں گے لیکن یہ سب بزرگوار حنفی ہوئے ہیں جن کی کتابوں سے ان کا حنفی ہونا ثابت ہے - یہ ہماری شامت اعمال ہے کہ مسلمانوں میں بعض بعض ان علوم میں منتہی تو کیا مبتدی بھی نہیں لیکن آئمہ مجتہدین کی تقلید کو برا کہتے ہیں لیکن وہ جو اپنی تحقیقات ناتمام میں ناتمام باتیں سمجھ چکے ہیں

Marfat.com

اِن باتوں میں اور مسلمانوں کو اپنا مقلد بنانے کو تیار ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہ کس قدر بے عقلی کی بات ہے کہ مذکورہ بالا بزرگوار علماء کو اپنی تحقیقات کے مقابلہ میں ناقص جانے اور ان کے مقابلہ میں اپنی تحقیقات کو ترجیح دے اسی واسطے مولانا نے فرمایا ہے۔

عیب برخود نہ نہ بر آیات دین	کے رسد مرغ گلیں بر چرخ دین
احکام حق میں نقصان نہیں ہے تیری سمجھ کا پھیر ہے	یہ انسان جس کی اصل مٹی ہے حقیقت احکام تک نہیں پہنچ سکتا ہے
عقل قرباں کن بہ پیش مصطفےٰ	حسبی اللہ گو کہ تا اللہ کفے
اپنی عقل اپنی فہمید کو حضورؐ کی عقل پر قربان کردے	اپنی سمجھ کو کافی مت جان خدا کو کافی جان تاکہ تیری

غیب سے مدد ہو

حضرت امام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اس مسئلہ نماز حضرت علیؓ و حضرت عمر رضوان اللہ علیہما کے متعلق یوں تشریح و حقیقت بیان فرماتے ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بزرگوار پرورش یافتہ و فیض یافتہ و منصب خلافت سے مشرف ہیں اور یہ بزرگوار فیضان نبوت و انوار ولایت سے مالا مال ہیں صرف فرق اتنا سا ہے کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر خطاب کا قدم نور نبوت میں

Marfat.com

غالب اور نور ولایت میں مغلوب ہے اور امیر المومنین حضرت علیؓ کا قدم فیضان ولایت میں غالب اور انوارِ نبوت میں مغلوب ہے اور حضرت عثمانؓ کا قدم بین بین ہے

رضوان اللہ علیہم اجمعین ولایت میں سکر[1] بے خودی ترک خیالات دُنیا لازمی ہے اور نبوت میں صحو اور بیداری ہوشیاری لازمی ہے۔ چونکہ ولایت ظلِ نبوت ہے اور ظلِ کا رخ ہمیشہ اپنی اصل کی طرف ضروری ہے اور اصل کا رخ اپنے ظل کی طرف لابدی ہے۔ مثلاً آئینہ میں اصل کا منہ ظل کی جانب اور ظل کا اصل کی جانب ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا رخ بعد حصول جملہ کمالات کے خلق کی جانب ہوتا ہے اور اہل ولایت کا رخ اپنی اصل نبوت کی طرف ہونا لازمی ہے۔ کمالات نبوت میں تجلی ذات بے پردہ صفات ہے اور ولایت میں ظلال اسماء وصفات ہیں عارف کمالات نبوت والا اپنی آرزو کو حاصل کر کے رضائے حق کے ساتھ خلق کی ہدایت کے واسطے خلق کی طرف آیا ہے اور اس کی جیب تمنا خالی ہے۔ اسی واسطے اس کو صحو لازمی ہے اور اہل ولایت جس کا قدم ظلالِ اسماء وصفات میں ہے اس کو طلب رب وتجلی اسماء وصفات وتجلی ذات کی آرزو

[1] جھول خود فراموشی۔

Marfat.com

میں ترکِ دنیا اور سہو لازم ہے۔

بوجوہات مندرجہ بالا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غلبۂ نورِ نبوت کے سبب ہر وقت ہوشیاری لازمی تھی اور بوجہ غلبۂ ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سہو اور بیخودی لابدی تھی۔ کمالات نبوت میں خطرات مضر نہیں ہوتے اور ولایت میں خطرات مضر ہوتے ہیں مثلاً بیمار کو حلوا مضر ہے اور قوی کو مضر نہیں ہوتا۔
میں نبوت اور ولایت کو تمثیل سے واضح کر دینا چاہتا ہوں تاکہ اور بھی عام فہم ہو جائے۔ نبوت مثال آفتاب ہے اور ولایت مثال دھوپ کے ہے۔ اہل نبوت آفتاب کو دھوپ میں کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے اور کوئی چیز اس کو آفتاب کے دیکھنے سے مانع نہیں ہو سکتی اس اثنا میں اگر وہ کسی کی بات سنے یا کہے یا خیال کرے تو ان سب باتوں سے دید آفتاب میں کوئی فرق نہیں آتا اور ولایت جو ظل نبوت ہے وہ تلاش آفتاب میں اپنی جائے سکونت اور مکان کو ترک کر کے جب تک مکان سے باہر نہ آئے گا اور مکان کو پس پشت نہ چھوڑے گا تب تک آفتاب کو نہیں دیکھ سکتا۔ لہذا غلبۂ ولایت میں ترکِ دنیا اور سہو اور بیخودی لازم تھی بایں وجہ غلبۂ ولایت کے سبب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں کا تیر نکال لیا گیا اور خبر نہ ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بوجہ غلبۂ نبوت کے اثنائے نماز میں بیتا ری لشکر کیا کرتے تھے اور اس سے قرب حق میں کوئی حرج نہ ہوتا تھا۔

سوال:- کیا ولایت کے اثر میں اس قدر بیہوشی اور محو ہو جاتا ہے کہ تیر جسم میں سے نکال لیا جائے اور خبر نہ ہو؟

جواب:- بعض اوقات غلبۂ حال ولایت میں ایسا ہی ہوتا ہے جب شراب یا کلوروفارم، آدمی کو اس قدر بیہوش کر دیتی ہے کہ آدمی کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے تو کچھ خبر نہیں ہوتی تو پھر جس کو خدا اپنی شراب محبت پلادے تو اس کو اپنی اور تمام مخلوق کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔

زنانِ مصر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر ایسی محو اور بیخود ہوئیں کہ چھری سے اپنے ہاتھ اپنے ہی ہاتھوں سے کاٹتی رہیں اور ان کو کچھ خبر نہ ہوئی تو پھر اگر حضرت علی رضی اللہ عنہٗ جمالِ حق میں ایسے محو ہو گئے کہ تیر نکال لیا گیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی تو کونسی تعجب کی بات ہے چنانچہ حکیم سنائی رحمتہ اللہ علیہ شراب محبت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اے کہ تو میخوری حرامے	ماے نخوریم جز حلالے
تو جو شراب پیتا ہے یہ شراب حرام ہے	اور ہم جو شراب پیتے ہیں وہ حلال ہے
جہد کن تا نیست مست شوی	در شراب خدا تو مست شوی

کوشش کرتا کہ تو نیست سے ہست ہو جائے اور شراب حق سے تو مست ہو جائے

حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ انہی اشعار کو حضرت حکیم سنائی کی شرح فرماتے ہیں۔

اللہ اللہ کن کہ عارف گفت مے — پیش عارف کے بود معدوم شے

اللہ اللہ جس کو عارف مے کہتا ہے — وہ مے اور اس کا نشہ عارف سے پوشیدہ نہیں

فہم تو چوں بادۂ شیطاں بود — کے ترا فہم مئے رحماں بود

تیری عقل و فہم مثل شراب شیطان کے ہے — تجھکو شراب محبت حق تعالیٰ کی کیا خبر

اسی طرح جب محبت حق کا نشہ ساحران فرعون پر غالب آیا تو ہاتھ پاؤں کٹوانے کی کچھ پرواہ نہ کی چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جادواں فرعون را گفتند نیست — مست را پروائے دست و پائے نیست

ساحروں نے فرعون سے کہدیا — کہ ہم کو ہاتھ پاؤں کٹنے کی کچھ پرواہ نہیں

چوں بسر پر شد ز جام او مدام — خانۂ دل را فرد گیرد تمام

جب سر محبت حق سے پر ہو جائے — تو دل میں بھی وہی بات رہے گی

امیر مینائی لکھنوی نے بھی کیا خوب کہا ہے۔

یہ کیفیت اسے ملتی ہے ہو جسکے مقدر میں

مئے الفت نہ خم میں ہے نہ شیشہ میں نہ ساغر میں

سوال :- بیان مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ مقام ولایت میں رہے اور حضرت عمر

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ، ہمیشہ مقامات نبوت میں۔

جواب:- دونوں بزرگوار دونوں نسبتوں سے مشرف تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں اکثر غلبۂ فیضانِ نبوت رہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اکثر غلبۂ فیضانِ ولایت رہا۔ مثلاً حضرت شاہ عبدالحق صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہم اجمعین مفسر محدث فقیہ اور تمام علوم میں منتہی تھے لیکن غلبۂ علم حدیث کے سبب محدث مشہور رہیں:-

یہی حال حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے

سوال:- زنان مصر حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر محو ہو گئیں اور ہاتھ کاٹ لئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اثنائے نماز میں خدا کی طرف ایسے محو ہوئے کہ تیر نکال لیا گیا اور خبر نہ ہوئی اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کو دیدار حق ہوتا تو وہ بھی بیہوش یا مدہوش ضرور ہوتے اس سے مرتبہ اور بہتری نماز کی حضرت علی رضی اللہ عنہ، معلوم ہوتی ہے؟

پہلا جواب:- زنان مصر حضرت یوسف علیہ السلام کی صفت حسن سے مستفیض ہوئیں نہ ذات حضرت یوسف علیہ السلام سے اور زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی صفت حسن اور ذات دونوں سے مشرف ہوئیں جنہوں نے صفت سے فائدہ اٹھایا۔ وہ بیہوش

Marfat.com

اور مدہوش ہوگئیں۔ اور زلیخاؓ نے ذات حضرت یوسف علیہ السلام سے فائدہ حاصل کیا اور باہوش رہیں۔ یہی حال حضرت علی و حضرت عمر رضوان اللہ علیہما کا ہے کہ حضرت علیؓ بوجہ غلبۂ ولایت ظلال اسماء و صفات اور اسماء و صفات سے بدرجۂ اتم مشرف ہیں۔ اس لئے ان کو اکثر بیہوشی لازمی تھی اور حضرت عمرؓ تجلی ذات بے پردہ صفات سے بے مثل زلیخا مشرف تھے اس لئے ان کو اکثر صحو (ہشیاری) لازم و ضروری تھا۔

۲۔ دوسرا جواب :۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پرتو تجلی سے کوہ طور پر بیہوش ہوکر گر گئے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے شب معراج میں عین ذاتِ حق کو بے پردہ صفات دیکھا اور بیہوش تو کجا مدہوش بھی نہ ہوئے یہی فرق اور حال حضرت علیؓ و حضرت عمر خطاب رضوان اللہ علیہما کا ہے۔

موسیٰ بیہوش رفت بیک پرتو صفات   تو عین ذات مینگری در تبسمی

حضرت موسیٰ پرتو تجلی سے بیہوش ہوگئے۔ لیکن یا رسول اللہ آپ نے شبِ معراج میں عین ذاتِ حق کو دیکھا اور مسکراتے رہے۔

سوال :۔ تجلی ذات اور عین ذات میں کیا فرق ہے؟

جواب :۔ لغت میں تجلی کے معنے ظہور شے بمرتبہ ثانی ہیں جیسے آئینہ میں عکس اسی واسطے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے

Marfat.com

حالات اور مقامات تک عرفاء اور ملائکہ تک کی بھی پوری رسائی نہیں ہے۔

عقل جزوی و عقل معاش اور حسِ ظاہری والے حکماء یونان و جوگیہ و برہمنان ہندوستان و فلاسفران زمانہ حال ؛ ماسبق جرمن و فرانس و امریکہ و انگلستان ان معارف و ذات و صفات و ظلال اسماء و صفات و حقائق مخلوقات کو کیا جانیں اور کیا سمجھیں اور کیا سمجھائیں۔ مصرع۔

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تانہ چشی

ان سب کے یہاں کیا عیسائی کیا یہودی کیا فلسفی کیا برہمن کیا جوگیہ یہی کمال جانتے ہیں کہ اپنے اپنے پیشواؤں اور رہبروں میں ذات واجب الوجود کا ظہور اور حلول و اتحاد بیان کریں اور اسی پر اپنا یقین ظنی رکھیں۔ ان عقول ناقصہ و حواس خمسہ ظاہری جو اپنی ذات سے خود قائم نہیں ہیں بلکہ ان کا وجود عقل کل و حیات خمسہ باطن سے قائم ہے یہ ذات و صفات حق کو کیا پہچانیں گے۔ جبکہ اپنی ذاتِ انسانی کو ہی نہیں پہچان سکے۔ جیسا کہ میں نے لطائف عالم خلق و عالم امر و رونا و ہنسنا و شادی و غم روح و دماغ کے متعلق اوپر لکھا ہے چنانچہ حضرت مولانا روحی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زاں نہ بیند آں حقیقت را تمام　　　که بریں خامہ بود نقش حرام

اسی سبب سے یہ حقیقت کو تمام وکمال نہیں جانتے ہیں کیونکہ خام اور ناکارہ لوگوں کا اسکا علم حرام ہے

آنکہ در عقل وگمان ہستنش حبیب　　گاہ پوشیدہ است گہ بسند جیب

یہ عقل وگمان خود پردہ ہیں حقیقت حال کے سمجھنے میں　　کیونکہ کبھی حقیقت چھپ جاتی ہے اور کبھی خاص ان

خدا دیکھتے ہیں

عقل جزوی گاہ خیرہ کہ نگوں　　عقل کلی ایمن از ریب المنون

عقل جزوی کبھی اندھی ہو جاتی ہے اور کبھی پستی میں گرتی ہے - لیکن عقل کلی ہمیشہ درست رہتی ہے

عقل رابفروش ہنر حیرت بخر　　رو بخواری نہ بخارا اے پسر

عقل جزوی کو فروخت کرا ور حیرت قرب حق کو خرید - منہ اپنی عاجزی کی طرف رکھ تکبر چھوڑ

سوال:- قرب حق تعالیٰ اَللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ - وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ - وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ - ارشاد حق تعالیٰ ہے - تو معیت حق بلا حلول واتحاد کے کس طرح ثابت ہو سکتی ہے؟

جواب اس کا علاوہ عقل معاد کے عقل معاش کو بھی

لنکیین وہ ہونا چاہیئے -

جواب ۱. بچہ نابالغ کو حظ جماع کسی طرح نہیں سمجھا سکتے نہ وہ سمجھ سکتا ہے -

۲- جس کے کان بہرے ہوں وہ کیا سُن سکتا ہے -

۳- جس کی آنکھیں اندھی ہوں وہ کیا دیکھ سکتا ہے -

۴- جس کی ناک بند ہو وہ کیا سونگھ سکتا ہے -

Marfat.com

۵۔ جس نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا انصاف نہ دیکھا ہو وہ انصاف کو کیا جان سکتا ہے۔

۶۔ جس نے حجاج بن یوسف، چنگیز خان۔ ہلاکو، نادرشاہ کا قتل عام نہ دیکھا ہو وہ ظلم کو کیا جان سکتا ہے۔

۷۔ جو علقمی وزیر بغداد، میر جعفر وزیر مرشد آباد اسمٰعیل وزیر سلطان ٹیپو کی نمک حرامی سے واقف نہ ہو وہ نمک حرامی سے کیا واقف ہو سکتا ہے۔

۸۔ جو نورِ دل سے واقف نہ ہو وہ نورِ دل کو کیا جان سکتا ہے۔

۹۔ جو اپنی ذات اور صفات سے ہی واقف نہ ہو وہ ذات و صفات حق سے کیا واقف ہو سکتا ہے۔

صد ہزاراں ہمچنیں اشتباہ ہیں فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں
ہزاروں ایسی مثالیں ہیں کہ ان میں فرق بے حد ہے

لیکن معیت حق بلا حلول و اتحاد کے بھی دلائل عقلی اور براہینِ نقلی سے ثابت ہے۔ عقل معاد والوں کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ان کا نورِ ایمان ان کی خود رہبری کرتا ہے۔ لیکن غیر مذاہب والے جو حلول و اتحاد کے قائل ہیں اور نیز ضعیف الایمان اور خصوصاً ضعف الایمان جو مسلمان علمِ دین سے واقف نہیں صرف انگریزی پڑھکر

Marfat.com

فلسفہ منطق میں پاس ہو گئے ہیں اور اُن کو شیطان وقتاً فوقتاً دھوکہ دیتا رہتا ہے۔ اُن کو دھوکہ شیطان سے بچنے کے لیئے یہ استدلال انشاء اللہ کافی ہوں گے اگر میں ان دلائل عقلی کو بیان نہ کروں تو بعد والوں کے لئے باعثِ افسوس ہے۔ بقول حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ

شرح او صیف است با اہل جہاں ہمچو راز عشق می باید نہاں

شرح کرنا راز کی باتوں کی اہلِ دنیا کے سامنے قابل افسوس ہے بلکہ ایسی راز کی باتوں کو مثل عشق کے پوشیدہ کرنا چاہیئے

لیک گفتم وصف او تا رہ برند پیش ازاں کز فوت آں حسرت برند

میں کچھ ذات وصفات کے متعلق کہتا ہوں تاکہ تلاش کرنے والے پہلے اس سے کہ وہ اسکے بجانے پر حسرت وافسوس کریں

اللہ جل شانہٗ کی مخلوق دو قسم کی ہے۔ ایک لطیف اور دوسری کثیف۔

لطافت میں بھی ایک دوسرے سے فرق بین ہے اور کثافت میں بھی مثلاً کثافت میں لکڑی۔ لوہا۔ اینٹ۔ پتھر۔ مٹی آدمی۔ پانی وغیرہ ہیں۔ ان چیزوں پر اگر کوئی چیز رکھنا چاہے تو ان اشیاء کے اوپر وہ چیز رکھی جاسکتی ہے۔ لیکن اوپر والی چیز نیچے والی چیز کو توڑ کر زمین پر نہیں آسکتی کیونکہ یہ دونوں چیزیں کثیف ہیں اور پانی بھی کثافت سے خالی نہیں۔

Marfat.com

کیونکہ پانی کے اوپر کوئی شے جیسے لکڑی پتے وغیرہ ڈالدیئے جائیں تو پانی اسکو اندر نہیں بیٹھنے دے گا اور وہ چیز لکڑی پتے وغیرہ اوپر تیرتے پھریں گے۔ اور مٹی سخت ڈھیلا یا پتھر یا اینٹ یا لوہا وغیرہ پانی میں ڈالدیا جائے تو وہ پانی کو پھاڑ کر اندر بیٹھ جائیں گے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں کثیف ہیں لیکن بمقابلہ مٹی کے پانی میں کچھ لطافت ہے۔ کیونکہ پانی کو جب مٹی پر ڈالا جائے تو زمین نہیں پھٹیگی اور پانی زمین میں بیٹھ جائے گا۔ لیکن روشنی بمقابلہ پانی کے لطیف ہے جبکہ روشنی کو پانی کی طرف ڈالا جائے تو روشنی اس پانی کے اندر بیٹھ جائے گی اور پانی نہ ہٹیگا نہ پھٹیگا اور روشنی کو پانی میں نہ حلول ہے نہ اتحاد۔ اور اسی طرح ایک سفید شیشی یا گنڑ میں پانی بھر دیا جائے اور اس کے مقابلہ میں روشنی کیجائے تو روشنی شیشہ اور پانی کے اور ہوا کے (جو شیشہ میں ہے) پار نکل جائے گی نہ شیشہ کسی جگہ سے ٹوٹیگا نہ پانی ہٹے گا یا پھٹے گا۔ نہ پانی میں حرکت ہوگی نہ پانی ہلکا ہوگا یا بھاری یہ روشنی بلا حلول واتحاد سے اس کے اندر قائم رہے گی۔ نور نگاہ انسان یا دیگر حیوان اس روشنی سے بھی لطیف ہے آدمی جب اس شیشہ کی طرف نگاہ کرے تو نور نگاہ شیشہ

Marfat.com

اور پانی اور ہوا اور روشنی ان سب کے پار نکل جائے گا۔
اور ان سب چیزوں میں نہ جنبش ہوگی نہ شکست وریخت
ہوگی نہ زیادتی و کمی ہوگی لیکن نور نگاہ ان سب میں موجود
ہوگا لیکن نور نگاہ میں نہ کسی کو حلول واتحاد ہے نہ
نور نگاہ کو ان میں حلول واتحاد ہے۔ مگر نور نگاہ اور
روشنی بھی باوجود ان صفات کے کثافت سے خالی نہیں
کیونکہ جب روشنی یا نگاہ کے سامنے کوئی دیوار یا درخت
یا پتھر یا آسمان وغیرہ آجاتا ہے تو یہ روشنی و نگاہ اس سے
ٹکر کھا کر وہیں رہ جائے گی اور اس کے آگے نہیں بڑھ سکتی
لیکن اللہ جل شانہٗ نے جیسے انسان میں صفت بصارت
پیدا کی ہے اسی طرح صفت خیال کو بھی پیدا کیا ہے جس کے
وجود کے تمام فلاسفران یونان اور حکماء اور ہر انسان مقر
ہے اور کسیکو وجود خیال سے انکار نہیں ہے جیسے مسئلہ موت
میں سب متفق ہیں اسی طرح وجود خیال میں بھی سب متفق ہیں
آدمی جب اپنے کسی دیکھے ہوئے مقام کی طرف خیال کرتا
ہے تو نور خیال یا وجود خیال یا حقیقت خیال درمیانی ہر چیز کو
خواہ وہ لطیف ہو یا کثیف قریب ہو یا دور پہاڑ ہو یا دریا
درخت ہو یا مکان زمین ہو یا آسمان پست ہو یا بالا کوئی شے

Marfat.com

اس کو روک نہیں سکتی۔ وہ خیال بلا حلول و اتحاد سب اشیاء سے پار نکل جاتا ہے اور مقصود اس کے سامنے ہوتا ہے یہ سب اشیاء اس کے اثر سے نہ پھٹتی ہیں نہ ٹوٹتی ہیں نہ جنبش کرتی ہیں اور یہ صفت خیال نہ کسی شے سے قریب ہے نہ دور یہ صفت خیال روح کی ایک فرع ہے۔ روح جوہر ہے اور خیال عرض ہے۔ جب روح یا جان یا حقیقت انسان یا اس کو جن جن لفظوں اور ناموں سے مختلف ممالک اور مختلف زبانوں میں پکارتے ہیں اس کے وجود سے کوئی منکر نہیں تو جس روح کی فرع یعنی خیال انسان کا یہ حال ہے کہ وہ بلا حلول و اتحاد ہر شے میں موجود ہو تو اس کے اصل کی یعنی روح کی لطافت کا کیا حال ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ہر ذی روح میں اور خصوصاً انسان میں روح موجود ہے اور اس سے قطعاً کسی کو اختلاف نہیں۔ لیکن اس کی صورت اس کی حقیقت اس کی ماہیئت اس کی معرفت سے تمام علماء متقدمین و متاخرین اور تمام فلاسفران اہل زمین اس کے جاننے سے یا خود اناڑنے سے خود سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے سے عاجز ہیں اور یہ بھی کوئی نہ بتا سکا کہ روح کا فلاں جگہ مقام ہے روح کی وجہ سے نہ جسم بھاری ہوتا ہے نہ ہلکا نہ روح کو جسم سے حلول ہے نہ اتحاد ایک نورا ور امر ربی ہے جس کی

Marfat.com

فہمید سے عقل عاجز اس کی دید سے بصارت قاصر اس کے علم سے علم معطل ہے ۔ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے ۔

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست ۔ لیک دید جان را دستور نیست

جسم سے جان اور جان سے جسم پوشیدہ نہیں ۔ لیکن جان کے دیکھنے کا دستور نہیں

جب صفت خیال جو روح کی ایک فرع اور عکس ہے بلا حلول واتحاد ہر جگہ موجود ہو سکتی ہے تو لطافت روح کس درجہ الطف ہونا چاہیئے اور اس کا تعلق خلق سے بلا حلول واتحاد کیا ہونا چاہیئے اور جس خالق و صانع و حکیم مطلق کے امر سے یہ روح پیدا ہوئی ہے جس کے لئے لفظ لطافت بھی کثافت سے خالی نہیں اور لفظ سبحان سے بھی وہ شان پاک ہے وہ ذات مقدس بلا حلول واتحاد کے ہر جگہ موجود ہو تو کونسی تعجب کی بات ہے ۔ اور سمجھ اور علم سے کیا بعید ہے خدا کی ذات وصفات کو ہم کیا جان سکتے ہیں جب کہ ہم نے اپنے ہی ذات وصفات کو نہ سمجھا ۔ مثلاً ہنسنا رونا خوشی غم وغیرہ کے حالات ہمارے علم وفہم سے باہر ہیں ۔ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

ایں بروں از وہم و قال و قیل من ۔ خاک بر فرق من و تمثیل من

اے خدا تو ہمارے علم ہمارے قال وحال سے بہت بلند ہے جو کچھ ہم نے تمثیلات

Marfat.com

تیری معرفت کے واسطے بیان کی ہیں ان پر خاک پڑ جائے۔

قرب بیچون ست عقلت را بتو　　　آں تعلق ہست بیچوں اے عمو

قرب حق بیچونیت کے ساتھ ہے　　　اس قرب بیچوں کو اہل چوں نہیں جان سکتے

اتصال بے تکیف بے قیاس　　　ہست رب الناس را با جان ناس

اللہ تعالے کا قرب بے کیف اور قیاس سے باہر ہے　　　جو جان انسان سے قرب سبحان ہے

زانکہ وصل و فصل نبود در رواں　　　غیر وصل و فصل نیندیشد گماں

ذات حق لفظ وصل اور فصل سے پاک ہے　　　نہ وہاں وصل ہے نہ فصل نہ اندیشہ نہ گمان

مر صفاتش را چناں داں اے پسر　　　کزوے اندر نیابد وہم جز اثر

اے عزیز صفات حق کو اسطرح جان　　　کہ وہ وہم و گمان میں نہیں آتی ہیں ممکن صرف اثر

ہر چہ اندیشی پذیرائی فنا ست　　　وانکہ در اندیشہ ناید آں خدا است

جو چیز خیال وہم علم میں آجاوے وہ غیر خدا ہے　　　اور جو اندیشہ خیال علم وفہم میں نہ آئے وہی خدا ہے

حضرت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

کس راندہد ز تو نشانے　　　این ست نشان بے نشانے

کسی نے تیری ذات کا پتہ نہ دیا　　　یہ بے نشانی تیری ذات کے وجود کا ثبوت ہے

برتر از علم ست بیرون از عیاں　　　ذاتش اندر ہستی خود بے نشاں

اے خدا تیری ذات علم اور اظہار سے بالاتر ہے - تیری ذات میں خود تیری ذات پنہاں ہے

اَللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

Marfat.com

وفی انفسکم افلا تبصرون۔ بالکل صحیح و درست ہے۔
معیت بلا حلول و اتحاد کے خلق سے خلق کی تمثیل سنئے۔ اس سے مسئلہ معیت بلا حلول و اتحاد کے خوب سمجھ میں آجائے گا۔
کوئی شخص اپنے ہاتھ سے اینٹ یا پتھر پھینکے تو اینٹ اور پتھر ہماری نظر کے سامنے برابر بلندی یا فاصلہ پر جارہا ہے۔ پھینکنے والے کا نہ اس کے ساتھ ہاتھ ہے نہ ہاتھ میں ہوا بھری ہوئی ہے کہ وہ ہوا پتھر کو لئے جارہی ہے۔ نہ طاقت جسم انسان سے نکل کر اس کے ہمراہ جارہی ہے۔ اور جسم طاقت سے خالی ہوگیا ہے۔ اور اگر وہ طاقت جسم انسان سے نکل کر پتھر کے ہمراہ ہے تو بعد گرنے پتھر کے وہ طاقت پتھر سے علیحدہ ہو کر پھر جسم انسان میں واپس آرہی ہے یا آجاتی ہے یا جب تک پتھر زمین پر نہ گرجائے اس وقت تک جسم انسان طاقت سے خالی رہتا ہے یا جو طاقت پتھر کیساتھ گئی وہ ہمیشہ کے لئے نکل گئی اور جسم انسان میں بجائے اس طاقت گئی ہوئی کے دوسری طاقت پیدا کرتی ہے اور معیت طاقت جو پتھر کے ساتھ ہے اسکو کوئی دیکھ سکتا ہے یا اس کا فوٹو یا عکس کسی نے لیا ہے بلکہ ہرگز نہیں اور اس کی تحقیق معیت میں آلہ دید احساس، بیان فہمید سب بیکار ہیں۔ جب معیت طاقت جو پتھر سے یا اینٹ سے تعلق رکھتی ہے۔ اسکی حقیقت تک ہماری عقل وغیرہ

Marfat.com

نہیں پہنچتی تو معیت حق تعالیٰ کو جو مخلوق کے ساتھ ہے انسان یا کوئی مخلوق کیا سمجھ سکتی ہے۔

ذات حق تعالیٰ قرب و بعد حلول و اتحاد ازل و ابد پستی و بلندی الفاظ و معنی نام و نشان سے پاک ہے بلکہ لفظ پاک سے بھی پاک ہے سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون۔

حضرت مولانا جامیؒ زلیخا کے دیباچہ میں فرماتے ہیں:-

بنام آنکہ آں نامے ندارد ۔۔۔ بہر نامے کہ خوانی سر بر آرد

میں کتاب اسکے نام سے شروع کرتا ہوں کہ وہ کوئی نام ہی نہیں رکھتا اور اسکو جس نام سے پکارا جائے وہ اس سے بہت بلند اور برتر ہے

حقیقتاً ذات حق تعالیٰ اوہام و تفہیم ادراکات و محسوسات سے بالکل وراء الورا ہے یہ جملہ الفاظ قرب و بعد ازل و ابد بلندی و پستی انسان نے اپنی فہمید سے یا خدا نے فہمید انسان کے لئے پیدا کی ہیں اس کا تعلق علم انسان اور فہمید انسان تک محدود ہے خدا کا علم و تمام صفات اور اس کی ذات ہماری صفات اور ذات سے وراء الورا ہے ہاں البتہ ذات و صفات حق کا عکس اور نمونہ ذات و صفات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اپنی ذات کو رب العالمین اور حضور کو رحمۃ للعالمین اور رؤف الرحیم فرمایا ہے جیسے حق تعالیٰ رب العالمین تمام مخلوقات ہے اسی طرح حضور بھی بموجب ارشاد حق تمام مخلوق کے لئے

Marfat.com

رحمۃ اللعالمین ہیں۔ جس طرح ذات حق ہر جگہ موجود ہے لیکن سب سے الگ ہے۔ اسی طرح صفت و ذات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی ہر چیز سے قریب ہے اگر رحمت سے کوئی چیز دور ہو جائے تو اس کا قیام نہیں رہ سکتا جیسے دھوپ کا قیام آفتاب کے ساتھ ہے ایسے ہی حضورؐ کی ذات کے ساتھ تمام مخلوق کا قیام ہے۔ اگر آفتاب نہ ہوتا تو روشنی نہ ہوتی اور حضورؐ کی ذات نہ ہوتی تو مخلوق نہ ہوتی درخت کی جڑ ہوگی تو درخت کی شاخیں پتے پھول پھل خوشبو و رنگ سب کچھ ہوگا اور جب جڑ ہی نہیں ہوگی تو ان سب چیزوں کا وجود بھی نہیں رہ سکتا۔

سوال:- بیانِ مندرجۂ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ ذات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ہر چیز کی ذات اور صفات قائم ہیں۔ تو صفت العلم حضور بھی ہر شئے کے ساتھ بالاولیٰ ہونا لازم ہے۔ اور ہر چیز کا ہر وقت مستقل علم سوائے ذات حق کے کسی کے لئے ثابت نہیں کیا جا سکتا اگر ثابت کیا جائے تو اس میں شرک کی بو پیدا ہوگی۔ اس کا جواب ایسا ہونا چاہئے کہ وہ نہ نصوص پاک کے خلاف ہو اور نہ معنیٰ و مفہوم وما ارسلناک الا رحمۃ اللعالمین کے خلاف جائے۔؟

جواب:- علم دو قسم کا ہے۔ ایک علم متعلق مخلوقات دوسرا علم متعلق ذات و صفات خلقِ مخلوقات۔

Marfat.com

جو علم ذات وصفات حق تعالیٰ کے متعلق ہے۔ وہ علم صرف ذاتِ حق تعالیٰ کے لئے ہی مخصوص ہے۔ مخلوق میں کسی کا ایسا علم نہیں ہے کہ مثل رب کے یا مثال رب کے کوئی پورا یا ادھورا حصہ رکھتا ہو۔ مخلوق میں کوئی فرشتہ ہو یا نبیؐ علم حق میں اسکو شرکت ہے نہ دخل ہے۔ کیونکہ جس پر لفظ خلق کا وارد ہو گیا اس پر لفظ حادث بھی ضرور عائد ہو گیا۔ اور جب کسی کی ذات ہی حادث ہے تو اس کی صفات بالاولیٰ حادث ہیں۔ اسی واسطے ارشاد حق ہے۔ قل رب زدنی علماً۔ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم ہم سے دعا کرو کہ اے اللہ میرے علم کو اور زیادہ کر کیونکہ علیم قدیم کو علم حادث اخذ نہیں کر سکتا بطور شعاع اور پرتو کے جس قدر علیم حق سے حضور نے اخذ کیا ہے اور حضورؐ کو عطا کیا گیا ہے اس قدر کسی مخلوق کو نہیں ملا ہے یہاں تک کہ شب معراج میں چشم ظاہر سے اللہ جل شانہٗ کو دیکھا اس کے بعد بھی یہی فرمایا مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ پھر وہ کون ہے جو ذات وصفات حق کی معرفت کا مدعی ہو۔ جب حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کی ملاقات جہاں دریا کھارا و میٹھا ملتے ہیں ہوئی اس وقت ایک چھوٹی سی چڑیا جسے صعوہ یا ممولہ یا سوہن چڑیا کہتے ہیں دریا میں سے پانی پی رہی تھی تو حضرت

Marfat.com

خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کیا کہ آپ نے دیکھا کہ اس چڑیا نے دریا میں سے کس قدر پانی پیا تو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ چند قطرے پیئے ہیں اس پر حضرت خضرؑ نے عرض کیا قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس نے مجھے خضرؑ اور آپ کو موسیٰ کلیم اللہ بنایا ہے جس قدر قطرے اس دریا کے چڑیا کے پیٹ میں گئے ہیں دریائے علمِ حق سے تمام مخلوقات میں ان قطروں سے بھی کم علم پہنچا ہے۔

اب رہا دوسرا علم متعلق مخلوقات یہ علم البتہ اللہ جل شانہٗ نے کسی کو زیادہ کسی کو کم دیا ہے۔ لیکن جس قدر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مخلوق کا علم خدا نے دیا ہے خلق میں اور کسی کو نہیں ہے۔ بطور نمونہ بیان کرتا ہوں حضور فرماتے ہیں۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنانے کے لئے فرشتے مٹی اور پانی ملا کر گوندھ رہے تھے میں دیکھ رہا تھا اور میرا نورِ نبوت اس وقت بلند تھا اور میں اس وقت نبی تھا۔ آثار قیامت فرماتے ہیں۔ قبر اور حشر کے حالات فرماتے ہیں حشر میں اپنا سب سے پہلے اٹھنا اور باب شفاعت کا کھولنا فرمایا ہے۔ جنت کی نعمتوں کی مفصل خبر دی ہے امت کے گناہِ کبیرہ کی رب سے شفاعت کرنا اور شفاعت

جھنڈا

Marfat.com

مقتول ہونے کی خبر دی ہے۔ ملک شام وایران کے فتح ہونے کی پہلے خبر دی ہے اور ہزاروں باتوں کی خبر دی ہے اور سب باتیں دنیا و آخرت کی بعینہ ثابت ہوئیں اور بال برابر ان میں فرق نہ ہوا اگر علم نہ ہوتا تو کیسے فرماتے؟ اور وہ باتیں کیسے صحیح ثابت ہوتیں۔

بزرگی اور برتری حضرات انبیاءؑ سے انبیاء میں اور صحابہ سے صحابہ میں اور اولیاءؒ سے اولیاء میں جو کچھ بھی ہے وہ صرف زیادتی تقرب حق و علم ذات و صفاتِ حق پر منحصر ہے نہ زیادتی علم متعلق مخلوقات اس کی بیّن دلیل یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے دریا پر ملے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے خضرؑ تم کو جو علم حق تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ وہ مجھ کو بھی سکھاؤ تو حضرت خضرؑ نے عرض کیا کہ جو خدا نے مجھکو دیا ہے اس علم پر آپ کا علم احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور آپ ان باتوں کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ اِس پر حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اے خضر میں تمہاری اتباع کروں گا۔ لیکن جب حضرت خضرؑ نے کشتی توڑ دی، بچہ کو جان سے مار دیا، دیوار بنا کر اجرت طلب نہ کی ان سب باتوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اعتراض فرماتے رہے اِس

Marfat.com

کے بعد حضرت خضرؑ نے عرض کیا۔ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ اور سب امرِ حق اور ان کی مصلحتوں کو بیان کر کے چلے گئے ۔ اس بیان سے صاف صاف ثابت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مرتبہ میں بہت زیادہ ہیں۔

۱۔ اول تو یہ بات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی پیروی کی اور پیروی چھوٹا بڑے کی کیا کرتا ہے۔

۲۔ دوسرے راز حق اور علم حق سے جس قدر حضرت خضرؑ واقف ہوئے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام واقف نہ ہوئے۔

لیکن عقائد! یہ بات اس کے بالکل برعکس ہے حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں مفسرین اور محققین اور تمام اہلِ علم میں اس بات پر اختلاف ہے کہ بعض حضرت خضرؑ کو نبی کہتے ہیں اور بعض ولی ۔ ولایت میں ان کے سب متفق ہیں لیکن نبوت میں اختلاف ہے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف پیغمبر ہی نہیں ہیں بلکہ پیغمبروں سے جو مرتبہ میں زیادہ مرسلین ہیں ان پیغمبران مرسلین سے بھی مرتبہ میں زیادہ

Marfat.com

پیغمبران اولوالعزم ہیں۔ لہذا حضرت موسیٰ پانچ پیغمبران اولوالعزم میں سے ایک پیغمبر ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت خضر کا مرتبہ کہیں آپ سے کم ہے۔

لہذا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ بوجہ قرب رب اور بوجہ علم ذات و صفات حق کے ہے نہ بوجہ علم مخلوقات کے قرب رب و ہمکلامی حق میں جو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔ یہ بات حضرت خضر علیہ السلام کو کہاں نصیب اور اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں افضل و بہتر ہیں کہ جہاں آپ کا قدم قرب رب میں پہنچا ہوا ہے وہاں کسی نبی یا فرشتہ کی رسائی نہیں۔

جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ذات و صفات حق کا اسقدر علم ہے کہ مخلوق میں کسی کو میسر نہیں تو بیچاری دنیا جو سراسر فانی اور بے وقار ہے اس کا علم ہو تو کیا تعجب کی بات ہے۔

جب حضرت عزرائیل علیہ السلام کو تمام جہان کی روحیں ہر مقام پر نکالنے کا علم ہو حضرت میکائیل علیہ السلام کو تمام مخلوق کو ہر جگہ روزی پہنچانے اور پانی برسانے کا علم خدا نے

Marfat.com

دیا ہوا ور اس کو کوئی شرک نہیں کہتا اور خدا کی ذات وصفات میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اور جن کے لوزِ مبارک سے یہ فرشتے اور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور لوح وقلم عرش وفرش زمین وآسمان بنا ہوان کو اگر علم مخلوقات ہو تو کیا تعجب کی بات ہے۔ اور شرک کیوں کہا جائے جس خدا ئے قادر وقیوم نے حضرت عزرائیلؑ اور میکائیلؑ کو علم دیا ہے اسی قادرِ مطلق نے حضور کو دیا ہے اور اگر وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ کے موافق تمام مخلوقات میں حضورؐ کی صفت رحمت کو نہ مانا جائے تو آیۂ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اور چونکہ ذات سے صفات قائم ہیں۔ اگر ذات نہ ہو تو صفات کہاں قائم رہ سکتی ہیں۔ جب صفت حضور وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ ہر مخلوق سے قریب ہے تو ذات حضور جسکی وجہ سے تمام عالموں کا وجود ہے ہر شے کے ساتھ ہے اور ہونا چاہئے۔ لیکن یہ معیت حضور کی مخلوقات کے ساتھ عطائے حق تعالیٰ ہے حضور کی بذاتہ نہیں ہے۔ جس طرح صفت رب اپنے مربوب کے ساتھ ہے اسی طرح رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ بھی مخلوقات

Marfat.com

کے ساتھ ہے مثلاً ابر کے ساتھ پانی یا پانی کے ساتھ ابر۔ اور درخت کی جڑ کے ساتھ شاخیں اور شاخوں کے ساتھ جڑ ہے۔ اسی طرح حضورؐ کی ذات کے ساتھ صفت رحمت ہے اور معیت رحمت مخلوق کے ساتھ ہے اور مخلوق کا قیام حضورؐ کی ذاتِ مبارک کے ساتھ ہے اس بات کو میں حق الیقین کے ساتھ جانتا ہوں علاوہ دلائل شرعی و عقلی کے میں بربنائے اپنے مشاہدے کے کہتا ہوں۔

میں نے یہ خواب میں دیکھا کہ میں حضورؐ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوں اور حضورؐ کی ذات مبارک سے ایک سبز نور نکل رہا ہے اور تمام مخلوقات زمین و آسمان عرش و فرش کے اندر سرایت کرتا ہوا جاری و ساری ہے کہ جیسے خیال انسان ہر شے کے پار نکل جاتا ہے اور کوئی شے اس خیال کے مانع نہیں ہوتی یا جیسے روشنی چراغ فانوس کے پار نکل جاتی ہے۔ حضرت غلام علی شاہ صاحب خلیفہ اعظم حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید بھی اس وقت روضہ منورہ پر حاضر ہیں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ نور سبز جو تو تمام مخلوق میں جاری و ساری دیکھتا ہے۔ یہ

Marfat.com

یہ نور حقیقت محمدی ہے۔ جب تک اس نور سے کوئی مشرف نہیں ہوتا وہ شخص کمال کو نہیں پہنچتا۔

ایک بار میں نے ریل میں بیٹھے ہوئے بچشم قلب دیکھا کہ جانب مشرق نور سبز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جانب غرب نور حق صفت رحیم وکریم ہے اور ان دونوں نوروں کے درمیان تمام مخلوقات ہے اور یہ معلوم ہوا کہ اگر یہ انوارِ محیط خلق نہ ہوں تو تمام مخلوقات تباہ و برباد ہو جائے۔ اس حال کے دیکھنے کے بعد میری زبان سے بے ساختہ یہ شعر نکلا۔

یارب توکریمی و رسولِ توکریم — صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

ایک بار جے پور میں ایک مولوی صاحب واعظ آئے انھوں نے علاوہ سلسلہ وعظ کے پیری مریدی بھی شروع کردی۔ مجھکو ان کے سلسلہ طریقت کے بارے میں کچھ شبہ ہوا۔ تو میں بعد نماز عشاء حضورؐ کی طرف اس استصواب حال کے متعلق مخاطب ہوا کہ ان مولوی صاحب کے متعلق حضورؐ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ تو میں نے دیکھا کہ حضور تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "مولوی کو علم باطن نہیں ہے"

علاوہ اس کے اور بہت سے حالات اور واقعات

Marfat.com

ایسے اور اس سے بھی قوی تر حضرت صاحب محمد علی بشیر خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے طلبہ میرے روبرو حضرت صاحب سے عرض کیا کرتے تھے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ کے چند طلبہ نے عرض کیا کہ اب سلوک میں سوائے جہل کوئی علم یا ادراک یا احساس نہیں ہے۔ گویا وجود علم باطن ہی نہیں ہے۔ تو حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انتہائے مقام سلوک تجلی ذات میں سوائے حیرت اور جہالت کے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ اگر تم کو میری بات کا یقین نہ آئے تو تم پیران عظام میں سے کسی کو مخصوص کر لو تاکہ وہ تصدیق فرما دیں تو طلبہ نے عرض کیا کہ اس تصدیق کے لئے ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کرتے ہیں تاکہ کوئی شبہ باقی ہی نہ رہے۔ اس پر حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا تم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی روح اقدس کو ایصال ثواب کر کے مخاطب ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ طلبہ ایصال ثواب کر کے سب بیٹھ گئے اسی وقت سب نے دیکھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ مرزا مظہر جان جاناں جو

Marfat.com

سچ کہتے ہیں اس مقام میں ادراک احساس نہیں ہے سوائے حیرت وجہل کے اور کچھ نصیب نہیں۔

فائدہ :- حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کا طلبہ سے یہ ارشاد فرمانا کہ تم چاہو جس بزرگ متقدمین میں سے میرے کلام کی تصدیق اور اپنے اطمینان کے لئے مخصوص کرلو تاکہ وہ تصدیق فرمائیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ اور ان بزرگان متقدمین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے روحانی ایسے تعلقات تھے اور ان بزرگوں کی ارواح طیبات کو بھی اس کا علم اور تشریف لانا اور مرزا صاحبؒ کے قول کی تصدیق کرنے کی اللہ تعالیٰ نے قوت اور قدرت عطا فرمائی ہے۔ اور یہ بات قابل ماننے کے ہے اور زیادہ خلجان میں پڑنے کی نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں صاف ارشاد ہے کہ جب قبرستان میں جاؤ تو اہل قبور سے کہو۔ السلام علیکم یا اھل القبور الیٰ اٰخرہٖ مسلمانوں کی اور خصوصاً خاصان خدا کی ارواح طیبات بموجب ارشاد حضورؐ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والبرکات اعلیٰ علیین میں ہیں اور پھر قبر میں بھی ان کی موجودگی ثابت ہے اور اولیاء کرام سے ان کی قبور سے فیض کا حاصل ہوتا بڑے بڑے علماء اور صلحاء سے

Marfat.com

ثابت ہے تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا کر اپنی امت کے لوگوں کی تسکین ان کی استدعا پر کر دیں تو کیا تعجب ہے۔ اور میں اس کی تشریح اور استدلال اوپر بھی لکھ آیا ہوں۔

مسئلہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کسی کو خواب میں ہو یا مراقبہ میں یا چشم دل سے ہو یا چشم ظاہر سے ان سب صورتوں میں زیارت حضورؐ کی ہی بلاشبہ ہے کیونکہ حضورؐ کی شکل شیطان لعین نہیں بن سکتا۔

ہاں یہ بات ضرور قابلِ اظہار ہے کہ کوئی کسی طریقہ سے آپ کی زیارت سے مشرف ہو اور اس کو بعد زیارت حضورؐ کے حضورؐ کی کوئی بات ایسی یاد رہے جو خلاف قرآن وحدیث کے ہو تو حضورؐ کی زیارت تو صحیح مانی جائے گی لیکن جو باتیں کسی کی یاد رہیں اور وہ خلاف شرع ہوں تو وہ قابلِ اعتماد نہیں حضورؐ نے جو کچھ فرمایا ہوگا وہ خلافِ شرع شریف نہ ہوگا اس بیان کرنے والے کی یاد کا فرق اور سہو مانا جائیگا اب میں اصل موضوع پر اپنا بیان شروع کرتا ہوں حضور کی معیت مثل معیت حق نہیں اور حضور کا علم مثل علم حق نہیں حضورؐ کی ذات و صفات

یہ تمام عطائے حق تعالیٰ ہیں اور یہ مستعار ہیں اور سب لفظ حادث سے داغدار ہیں صرف ذات و صفاتِ حق تعالیٰ ہر نقص وزوال سے منزّہ و مبرّہ ہیں حضورؐ کی ذات سے ذاتِ حق اور حضورؐ کی صفات سے صفات حق وراء الوراء اور وراء الوراء ہیں کسی قسم کی شرکت نہیں سوائے شرکت اسمی کے۔ خدا کی ذات و صفات میں ذات و صفات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو شریک کرنا صریح ظلم اور حقیقتاً شرک ہے اسی طرح قرب حق میں جو مرتبہ حضورؐ کو نصیب ہے اس میں کسی نبی یا فرشتہ کو شریک کرنا سراسر غلطی ہے۔ حدیث لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملکٌ مقربٌ ولا نبیٌ مرسلٌ اس میرے استدلال پر صاد کرتی ہے۔

اور اسی طرح فرق علمِ حق اور علم رسول برحق میں ہے کہ علمِ حق میں کسی وقت کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ اور علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض وقت اتفاقیہ پوشیدہ ہوئی ہے۔ جیسے واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کو ذہول کہتے ہیں۔ یعنی معلومات میں کسی وقت پردہ پڑ جانا یا جیسے کبھی آفتاب گرہن میں آجاتا ہے۔ یا صفت ہدایت سے ابوجہل اور ابولہب کا

Marfat.com

محروم رہ جانا یا جو پتھر آپ پر درود و سلام بھیجیں اسی پتھر کا آکر جنگِ احد میں حضور کا دندانِ مبارک شہید کر دینا یا حضورؐ کے صاحبزادوں کا حضور کے سامنے انتقال کرنا اور حضور کا سوائے خاموشی کے کوئی چارہ نہ ہونا۔ حالانکہ حضور کے غلامانِ غلام اور کفش برداروں کے کفش برداروں کی دعا اور ہمت سے مردے زندہ ہوئے قلعوں کی فصیلیں گر پڑیں مخلوق کی بڑی بڑی حاجتیں خدا نے حل فرمائیں جن سے کتابیں بھری ہیں۔ لیکن ان واقعات کا علم کبھی کبھی نہ ہونا دندانِ مبارک کا پتھر سے شہید ہو جانا اور حضرت قاسم و حضرت ابراہیم علیہما السلام کا انتقال فرمانا اور حضور کی شان اور حضور کے تبرا اور حضور کے تکمیل دین کی اور آیۃ اکملت لکم دینکم، وانا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کی پوری تصدیق و تائید ہوتی ہے۔ اور یہ دین محمدی دین خالص ثابت ہوتا ہے اور شرک کا تار بھی باقی نہیں رہتا اور عبد و معبود خالق و مخلوق و قادر و مقدور میں فرق بین ہو جاتا ہے کیونکہ جو کمالات اور معجزات حضور کی ذاتِ مقدس سے ظاہر ہوئے وہ کسی مخلوق سے نہ ہوئے جب حضورؐ سے کم درجے کے انبیاء کو ان کی امت نے خدا کا بیٹا بنا دیا تو حضور کی ان کمالات خصوصی کی وجہ سے بالاولیٰ

Marfat.com

حضور کو خدا کا بیٹا یا خدا بنائے بغیر نہیں رہتی اور دین خالص میں
اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ ضرور ہوتا کیونکہ حضور کی ذات مبارک
خاتم النبیین ہے اور کوئی نبی حضورؐ کے بعد حشر تک آنیوالا نہیں جو مصلح
دین ہوتا۔ اس لئے ان چند باتوں کا ظہور حق تعالیٰ نے بمقتضائے
حکمت بالغہ کیا ہے تاکہ حضورؐ کی محتاجی بجناب باری ثابت ہو جائے
چنانچہ حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

زاں سبب فرمود حق صلوا علیہ — کہ محمد بود محتاج الیہ

اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہمارے نبی پر درود بھیجو تاکہ معلوم ہو کہ وہ ہمارے محتاج ہیں

ورنہ حضورؐ کی امت میں حضورؐ کے غلامان ذات وصفات
حق وخلق کا اس قدر علم لعطائے حق رکھتے ہیں کہ یہ قصہ حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضورؐ سے پوشیدہ رہنا
تعجب در تعجب ہے لیکن یہ واقعہ اور نیز چند دیگر واقعات
حکمت حکیم مطلق سے خالی نہیں ہیں بہت مختصر بطور نمونہ
حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفش برداروں کا کشف کے
متعلق دنیا وعقبیٰ کے لکھتا ہوں۔

۱۔ امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا کشف
بروز جمعہ یا ساریۃ الجبل مشہور ہے۔

۲۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بوقت: بیمار پرسی عرض کرنا یا رسول اللہ تمام جہاں کی

Marfat.com

حقیقت نظر آتی ہے ۔ حضورؐ کا ارشاد کہ زید خاموش رہو

۳۔ حضرت بایزید بسطامیؒ میری وسعتِ قلب کے مقابلہ میں عرشِ معلیٰ مثل ٹھیکری کے ہے۔

۴۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا حضرت ابوالحسن خرقانی کی پیدائش سے بشیتر تمام حُلیہ اور حالات فیضان اور انوار طریقہ کے بتا دیا۔

۵ ۔ شب برات کو بوقت تہجد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے ان کی اہلیہ صاحبہ نے عرض کیا کہ حضرت آج شب کو لوحِ محفوظ سے موت اور رزق خلق کا سال بھر کا کاٹ کر فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے تو فرمایا کہ ہاں اور فرمایا کہ کیا حال ہو اس شخص کا جو خود اپنا نام کٹتا ہوا دیکھ رہا ہو۔ چنانچہ اسی سال میں آپ نے وفات پائی۔

۶ ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھپر تمام روئے زمین مثل خطوط کف دست کے عیاں فرمائی ہے۔ میں جب والدہ کے شکم میں تھا اس وقت میری والدہ جو دوا پیا کرتی تھیں اس کا ذائقہ اب تک یاد ہے۔

۷ ۔ حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ خدا نے مجھ کو کشف دیا ہے کہ جو شخص میرے دائیں

Marfat.com

ہیں اور پیچھے سے آتا جاتا ہے اس کو ایسا دیکھتا ہوں جیسے
کوئی چشم سر سے دیکھتا ہے۔

۸۔ حضرت سید نور محمد بدایونی مرشد حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہما کی نور نظر تمام ہفت اقلیم میں پہنچی اور لڑکی اجنہ سے چھڑا کر ہزاروں کوس سے آن واحد میں دہلی لے آئے۔

۹۔ حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے پیر حضرت مرزا جان جاناں رض کی خواہش خلافت سلسلۂ قادریہ پر حضرت مرزا صاحب کو اسی وقت دربار نبوی میں لے گئے اور خلافت سلسلۂ قادریہ کی دلا کر دہلی واپس لے آئے

۱۰۔ حضرت مرزا جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول کی تصدیق چند طلبہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آن واحد میں کرادی

۱۱۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قطب غوث ابدال وغیرہ اولیا خدمت حضرت علی رض اور حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے زیر قدم ہیں۔

۱۲۔ میں نے اپنی کتاب معیار السلوک ودافع الاوہام والشکوک میں فصل حضرت سید امام علی شاہ صاحب رتڑ چھتری و حضرت شیر محمد خاں صاحب کالا افغانان و حضرت محمد علی شیر خاں صاحب بے پوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں حالات کشف و کرامات

Marfat.com

واحیائے موتی صحیح صحیح طور پر لکھے ہیں جن کے دیکھنے کے بعد
تازگی ایمان اور قدرت حق کا یقین کامل ہوتا ہے۔

۱۳۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا طالب علم حدیث
کو سبق پڑھانا اثنائے پڑھانے میں روئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام پر نگاہ رکھنا اور اقسام حدیث موضوع و مرفوع
و ضعیف کا بیان کرنا وغیرہ وغیرہ۔

ایسے ایسے ہزاروں بلکہ لاکھوں مکشوفات اولیاء اللہ
جن سے کتابیں پڑی ہیں۔

۱۴۔ قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ
علیہ نے اپنی کتاب "فتوح الغیب" میں اولیاء، اہل خدمت قطب
ابدال وغیرہ کا ذکر فرمایا ہے اس کتاب کی شرح حضرت شاہ عبدالحق
محدث دہلوی نے کی ہے۔ اور آپ نے شرح ابدال کے بیان
میں فرمایا ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے ابدالوں کو یہ قوت عنایت فرمائی ہے کہ
اپنے ہیئت جسم کو جس طرح چاہیں تبدیل کر سکتے ہیں۔

۱۵۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ میں نے حضرت خضر کو دیکھا کہ وہ بطور شافعی رحمتہ اللہ
کے نماز پڑھتے تھے میں نے دریافت کیا کہ آپ بطور امام شافعی
کے نماز کیوں پڑھتے ہیں تو فرمایا کہ اس وقت جو قطب مدار ہیں

Marfat.com

فعی ہیں اور انتظام اور مہمات عالم ان کے اور میرے متعلق ہیں اس لئے اکثر مجھکو ان کے طریق شافعی کے موافق نماز پڑھنا پڑتی ہے۔

جب کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاک نعلین کے صدقہ میں اولیاء اللہ کو یہ کشف اور تصرفات اور کرامات حضرت حق تعالیٰ سے عطا ہوتے ہیں تو سردار انبیاء رہنمائے اصفیا باعث کائنات فخر موجودات کے کشف کا کیا حال ہونا چاہیئے بلکہ اولیا پر جو حالات گذرتے ہیں ان میں سے ہزاروں واقعات ہیں ان میں سے بعض بعض حالات کا اظہار خلق پر ہوتا ہے اور اسرار حق کا اظہار نہیں کرسکتے مگر اشارۃً وکنایۃً وہ بھی گاہے ماہے۔

چنانچہ حضرت مولانا رومی رح فرماتے ہیں۔

ہر کرا اسرار حق آموختند	مہر کردند و دہانش دوختند
جس کو خدا اپنا راز دار بناتا ہے	اس کے منہ پر مہر کر دیتا ہے

تو حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر خلق میں صاحب صفات حق و راز دار اسرار حق کون ہوسکتا ہے۔ اور رازہائے خالق کو آپ سے زیادہ کون چھپا سکتا ہے۔

غرض کہ میں نے مختصراً جو صورت انسان حقیقت انسان کمالات انسان کی بابت اس کتاب میں لکھا ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ معرفت رب العالمین و تجلی گاہ خالق آسمان وزمین

Marfat.com

خود ذات بشر میں موجود ہے۔ وحدیث شریف من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کا یہ خود ہی بھید ہے۔ یہی انسان جامع کمالات ہے۔ یہی انسان اصل مخلوقات ہے۔ یہی انسان آئینہ ذات وصفات رحمٰن ہے۔ یہی انسان مبداء کمال ہے یہی انسان علمہ البیان ہے یہی انسان احسن التقویم ودلیل ذات سبحان ہے اسی کا قلب مسجد حقیقی جلوہ گاہ خالق زمین وآسمان ہے۔

لیکن لفظاً ہر بشر بشر ہے اور معناً صحابہ واولیاء علماء حقہ پر لفظ بشر صادق ہے اور حقیقتاً لفظ بشر حضرات انبیاء علیہم السلام کے واسطے درست ہے اور کمال بشر خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدس کے لئے موزوں ومناسب ہے۔ چنانچہ حضرت مولنا رومی رح کمال بشر وعنایات خالق بہ بشر کی خبر بموجب حدیث شریف یہ فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — من نگنجم ہیچ در بالا و پست
در زمین و آسماں و عرش نیز — من نگنجم ایں یقیں داں اے عزیز
در دل مومن بگنجم اے عجب — گر مرا جوئی دراں دلہا طلب

جو انسان صاحبدل نہیں وہ دل کو کیا جانے جو جوہری نہیں وہ گوہر کو کیا جانے جو بیدرد ہے وہ اہل درد کو کیا پہچانے اس کی بابت حضرت مولانا رومی رح فرماتے ہیں۔

Marfat.com

دل بناشد تن چہ داند گفتگو — دل بجوید تن چہ داند جستجو
پس نظر گاہِ شعاعِ آں آہن است — پس نظر گاہِ خدا دل نہ تن است
باز ایں دلہائے جزوی چوں تن است — با دل صاحبدلے کو معدن است

جو انسان صفت دل جزوی رکھتا ہے جیسے دل حیوان یا دل کفار تو ایسے انسان کو انسان کامل صاحبدل کی تلاش چاہئیے۔ اور اس کی صحبت اور کلام سے صفت جزوی سے ترقی کر کے صفتِ کلی حاصل کرنا چاہئیے اور ارشاد حق لَا تَقْنَطُوْا مِن رَّحْمَۃِ اللّٰہ پر نظر رکھنا چاہئیے

حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

سایہ شاہاں طلب ہر دم شتاب — تا شوی زاں بہتر از آفتاب
فاختہ ساں روز شب گر کو و کو — گنج پنہانی ز درد دلیے بجو
در بدر میگرد میر و کو بکو — جستجو کن جستجو کن جستجو

علامہ اقبال مرحوم نے بھی اسی مطلب میں ایک شعر خوب کہا ہے۔

قدم در جستجوئے آدمی زن — خدا ہم در تلاش آدمی ہست

حاصل کلام یہ ہے کہ جسم انسان خلاصۂ جہان ہے اور انسان کا خلاصہ قلب انسان ہے اور خلاصہ قلب یعنی نور قلب حقیقت قلب خانہ خدا و تجلی گاہِ ذات سبحان ہے۔

اسی مطلب اسی معنی اسی مقصود میں حضرت مولانا

Marfat.com

رومیؒ فرماتے ہیں۔

کعبہ ہرچند یکہ خانہ برادست — خلقت ما نیز خانہ سرادست

درنیابد حال پختہ ہیچ خام — پس سخن کوتاہ باید والسلام

چوں سخن در وصف ایں حالت رسید — ہم قلم بشکست وہم کاغذ درید

اے عزیز قاری کتاب یا سامع کتاب اپنی ہمت بلند رکھ اگرچہ نبوت ختم ہوچکی ہے لیکن ولایت ختم نہیں ہوئی ہے۔ یادِ حق میں مشغول ہو خاصانِ خدا کی صحبت اور خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کر۔ یہ جہاں دار عمل ہے اور دار جزا و سزا آنے والا ہے مَنْ طَلَبَ وَجَدَ عام ہے اپنی پستی کو بلندی بخشا ان عقل و شعور سے کام لے تو تمام مخلوق میں بہترین مخلوق ہے آخر تو کرمنا بنی آدم واحسن تقویم کے لقب سے مشرف ہے کوشش کر انشاء اللہ ضرور کامیابی ہوگی۔ جب بندے کے دروازے سے بندہ خالی ہاتھ نہیں آتا تو دروازۂ حق تعالیٰ سے بندہ خالی ہاتھ کیسے آسکتا ہے۔ لیکن دروازۂ غنی پر فقیر کا پہنچنا اور سوال کرنا ضروری ہے چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ تعزیت دلاکر فرماتے ہیں۔

آخر آدم زادۂ اے ناخلف — چند پنداری تو پستی را شرف

مرغ را پرمی برد برآشیاں — پرہمت مردم ست اے مرداں

Marfat.com

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے (ذکر حق) عاقبت زاں در بروں آید سرے
چوں نشینی بر سر کوئے کسے (فکر حق) عاقبت بینی ہم از روے کسے
چوں زچاہے میکنی ہر روز خاک (کوشش) عاقبت اندر رسی بر آب پاک
ہر کہ رنجے برد گنجے شد پدید ہر کہ جدّ کرد در جدّ رسید

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ بِحَقِّ نَبِیِّکَ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ۔

وبحرمت انبیاء عظام علیہ الصلوٰۃ والسلام وخلفاء راشدین وحضرات اہلبیت وصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وحضرات اولیاء کرام وعلمائے حقانی عالی مقام رحمتہ اللہ علیہم تا بروز قیام۔

بقلم

محمد ہدایت علی مصنف کتاب

۲ شوال المکرم ۱۳۵۷ھ مطابق
۱۳ دسمبر ۱۹۳۸ء
مقام جے پور

تمت بحمد اللہ رب العالمین

Marfat.com

طباعت واشاعت

برضا و طلب

یادگار طریقۂ نقشبندیہ بحر سلوک مجددیہ

حضرت الحاج شاہ سید محمود علی صاحب مدظلہٗ و دامت فیوضہٗ

فلیٹ نمبر ۵ سیوہل کوڑومل بلڈنگ۔ فریر روڈ قریب لبرٹی اسٹاپ برنس روڈ کراچی

(مرکز تصنیف)

باھتمام:-

سگِ آستانہ نقشبندی مجددی علاؤالدین۔

نیو اسٹار اسٹیشنری ورکس عقب بمبئی ہوٹل میکلوڈ روڈ

ٹیلیفون نمبر ۸۰۶۰۵

کراچی

ملنے کا پتہ:-

کفش بردار (حافظ محمود احمد صاحب) نقشبندی مجددی

محمود سنس ۱۲ سینگسٹر روڈ۔ صدر کراچی

خط و کتابت کا پتہ

جناب آدم بھائی صاحب

مکان متصل جامع مسجد صدیقی

۱۴۶ عبداللہ اسٹریٹ کھوڑا لائن کراچی

Marfat.com

معیار السّلوک

دافع الاوہام والشکوک

پروانۂ وحدانیت ۔ شمع رسالت ۔ فدائے ولایت مجسمۂ سنت مرقع روحانیت ۔ حضرت مولانا مولوی الحاج شاہ محمد ہدایت علی صاحب نقشبندی مجددی جے پوری رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہٗ کی معرکتہ الآرا تصنیف

جو

تصوّف کے خزانہ کی کنجی، صراطِ مستقیم کی کسوٹی، مبتدی اور منتہی کے لئے دستور العمل سیدھی سادھی اردو زبان میں تصوّف کے ادق مسائل کا حل، پیر اور مرید کے کام کی باتیں، ایمان کی تازگی اور استواری کا ذریعہ، روحانی ترقی کا راز، دل کی پاکیزگی اور دماغ کی روشنی کا نسخہ۔ علم تصوّف میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے۔ سفید ولائتی کاغذ دبیز اور چکنا، ضخامت تین سو چوراسی صفحات پر مشتمل جملہ خوبیوں کے باوجود ہدیہ صرف ایک روپیہ پچیس پیسے صرف ۔ دیدہ زیب مجلد ۔ ہدیہ دو روپیہ پچیس پیسے صرف ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ۔

Marfat.com

دُرِّ لاثانی

(جانِ طریقت روحِ روحانیت۔ مکتوبات محبوب سبحانی۔ قطب صمدانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) علم تصوف کی فارسی زبان میں وہ گرانمایہ کتاب ہے جس کی مثال آجتک نہ ہو سکی ہر ہر مکتوب گرامی، حقائق شریعت اسرار و رموز الٰہی کا خزانہ خدارسی کا زینہ اور قانونِ تصوف ہے جس کے مطالعہ سے لاکھوں تاریک و غافل قلوب ذکر و فکر الٰہی سے منور اور ہزار ہا انسان قرب حق سے مشرف ہو گئے۔ اہلِ علم نے اس مقدس کتاب سے ہمیشہ کسبِ فیض حاصل کیا ہے اور اب تک اپنے معمولات میں رکھتے آئے ہیں۔

اُمت مرحومہ کی عام نفع رسانی کی خاطر مجدد ملت حامی سنت قاطع بدعت شریعت پناہ حقیقت آگاہ واقفِ اسرار خفی و جلی سیدی و آقائی مرشدی و مولائی حاجی الحرمین الشریفین مولانا **شاہ محمد ہدایت علی** نقشبندی مجددی جے پوری نور اللہ مرقدہ نے نہایت با محاورہ سلیس اور عام فہم اردو میں ترجمہ و شرح فرما کر کنز مخفی کو ایسا ظاہر و باہر فرما دیا ہے کہ اب ہر معمولی استعداد کا

Marfat.com

آدمی بھی اس بحر ذخار میں غوطہ زن ہو کر گوہر نایاب اور درِّ لاثانی حاصل کر کے فائز المرام ہو سکتا ہے اسی واسطے اس مفید و مبارک تالیف کا نام اعلیٰحضرت نے دُرِّ لاثانی تجویز فرمایا ہے۔

ناشر۔

علاوہ محصول ڈاک ہدیہ ایک روپیہ

Marfat.com

فتوح الحرمین

فی

ملفوظات رسول الثقلین

زیارت حرمین شریفین کے موقع پر معلم معرفت محبمۂ سنت مجموعۂ طریقت۔منبع شریعت۔ مرقع روحانیت۔

الحاج حضرت **مولانا شاہ محمد ہدایت علی** صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے مکشوفات اور واردات قلبی نیز رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت شاہ صاحبؒ پر عنایات واکرام۔جس کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت قلبی پیدا ہوتی ہے حضور کی محبت ہی کمالِ ایمان ہے اور آپ کی ذات بابرکات ہی معیت قبر اور حشر کا بہترین وسیلہ وذریعہ ہے۔ حج کے سلسلہ میں حضرت کی تعلیمات وارشادات اصلاحِ باطن کے لئے اکسیر ہیں۔

ھدیہ

پچاس نئے پیسے

محصول ڈاک بذمہ خریدار

Marfat.com

یادداشت

تاریخ طباعت:-
۲۷ر صفر المظفر ۱۳۸۳ھ
مطابق ۲۰ر جولائی ۱۹۶۳ء

Marfat.com

فتوح الحرمین

فی

ملفوظات رسول الثقلین

زیارت حرمین شریفین کے موقع پر معلم معرفت مجسمۂ سنت مجموعۂ طریقت۔ منبع شریعت۔ مرقع روحانیت۔

الحاج حضرت **مولانا شاہ محمد ہدایت علی** صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے مکشوفات اور واردات قلبی نیز رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت شاہ صاحب رح پر عنایات واکرام۔ جس کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت قلبی پیدا ہوتی ہے حضور کی محبت ہی کمالِ ایمان ہے اور آپ کی ذات بابرکات ہی سعیت قبر اور حشر کا بہترین وسیلہ وذریعہ ہے۔ حج کے سلسلہ میں حضرت کی تعلیمات وارشادات اصلاح باطن کے لئے اکسیر ہیں۔

ھدیہ

پچاس نئے پیسے

محصولڈاک بذمہ خریدار

Marfat.com

یادداشت

تاریخ طباعت:-
۲۷ر صفر المظفر ۱۳۸۳ھ
مطابق ۲۰ر جولائی ۱۹۶۳ء

Marfat.com

لاہور میں اس پتہ پر کتابیں دستیاب ہو سکتی ہیں

جناب حکیم سید مسعود علی شاہ صاحب

نقشبندی مجددی دہلوی خاص شاہی دواخانہ

پرانی انارکلی لاہور

(مغربی پاکستان)

Marfat.com

Marfat.com

مرکزِ تصنیف

طباعت واشاعت

برضا و طلب

یادگار طریقہ نقشبندیہ بحر سلوک مجددیہ

حضرت الحاج سید محمود علی صاحب مدظلہٗ ودامت فیوضہٗ رحمۃ اللہ علیہ
فلیٹ نمبر ۵ ، سیچول کوٹومل بلڈنگ فریئر روڈ ۔ بس اسٹاپ برنس روڈ کراچی پاکستان

حافظ محمود احمد نقشبندی مجددی
۲۱۱ عثمانیہ کالونی ۔ بی روڈ ناظم آباد
نزد نور مسجد کراچی
(فون 617176)

Marfat.com

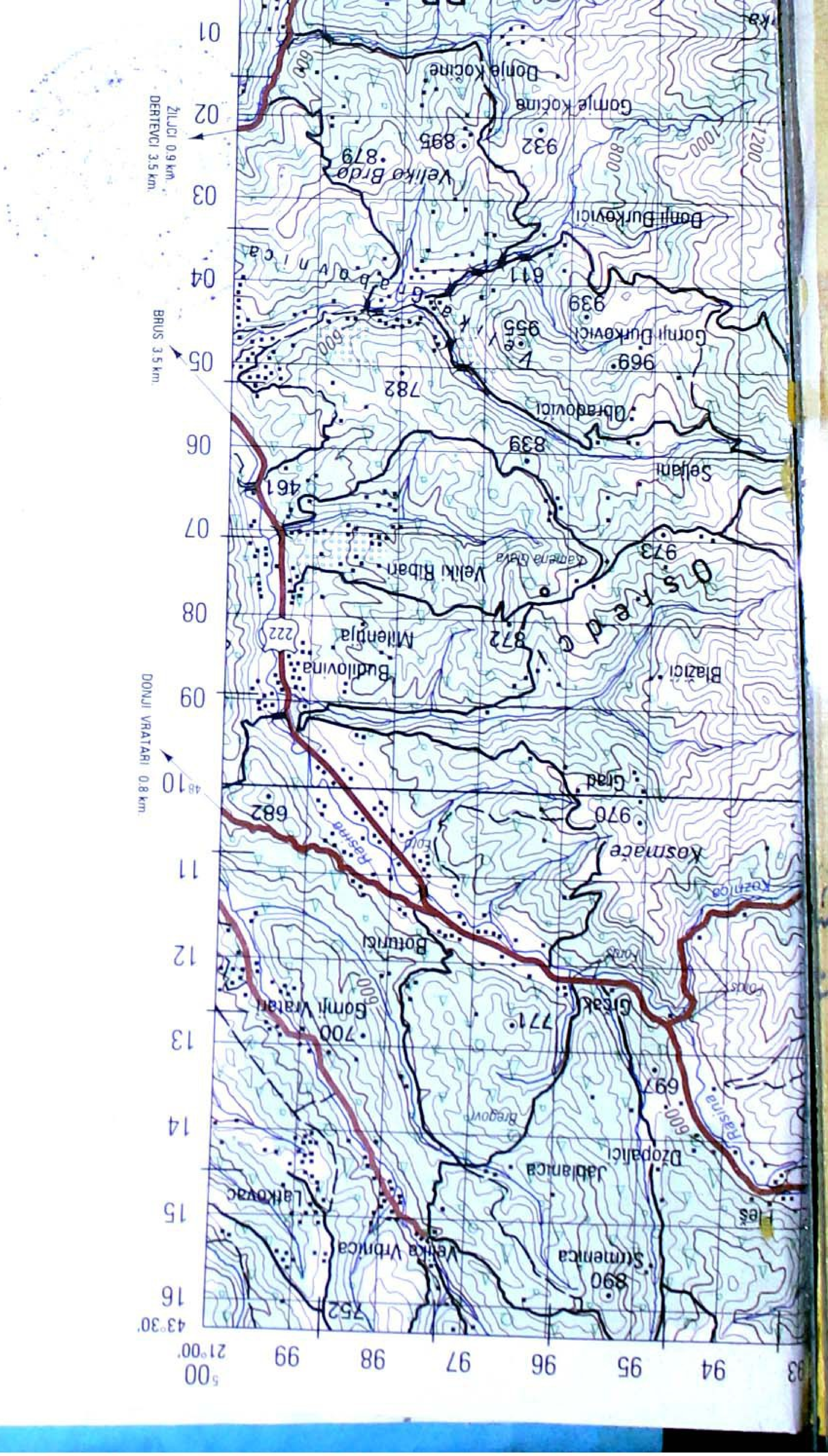

Donje Kočine
Gornje Kočine
Veliko Brdo
Donji Đurkovići
Gornji Đurkovići
Grabovnica
Obradovići
Seljani
Veliki Riban
Kamena Glava
Oskrece
Milentija
Budilovina
Blažići
Grad
Kosmače
Botunići
Gornji Vratari
Gršak
Bregovi
Džopalići
Jablanica
Latkovac
Velika Vrbnica
Strmenica
Pleš
Rasina
Koznica
ŽILJCI 0.9 km
DERTEVCI 3.5 km
BRUS 3.5 km
DONJI VRATARI 0.8 km
222
43°30'
21°00'

Marfat.com

Marfat.com

676

Marfat.com

676

Marfat.com